# إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَفْقَهُونَ

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب مستطاب متضمن مسائل ضروریہ فقہ شریف مولفہ رشادت مآب
افاضت انتساب آمر آمد فضلائے ذیشان برگزیدہ عالم وعالمیان جناب حکیم علی اشرف خان صاحب
رحمہ اللہ الرحمن خلف الصدق مولانا مولوی خادم حسین خان اسکنہ اللہ فی بحبوحۃ الجنان جسکو
جناب مصنف صاحب موصوف نے بصحت تمام کتب صحیحہ مستند فقہ مثل طحطاوی اور درمختار اور شامی
سے بارہ برس کامل میں نہایت تحقیق اور تدقیق سے روز بروز باتعیین مستنبط کر کے

# اشرف المسائل — جواہر اشرفی

١٣٠١

نام رکھا
پھر جناب مصنف موصوف نے باوجود صحت کرانے بعد اولی بنظر مزید احتیاط اپنے
استاد فضیلت حقیقت پناہ طریقت دستگاہ مشہور نزدیک و دور افادت و افاضت
معدن علم جناب مولانا مولوی محمد عبد الشکور صاحب ادام اللہ ظلہ بحرمت النون والصاد والنور
ساکن مچھلی شہر کے ملاحظہ سے استصلاحاً گذرانا اور دوہری مرتبہ مطبع علوی میں
طبع ہوئی اب بار ثالث بعد نظر ثانی وحسب اجازت جناب مصنف ممدوح

مطبع منشی نولکشور میں چھپی

# فہرست مضامین اشرف المسائل موسوم بہ جواہر اشرفی


| صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون |
|---|---|---|---|
| ۶ | کتاب الایمان | ۳۱ | فصل موجبات غسل کے |
| ۱۹ | کتاب الطہارت | ۳۴ | باب پانیون کے مسائل مین |
| ۲۰ | ارکان وضو | ۴۱ | فصل کنوئین کے مسائل مین |
| ۲۱ | سنتین وضو کی | ۴۵ | فصل جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہے اسکا جھوٹا حلال ہے |
| ۲۳ | مستحبات وضو کے | ۴۷ | باب تیمم کے احکام مین |
| " | آداب وضو کے | ۵۸ | باب موزون پر مسح کرنے کے بیان مین |
| ۲۵ | فصل مکروہات وضو کے | ۶۴ | باب حیض کے احکام اور مسائل مین |
| ۲۶ | فصل منہیات وضو کے | ۷۳ | باب رنجی استحاضہ کے احکام مین |
| " | فصل بدعات وضو کے | ۸۱ | فصل استنجے کے احکام مین |
| " | فصل نواقض وضو کے | ۸۶ | کتاب الصلوۃ |
| ۲۹ | باب بیان مسائل غسل مفروض مین | ۹۳ | باب اذان کے بیان مین |
| ۳۰ | فصل سنتین غسل کی | ۹۸ | باب شرائط نماز مین |

| صفحہ | مضمون |
| --- | --- |
| ۱۰۶ | فصل ارکان نماز کے بیان مین |
| ۱۰۸ | فصل واجبات نماز کے بیان مین |
| ۱۱۱ | فصل نماز کی سنتون کے بیان مین |
| ۱۱۲ | فصل مستحبات نماز کے بیان مین |
| ۱۱۳ | فصل صفت نماز مین |
| ۱۲۸ | فصل قراءت کے احکام مین |
| ۱۳۳ | باب امامت کے بیان مین |
| ۱۴۷ | باب خلیفہ کرنے کے احکام مین |
| ۱۵۵ | باب اون امور مین جو نماز کو توڑتے ہین |
| ۱۶۳ | فصل مکروہات نماز کے بیان مین |
| ۱۶۹ | باب وتر اور نوافل کے بیان مین |
| ۱۷۳ | فصل نماز پنجگانہ کے قبل و بعد کے سنن اور مستحبات کے بیان مین |
| ۱۸۶ | باب حصول جماعت نماز فرض کے بیان مین |
| ۱۹۰ | باب احکام قضا پڑھنے نماز فائتہ مین |
| ۱۹۲ | باب سجدۂ سہو کے بیان مین |
| ۱۹۸ | باب نماز بیمار کے احکام مین |
| ۲۰۱ | باب سجدۂ تلاوت مین |
| ۲۰۷ | باب احکام نماز مسافر مین |
| ۲۱۴ | باب احکام نماز جمعہ کے بیان مین |
| ۲۲۱ | باب نماز عیدین نیز دیگر احکام عیدین مین |
| ۲۳۴ | باب احکام نماز کسوف و خسوف کے بیان مین |
| ۲۳۵ | باب نماز طلب باران مین |
| ۲۳۶ | باب نماز خوف کے ذکر مین |
| ۲۳۸ | باب نماز جنازہ کے ذکر مین |

| صفحہ | مضمون |
|---|---|
| ۲۶۷ | باب — احکام شہید کے بیان مین |
| ۲۷۰ | باب — کعبہ مین نماز پڑھنے کی کیفیت مین |
| 〃 | کتاب — الزکوۃ |
| ۲۷۲ | فصل — جانوران چوپایہ کی زکوۃ کے احکام مین |
| 〃 | فصل — گائے بھینس کی زکوۃ کے احکام مین |
| 〃 | فصل — بھیڑ اور بکریون کی زکوۃ کے احکام مین |
| ۲۷۳ | فصل — سونے اور چاندی کی زکوۃ دینے مین |
| ۲۷۵ | باب — اگر مسلمان یا ذمی غیر کی زمین مین سونے چاندی کی کان پاوے |
| 〃 | باب — زکوۃ کا مال فقیر کو دینے مین |
| ۲۷۹ | باب — صدقۂ فطر کے احکام مین |
| ۲۸۱ | کتاب — الصوم |
| ۲۸۷ | فصل — عرفہ کے دن روزہ رکھنا سنت ہے |
| ۲۸۸ | فصل — صوم دہر یعنی ایام منہیہ کو بھی شامل کر کے روزہ رکھنا |
| ۲۸۹ | باب — مفسدات صوم مین |
| ۲۹۲ | فصل — ان چیزون کے بیان مین جنسے صرف قضا لازم ہے |
| ۲۹۴ | فصل — ان چیزون کے احکام مین جنسے قضا اور کفارہ لازم ہو |
| ۲۹۷ | فصل — نمک چکھنا بے اجازت مالک بضرورت جائز ہے |
| ۲۹۹ | فصل — ان عوارض کے بیان مین جنمین روزہ جائز ہے |
| ۳۰۲ | فصل — احکام اعتکاف مین |
| ۳۰۸ | کتاب — الحج |
| ۳۰۹ | فصل — فرائض حج کے بیان مین |
| 〃 | واجب — حج کے بیان مین |
| ۳۱۰ | فصل — میقات یعنی جگہ احرام باندھنے کی |
| 〃 | فصل — قران کے بیان مین |

ان فی ذٰلک لاٰیٰت لقوم یفقہون

کتاب نادر البیان از تصانیف بندہ ... مولوی حاجی اشرف خان صاحب ... الشہیر

# اشرف المسائل

المعروف

# جواہر اشرف

ماخذ مسائل از کتب معتبرہ فقہ حنفیہ مثل درمختار و شامی و طحطاوی حسب فرمائش ...

در [illegible] باہتمام [illegible] شد



بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللهم صل علی سیدنا محمد النبی الامی وآلہ وبارک وسلم تسلیما

امابعد حمد ونعت کے مولوی علی اشرف خان کا بیٹا نبی احمد عرض کرتا ہے
کہ جو مسائل مومنین کو سیکھنا ضرور ہے حضرت والد دام فیضہ نے درمختار اور رد محتار
اور طحطاوی وغیرہ کتب فقہ سے استنباط صحیح فرماکے ایک رسالہ عبارت مین کم مطالب
مین زیادہ عربی زبان مین تالیف فرمایا تھا اب ہم لوگون کی عرض قبول فرماکے اردو مین
ترجمہ کیا تا دقت تحصیل کی نہو اللہ تعالی اسکا اجر کرامت فرماوے کتاب الایمان
اللہ جل وعلا کی جانب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو احکام پہونچائے
اُسے تسلیم کرکے فرمانبرداری کے ساتھ جو شخص اُسکی تصدیق کرے اگر کوئی
عذر نہو تو اُسکا اقرار زبان سے بھی کرے وہ مومن ہے اور اعمال جزو ایمان نہین
اور اصل ایمان نہ زیادہ نہ کم ہوتا ہے اور جب ایمان لایا تو اپنے تئین مومن سچا کہے
مگر انشاء اللہ تعالی کے ساتھ نہ کہے اگرچہ برکت کے لیے ہو کیونکہ اسمین شبہہ

لکھتا ہو اور جان کنی کی حالت میں ایمان مقبول نہیں اور توبہ مقبول ہوتی ہے اور حقیقت
سب چیزوں کی ثابت ہے فقط وہم و خیال نہیں اور عالم حادث ہے یعنی نو پیدا ہے
اور ہو یا ایک دن سب نیست ہو جائیگا اور اسکا بنانے والا اللہ جل علا قدیم اور
یکتا اور زندہ اور دانا اور قدرت والا اور مختار ہے اور بے وساطت کان اور آنکھ
اور زبان سے سننے والا اور دیکھنے والا اور کلام کرنے والا ہے اور کلام اللہ کے دو معنے
ہیں ایک تو وہ جو صفت اللہ تعالی کی ہے مثلاً تکلیم یعنی کلام کرنیوالا ہونا وہ ازلی
یعنی ہمیشہ سے ہے آواز اور حرف کی جنس سے نہیں اور دوسرے یہ الفاظ جو پیغمبر
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے ہیں اور صحفوں میں لکھے جاتے ہیں اور دلوں میں
محفوظ رہتے ہیں اور زبان سے پڑھے جاتے ہیں اور کانوں سے سنے جاتے ہیں
اسکو بھی کلام اللہ کہتے ہیں یہ الفاظ مخلوق ہیں اللہ تعالی نے بلا واسطہ بشر کے
انکو پیدا کیا اور نہ مثل اسکی ذات کے صفتیں اسکی قدیم اور باقی ہیں اور وہ ذات
پاک نہ محل حوادث نہیں اور پروردگار عالم نہ جسم ہے اور نہ جوہر اور نہ عرض اور
نہ صورت رکھتا ہے اور نہ مرکب ہے اور نہ معدود ہے کہ اسکو گن سکے اور نہ محدود ہے
کہ حد و نہایت رکھتا ہو اور نہ خاص کسی مکان میں اور نہ خاص کسی زمانہ میں ہے
اور کوئی اسکا ذات و صفات میں مثل و مانند نہیں اور نہ کوئی اسکا ضد اور
نہ ہمتا ہے اور نہ کوئی پشت پناہ و مددگار ہے اور اپنے غیر کے ساتھ ملکر ایک نہیں
ہو سکتا اور کسی میں حلول نہیں کرتا اور سب کمال کی صفتیں اسکی ذات پاک
میں موجود ہیں اور وہ پاک ہے سب بری علامتوں سے اور زوال سے اور
ان صفتوں سے تعریف اس تعالی کی صرف معرفت کے لیے ہے والا وہ بیچون

[illegible]

اور انسان کی خلقت کا تو ۹۶ ہزار ... ن فہرست ۱۱۲ عجائبات روزگار

ویچگون توکسی صفت کے ساتھہ موقر ہونے سے منزہ ہی اور اللہ تعالی ہرجا ہی مثال
اُمس دائرے کے جسکا مرکز ہر جاے ہی لیکن جسکا محیط کسی جاے معین نہین آورمومنین
کی نہین آنکھونکو خدا تقدیرت دیگا کہ بہشت مین اللہ جل و علا کو یقینا دیکھینگے بے علاقہ
مکان کے اور بے علاقہ کسی جہت اور طرف کے اور بے دوری اور نزدیکی کے
حاصل یہ کہ اُسکے دیدار کی کیفیت اور حال معلوم نہین آور پیدا کرنیوالا سب چیزون کا
اور تدبیر کرنیوالا سب کامون کا آور اندازہ کرنیوالا سب چیزون کا اور جاننے والا
سب جزو و کل کا ہی اور اُسپر کوئی چیز واجب نہین آور اُسکے کامون مین اُسکی کوئی
غرض نہین آور زمانہ فترت وہ ہی جو درمیان دو نبی کے واقع ہوا اور آثار اور احکام
شریعت نبی سابق کے باقی نرہین پس جو لوگ زمانہ مذکور مین مرین یا ایسی جگہ جہان
کہ اُنھین دعوت نہ پہونچے کہ یہ فعل حسن باعث ثواب کا ہی اور یہ فعل قبیح سبب
عقاب کا اور عقل کو اُسمین دخل نہین وہ اہل نجات سے ہین جیسا کہ آیہ کریمہ سے
ملا ہی (وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا) پس اشاعرہ کہتے ہین کہ جو کوئی قبل پہونچنے
دعوت کے مرے وہ ناجی ہی آور ماتریدیہ کہتے ہین کہ جو شخص قبل مدت تامل کے مرے
اور معتقد نہو ایمان اور کفر کا وہ ناجی ہی بخلاف معتقد کفر کے اور اُسکے جو مرے
بعد مدت تامل کے اور معتقد نہو کسی شی کا — اور مدت تامل کی بسبب تفاوت عقل کے
مختلف ہی چنانچہ کم مدت اوسکی بعد عقل اور بلوغ کے پچیس برس کی عمر تک ہی
اور بعض نے کہا کہ چالیس برس تک — آور امام اعظم رح کا قول ہی کہ بعد بعثت کے
خالق سے جاہل مرنیوالے کے لیے کچھ عذر نہین لیکن جو معتقد کفر کا ہو کر نہ مرے
اور جو شرک پر مرے قبل بعثت سے وہ ناری ہی آور جو شرک اور توحید دونو سے

غافل یا اسمین اختلاف ہو اور جسنے اپنی عقل سے ہدایت پائی اسکی نجات مین خلاف
نہین پس بنا بر اسکے کرم الٰہی سے امید ہی کہ جن والدین شریفین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے ان دو قسمون سے قرار انمین جملہ اول حال اول ابوین شریفین کے
بیان مین اور خدائے تعالیٰ کے بیشمار فرشتے ہین انمین سے جبرئیل اور میکائیل
اور اسرافیل اور عزرائیل حضرت ہین اور ہر ایک کو انمین سے خدا کی درگاہ پاک مین
ایک منزلت ہین اور جناب قرب حضرت مین ایک مقام معلوم اور رتبہ خاص ہے کہ
اس سے تجاوز نہین کرتے اور وہ خدا کے حکمون کی نافرمانی نہین کرتے اور
جس بات کا انکو حکم ہوتا ہی فوراً بے کم وکاست بجا لاتے ہین اور اللہ جل وعلا کی
کتابین اور صحیفے ہین جو اپنے بعض پیغمبرون پر اتارین اور انمین سے توریت
اور زبور اور انجیل اور فرقان حمید ہی اور خیر و شر کا پیدا کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہی
لیکن اپنے بندے کو بے مختار محض کیے ہوئے اختیار بخشا ہی پس اگر وہ خیر مین رجوع
کریگا تو خیر پیدا ہو جاویگا اور اگر شر مین رجوع کریگا تو شر پیدا ہو جاویگا اور یہ
اپنی استطاعت اور اختیار کی جہت سے خیر پر ثواب اور شر پر عذاب پاویگا
اور عذاب قبر کافرون اور بدکارون کے لیے اور بعضی عاصیون اور مطیعون کے لیے
ہین اور منکر و نکیر کا سوال اور بعد حشر کے قبرون سے مردون کا زندہ ہوکے
اٹھنا اور عملون کا تولا جانا حق ہی تا مقدار نیکی اور بدی کی بندون کو معلوم ہو
اور نامہ اعمال مسلمانون کو داہنے ہاتھ مین سامنے سے اور کافرون کو پیٹھ کی
طرف سے بائین ہاتھ مین ملنا اور حساب کا ایک ذرہ نیکی و بدی کا ہونا اور
حوض کوثر اور پل صراط اور شفاعت اور بہشت اور دوزخ حق ہی اور یہ دونون

پیدا کی گئی ہیں اور اب موجود ہیں اور باقی رہینگی اور بہشتی بہشت میں طرح طرح کی
نعمتوں سے ہمیشہ خوش و خرم رہینگے اور دوزخی دوزخ میں طرح طرح کے عذاب سے
معذب ہوا کرینگے اور قیامت کی سب شرطیں اور آخرت کے احوال جنکا مخبر صادق
علیہ السلام نے خبر دی حق ہیں چنانچہ اول نشانیوں میں قیامت کے ہونا دھوئیں کا ہے
پھر نکلنا دجال کا پھر اترنا عیسیٰ کا پھر نکلنا یاجوج و ماجوج کا پھر نکلنا دابۃ الارض کا
پھر نکلنا آفتاب کا مغرب سے اور ان سب نشانیوں مذکورہ کے آخر میں ایک آگ کا
نکلنا جانب یمن سے کہ ہانکیگی وہ لوگوں کو طرف زمین حشر کے پھر صور پھونکا جانا
پھر اور سب چیزیں قیام قیامت سے بہشت و دوزخ میں قبل ہونے تک جنکی خبر
دی گئی ہے حق ہیں شمار میں کبیرہ گناہوں کے روایات مختلف آئی ہیں ابن عمر سے
مروی ہے کہ وہ نو ہیں شرک کرنا ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور قتل بیگناہ کو اور تہمت
زنا کی پاک دامن عورت کو اور زنا اور بھاگنا مقابلہ کفار سے اور جادو اور کھانا مال
یتیم کا اور نافرمانی والدین مومن کی اور بیدینی کرنی حرم میں اور زیادہ کیا ابو ہریرہ نے
سود کھانا اور زیادہ کیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چوری اور شراب پینی
اور کہا بعض نے کہ کبیرہ وہ گناہ ہے کہ جسکا بیان کی اسپر شارع نے بخصوصہ اور کہا
بعض نے جو گناہ کہ آدمی مداومت کرے اسپر وہ کبیرہ ہے اور جو گناہ کہ توبہ و استغفار کیجے
اس سے وہ صغیرہ ہے جیسا کہ شرح عقائد تفتازانی میں ہے اور سراج کی کتاب الشہادۃ
میں ہے کہ کبیرہ وہ ہے کہ جو حرام محض ہو اور مقرر کی گئی ہو اسکے لیے ایک عقوبت خاص ساتھ
نص قطعی کے دنیا یا آخرت میں اور ایسے ہی اعانت اور مدد کرنا فجور اور معاصی پر
اور برانگیختہ کرنا اسپر منجملہ کبائر کے ہے جیسا کہ ذخیرہ میں ہے اور سراج میں ہے

اور دشنام دینا اصحاب کو کبیرہ ہے حصہ سوم جلد اول قرۃ العیون اور شرک کو اللہ تعالے
ہرگز نہ بخشیگا اگر بیتوبہ مرے اور سوا شرک کے صغیرہ اور کبیرہ گناہ جسکو چاہیگا
بخشدیگا اور یہ ہو سکتا ہے کہ گناہ صغیرہ پر بھی عذاب کرے اور شرک کے معنی غیر خدا کو
شریک کرنا الوہیت مین یعنی جیسے کہ ذات پاک خدا ے تعالی واجب الوجود ہے یعنے
ذات پاک اسکی اپنے وجود اور بقا مین محتاج غیر نہین ویسا ہی غیر خدا کو جاننا جیسے
مجوسی یزدان کو خالق خیر اور اہرمن نام شیطان کو خالق شر اور واجب الوجود
جانتے ہین یا غیر خدا کو مستحق عبادت کا ماننا جیسا کہ بت پرست بتون کو
جانتے ہین یا غیر خدا مین ثابت کرنا ان صفتون کا جو خدا ے تعالی کے لیے
خاص ہین اور خدا ے تعالی نے اپنے نبی اور پیغمبر جنس انسان سے اپنے بندون کے
پاس بھیجے خوشی اور ڈر سنانے والے اور بتانے والے دنیا و دین کے کام جنکے
وہ لوگ محتاج ہین اور خدا ے تعالی نے نبی اور پیغمبرون کی اظہار دین مین مدد کی
ظاہر معجزون اور روشن نشانیون سے جو مفید یقین ہون اور سب پیغمبر خدا کے
حکم پہونچانے مین سچے ہین اور انبیا ان سے صادر ہونا گناہ صغیرہ اور کبیرہ کا عمداً
قبل و بعد وحی کے ممنوع لیکن صادر ہونا خلاف اولی کا سہواً و ندرۃً قبل نبوت کے
جائز اور بعد نبوت کے ممنوع ہے اور تھا اللہ تعالی جامع کمالات
وجوبیہ کا اور نہ تھی اسکے ساتھ کوئی چیز چاہا کہ کمالات ربوبیت کے ظاہر کرے پس پہلے
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور اپنی قدرت کے نور سے پیدا کیا اور اس نور سے عالم کو
پیدا کیا اور کرتا ہے اور خالق اعظم جل و علا نے آدمی کو اشرف المخلوقات کیا حتی کہ
حدیث قدسی بلکہ آیہ قرآنی بھی اسی کی تائید کرتی ہے (فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا) یعنی

عہ رسالہ خلاصۃ العقائد مطبوعہ دہلی والی ٹونک سے اس مسئلہ کی خوب تحقیق کی ہے دیکھو ۱۲ منہ

پیدائش اور شکل و صورت اللہ کی ایسی ہے جیسا کہ پیدا کیا انسان کو اوس پیدائش پر
اور محمد رسول اللہ صلعم کو مکہ سے مسجد اقصیٰ تک لیجانا اسرا کہلاتا ہے اور یہ کتاب اللہ سے
ثابت ہے اسکا منکر کافر ہے اور وہاں سے ملا اعلیٰ کی طرف چڑھنے اور آسمان پر پہونچانے کا نام
معراج ہے اور یہ احادیث مشہورہ سے ثابت ہے اسکا منکر مبتدع اور فاسق اور مخذول
یعنی خوار کیا گیا ہے اور اسی اسرا کو معراج اور معراج کو اسرا بھی کہتے ہیں اور اسکے عجائب
اور غرائب احوال کا جزئیات اخبار آحاد سے ثابت ہے اسکا منکر جاہل اور محروم ہے
اور صحیح یہ ہے کہ وجود اسریٰ و معراج کا بیداری میں اسی جسم کے ساتھ تھا یہی متفق علیہ ہے
تو خبردار رہو اور شب معراج میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی کیفیت میں اختلاف ہے
لیکن اکثر علماء متاخرین نے بعد جستجو کرنے احادیث کے اور غور کرنے اور سمجھنے
انکے دلائل اخبار کے اس معنی پر قرار دیا ہے کہ مانند بینائی آنکھ کے آنحضرت صلعم کے
دل میں قوت دیکھنے کی اللہ جل و علا نے پیدا کی تھا آنکھ کے ساتھ معاونت دل کے
اور دل ساتھ معاونت آنکھ کے دولت دیدار اوس تعالیٰ شانہ سے مشرف ہوئے
یہ مسئلہ معراج کا نواب صاحب کے حاشیہ اول جلد اول قرۃ العیون سے مختصر کر کے نقل کیا
اور رسول اللہ صلعم کے والدین کے ناجی ہونیکے ثبوت میں میرے والد ماجد قدس اللہ
تعالیٰ سرہ نے بخدمت نواب صاحب قرۃ العیون میں وہ تحقیق کی کہ اسقدر کبھی
ممکن نہیں لیکن آخر میں جو تحقیق لکھی ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کے والدین کے
حق میں گفتگو نہ رہی اور یہ مسئلہ ایسا نہیں کہ اسکا جہل یعنی نہ معلوم ہونا مضر ہو
یا قبر میں یا موقف قیامت میں اوس سے بازپرس ہو پس اس گفتگو سے باز
رہنا بہتر ہے اور چاریار باصفا کہ خلفاء و جانشین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کے ہین سب اصحاب سے افضل ہین اور ان حضرات چارین ثواباً عند اللہ بزرگی
دینی حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہما کو حضرات ختنین سے محبت
رکھنی ختنین یعنی دونون دامادون آپ کے حضرت کامل الحیاء والایمان عثمان ابن عفان
اور اسد اللہ الغالب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہما ہین اور علماے
متاخرین کا مذہب یہ ہے کہ ان حضرات مین سے بعض مختلف امور مین بعض سے افضل ہین
اور یہ چاہیے کہ ذکر صحابہ کا خیر کے ساتھ کرین اور صحابون کے آپس مین جو جھگڑے کی
باتین ہوئی ہین اُنکو اپنے نفس پر قیاس نکرین ؎ کار پاکان را قیاس از خود مگیر
در نوشتن گرچہ ماند شیر و شیر ۞ آن یکے باشد کہ مردم میخورد ۞ وان دگر باشد
کہ مردم را خورد ۞ اور اس قصہ کا مکتوب دیکھنا درست نہین ہے اور اولیا کی کرامت
حق ہے اور کوئی ولی نبی کے مرتبہ کو نہین پہونچا اور کوئی بندہ اس مرتبے کو نہین
پہونچا کہ اُس سے احکام دینی اور شرعی تکلیفین ساقط ہو جائین اور نصوص قرآن و
حدیث کا ظاہر پر محمول ہونا ضرور ہے اور اُس سے عدول کرنا اور کہنا کہ ظاہر اُسکا
مراد نہین کفر و الحاد ہے اور زندون کی دعائین مُردون کے لیے اور صدقہ دینے سے
مردون کی طرف سے مردون کو نفع پہونچتا ہے اور خدا تعالی اپنے فضل و کرم سے قبول
کرنے والا دعاؤن کا اور بر لانے والا حاجتون کا ہے اور ہر نیک و بد کے پیچھے نماز
جائز ہے اور اعتقاد کرنا چاہیے جواز مسح موزہ کا اور افطار صوم مین تعجیل کرنے کا
اور حرام لعینہ کو حلال اور حلال لعینہ کو حرام جاننا کفر ہے اگر اُسکی حرمت اور اُسکی
حلت دلیل قطعی سے ثابت ہو اور کاہن اور منجم کو سچا جاننا اور خدا کی رحمت سے
ناامید ہونا اور خدا کے عذاب سے بےخوف ہونا کفر ہے اور کفر چار طرح پر ہے ایک کفر انکار ہے

کہ اللہ تعالیٰ کو دل سے نہ پہچانے اور نہ اقرار کرے جیسے فرقہ دہریہ دوسرا کفر جحود وہ ہے
کہ خدا تعالیٰ کو دل سے پہچانے مگر اقرار زبان سے نہ کرے جیسے ابلیس اور کفر
نفاق وہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو دل سے پہچانے اور زبان سے اقرار کرے لیکن فرمانبرداری
نہ کرے روضۃ الاحباب و طریقہ محمدیہ اور فتوحات آلیہ میں ہے اسکا خلاصہ یہ ہے
کہ کفر کے معنی ایمان نہ لانا اس کسی کا کہ شان اسکی سے ہے ایمان لانا جن یا انسان
اور وہ تین قسم ہے کفر جہلی کہ پیدا ہوتا ہے جہل سے ساتھ حق جل و علا کے دوسرے جحودی
اور عنادی یعنی دیدہ و دانستہ انکار کرنا اور حق کو دل سے پہچاننے کے بسبب عناد کے
زبان سے اسکا منکر ہونا جیسے کفر فرعون اور اسکی قوم اور ابوجہل کا اور سبب انکا
استکبار ہے اور ڈر ہے ریاست نہ ملنے کا مثل کفر ہرقل کے اور ندمت و رحار کا تیسرا
کفر حکمی وہ کہ جسکو مقرر کیا ہے شرع نے علامت تکذیب کی مانند ہلکا سمجھنے اس
چیز کے کہ واجب ہے اسکی تعظیم کرنی۔ تحفۂ اول جلد اول قرۃ العیون بیان اقسام
کفر اور ایمان درمیان بیم و امید کے ہے مقدمہ مجتہد جو قرآن اور حدیث میں
اپنی فکر اور رائے سے اجتہاد کر کے مسئلہ نکالتا ہے حق و صواب کرتا ہے اور کبھی
خطا بھی کرتا ہے اور اس خطا میں وہ معذور ہے اور غیر مجتہد کو تابع ہونا مطلق مجتہد
عدل کا عام اس سے کہ معین ہو یا غیر معین فرض ہے اور تابع ہونا مجتہد عدل معین کا
واجب ہے اور بعض مستحب کہتے ہیں تو موافقت ان دونوں میں اس طور پر ہے کہ جو شخص
عالم علم حدیث کا چاروں مذاہب کے ماخذ اور اصول میں واقف ہو کلام اللہ کی
آیات منسوخہ و غیر منسوخہ اور معانی میں انکے بخوبی مطلع ہو اور معرفت ضعف و صحت
حدیث میں بہرہ تام رکھتا ہو کیفیت رواۃ سے خوب آگاہ ہو بہت احادیث انکو

مستحب ہون اکثر کتابین احادیث کی اُسکے مطالعہ سے گذری ہون اُسکو تقلید
مذہب معین کی کرنی مستحب ہی اور جس شخص مین ایسے شرائط متحقق نہون اُسکے
حق مین تقلید واجب ہی اور اجماع ہی اہل سنت وجماعت کا اسپر کہ صرف چار ائمہ کے
مذہب کی تقلید کرے کہ ابو حنیفہ اور مالک اور شافعی اور احمد بن حنبل ہین جنہون نے
مقرر کیے قواعد اصول مسائل دین کے اور وضع کیے مسائل لیئے اپنے موضع
اور موقع پر اور نہین پایا گیا مثل اُسکے اوروں کے مذہب مین اور نسبت
نہین منقول ہین اُنکے اور ہمارے ائمہ یعنی امام اعظم اور اُنکے اصحاب جسپر متفق ہو گئے
اُس روایت مین جو ظاہر الروایۃ ہی مفتی اُسکا فتویٰ دے یقیناً اور جسمین ہمارے
ائمہ مختلف ہین تو اُس قول کی پیروی ہم لوگون پر لازم ہی جسکو ترجیح دینے والے
اور صحیح کرنے والے علما نے ترجیح دی ہو اور تصحیح کی ہو اُن علامات سے جو کتب فقہ
مین لکھ رہین اور اگر اصلا ترجیح نہوئی یا ترجیح مین اختلاف ہوا یا تمیز کرنیوالے کے
طرف رجوع کرنا دشوار ہو مثلاً وہ شہر بعید مین ہی تو مضبوط اور محکم ترتیب یہی کہ
فتویٰ دیا جاوے امام اعظم کے قول پر اسطرح کہ اگر امام کا قول نہو تو امام ابو یوسف
پھر امام محمد پھر زفر اور حسن بن زیاد کے قول پر فتویٰ دیا جاوے اور حکم تلفیق یعنی
ملا جلا چند مذاہب سے ایک حکم مرکب کرنا بالاجماع باطل ہی مثلاً وضو مین سر کے ایک
بال کا مسح کیا بموجب مذہب شافعی کے پھر مقتدی ہوکر نماز پڑھی فاتحہ چھوڑ کے
بموجب مذہب حنفی کے پس شافعی مذہب پر نماز نہوئی اسلیئے کہ اُسکے نزدیک
فاتحہ پڑھنا فرض تھا سو ترک کیا اور حنفی مذہب پر نماز نہوئی اسلیئے کہ اُسکے
نزدیک چوتھائی سر کا مسح فرض تھا اُسے ترک کیا اور حالت ضرورت مین قدرے

حالت امام کی تقلید کرنی جائز ہے اور حنفی کو حالت ضرورت مین مثلاً شافعی کی
تقلید کرنی ایک مسئلۂ خاص مین جائز ہے شافعی کے قول پر عمل کرنے سے
باوجود باقی رہنے کے اپنے امام کی متابعت پر اُس مسئلہ مین آور باقی رہنا اپنے
مذہب پر کا یہ مطلب ہے کہ اگر زمانۂ آئندہ مین ویسی صورت جسپر عمل کر چکا ہے پیش آویگی
تو اپنے امام کے مذہب پر عمل کریگا اور جب حنفی مثلاً شافعی کی تقلید کرے
مسئلۂ خاص مین تو اُس مسئلہ کے جمیع متعلقات مین مذہب شافعی کی رعایت کرے
تاکہ تلفیق باطل لازم نہ آوے اور حقیقت مذہب سے نکلنے کی نگاہ ہوتی ہے اُس مسئلۂ
خاص مین جسمین پیروی اور عمل کر چکا ہو اور نکل جانا بھی بعد عمل کر نیکے ایک
مذہب سے جب برا ہے کہ بہ نیت اہانت یا واسطے کسی کی حق تلفی کے یا بطور لہو کے ہو
اور اگر واسطے احتیاط کے یا کسی ضرورت کے ہو تو برا نہین اور شامی مین ہے کہ اگر کوئی
کوشش اور تحقیق کرکے اپنے مذہب سے نکلا تو اجر پاویگا لیکن یہ حکم تو محقق و اہل علم
و نظر کے لیے ہے اور عوام الناس کا شیوہ تو یہی ہے کہ مفتی دیندار سے پوچھ کے بہ نیت
اتباع رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم کے عمل کرتا رہے اور ایک مذہب جاری
نہین ہوتا تمام حدیثون شرع کو شامی مین قول شیخ ابن ہمام رح کا ہے کہ بنا بر این
جب فتوی پوچھا دو مجتہدون سے اور اُنھون نے مختلف تبلایا تو اولی یہ ہے کہ عمل
کرے اُسپر جسپر اُسکا دل میل کرے اور اگر بدون میل کے عمل کرے تو بھی جائز ہے
کیونکہ اُسکا میل اور بے میل برابر ہے اور معالم التنزیل مین آیۂ آئندہ کی تفسیر کا
خلاصہ یہ ہے کہ جب حضرت صلعم آیہ اتخذوا احبارہم ورہبانہم ارباباً من دون اللہ
الخ تلاوت فرماتے تھے عدی بن حاتم نے عرض کی کہ احبار یعنی مولویون و رہبان

یعنی مشایخ اور درویشوں کو ہمنے رب نہیں پکڑا تھا آپ صلعم نے فرمایا کہ وے اللہ کے حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہیں کر لیتے تھے اور تم اُسکو بے تحقیق نہیں مان لیتے تھے یہ سنے عرض کی یون ہی ہے فرمایا یہی ہے عبادت اُنکی پس قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ کی تفسیر مظہری کا خلاصہ یہ ہے کہ جب معلوم ہوجاوے حدیث مرفوع نبی صلعم سے بشرطیکہ نہ معارض ہو اُسکو کوئی حدیث اور نہ وہ منسوخ ہو اور فتویٰ کسی امام کا خلاف اُسکے ہو جو قیاس سے کیا ہو نہ حدیث پر تمسک کر کے کہ وہ یقین عمل حدیث پر ہے تو اسوقت واجب ہے عمل کرنا اُس حدیث پر تاکہ نہ لازم ہو جائے رب ٹھہرانا بعض کا بعض کو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور تقلید مذہب کی اُسکو مانع ہو گی نہ ٹوٹیگی اور اگر وہ حدیث ان شرطوں کے خلاف ہو گی تو امام کے قول کو ترک کرنے اور اُس حدیث پر عمل کرنے سے لازم ہو گا عمل خلاف اجماع کے انتہی حصہ پنجم جلد اول قرۃ العیون و مہمات سال نہم پادشاہوں اور علمائے سوسے الخ اور یہی حاصل شامی کا مقدمہ میں بھی ہے اور سفر السعادت کی شرح شیخ میں لکھا ہے کہ اصحاب امام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ کے سب متفق ہیں اس بات پر کہ کسی کے بے دلیل قول سے مخالف حدیث گو ضعیف ہو اولے ہے ملخصاً اور یہ سب مسائل شامی کے مقدمہ میں ہیں اور فقہ دریافت کرنا اور علم ہے لیکن لفظ یہ مخصوص ہے ساتھ علم معرفت احکام شریعت کے اور اصول فقہ کتاب اور سنت اور اجماع اور قیاس ہے اور اجماع کے معنے لغت میں عزم کے ہیں اور یہ ایک سے بھی ہو سکتا ہے اور اُسکے معنی اتفاق کے بھی ہیں اور یہ متصور نہیں ہے تا مگر دو یا زیادہ سے اور شریعت میں اجماع کہتے ہیں مجتہدین اس امت کے اتفاق کو دین کے ایک یا کئی کاموں پر اعتقادی ہو یا قولی یا فعلی یا جبکہ مطابق ہو جاویں بعضے اعتقاد پر اور بعضے

قول فعل یا ایسے قول یا فعل کہ دلالت کرتے ہون اعتقاد پر اور اگر مجتہدین مقلدین ہون تو اجماع مین شرط ہی مجتمع ہونا سب کا اور مخالف ہونا ایک کا مانند مخالف ہونے اکثر کے ہی اور اہل اجماع وہ ہین کہ ہو ہر ایک انمین کا مجتہد صالح اور نہو اسمین خواہش نفس اور فسق یعنی ترک امر حق اور کار بد کرنا الخ ملخصاً منار حصہ اول جلد اول قرۃ العیون بیان ولادت صلعم اور فرض وہ ہی جسکا ثبوت اور ثبوت کی مراد قطعی یعنی بے شبہ ہو منکر اسکا کافر ہی اور قبول کرنے کے بعد اسکا ترک کرنا مفسد عمل ہی اور جائز نہین اور حرام ہی دنیا مین اور عذاب ہی عقبی مین قطعاً و یقیناً اگر اپنے کرم سے خدا تعالی اگر چاہے تو بخشدے اور واجب وہ ہی جسکا ثبوت قطعی مگر مراد ظنی یعنی گمان سے ہو یا جسکا ثبوت ظنی اور مراد قطعی ہو یا جس فعل پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مواظبت کی ہو اور اصل وجوب کا منکر کافر ہی اگر ضروریات دین سے ہو اور خبر متواتر سے ثابت ہو ورنہ فاسق اور گمراہ ہی اور اعتقاد اور قبول کرنیکے بعد اسکا ترک کرنا مفسد عمل نہین لیکن مکروہ تحریمی ہی دنیا مین اور ظن غالب ہی کہ عذاب ہو عقبی مین اور اگر سہواً ترک ہوا ہو تو سجدہ سہو واجب ہی اور اگر قوی ہو دلیل ظنی حتی کہ قریب قطعی کے ہوجائے تو اسے فرض عملی کہتے ہین اسپر عمل کرنا فرض ہی اعتقاد فرض نہین اور بسبب ظنی ہونے دلیل کے واجب کہتے ہین پس واجب فرض عملی کو بھی شامل ہی اور فرض عملی واجب کی دونون قسمون سے قوی تر اور فرض کی دونون قسم سے ضعیف تر ہی اور اسکے فوت ہوجانے سے عمل کی صحت فوت ہوجاتی ہی اور مثل واجب کے اسکا منکر بھی فاسق ہی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یا آپ کے بعد خلفاء راشدین نے جس فعل پر مواظبت کی اور گاہے بے عذر ترک بھی کیا وہ سنت ہی

اور وہ دو طرح پر ہے ایک سنت ہدیٰ جسکو قبول کرنیکے بعد عمداً ترک کرنے سے ثواب
میں نقصان اور اساءت یعنی بُرا کرنے کا موجب ہے اور اساءت میں ملامت مکروہ
تحریمی سے کم اور تنزیہی سے زیادہ ہے ایسا شخص تادیب کیا جائیگا اور ملامت اور عتاب
ہوگا آخرت میں اور بر سبیل اصرار کے بے عذر اسکے ترک کی عادت کرنی مکروہ تحریمی
اور ایسا ترک کرنیوالا گنہگار ہے اُسے قتل کرنا چاہیے اور قسم دوم سنت زائدہ
اسکا ترک موجب گنہگاری اور کراہت نہیں مثلاً سیر تین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
لباس اور نشست و برخاست میں اور نفل اور تطوع اور مستحب اور مندوب وہ
فعل ہے جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مواظبت نہ کی ہو یا کسی فعل کی رغبت
دلائی ہو اور اسکے بعد اُسے خود نہ کیا ہو یا جسکو سلف نے پسند کیا ہو اور اطلاق
مستحب کا کبھی سنت غیر مؤکدہ پر آتا ہے منکر اسکا نہ کافر ہے نہ فاسق نہ مبتدع ہے
نہ گنہگار اور ترک اسکا خلاف اولیٰ ہے اور ترک کرنیوالا ثواب سے محروم اور کرنیوالا
ثواب عظیم سے فیروز مند اور مشہور اور صلاحیت میں مشہور اور مکروہات نماز
شامی میں لکھا ہے کہ خلاف اولیٰ عام تر ہے پس کل مکروہ تنزیہی خلاف اولیٰ ہے اور خلاف
اولیٰ مکروہ تنزیہی نہیں اور سنت زائدہ اور نفل از روئے حکم کے ایک ہیں یعنی ترک
دونوں کا مکروہ نہیں اور فرق یہ ہے کہ نفل عبادت ہے اس سبب سے کہ آپکا کوئی فعل
عبادت ہو خواہ عادت بہ نیت اخلاص سے خالی نہ تھا اور سنت زائدہ عادت ہے اسکے
یہ معنی کہ آپ نے اسمیں اسقدر کثرت سے کی کہ وہ بمنزلہ عادت کے ہوگئی پس عادت بھی عبادت
ٹھہری اگرچہ اُسے عادت کہتے ہیں کتاب الطہارۃ قصد کیجئے طہارت
نماز کا پڑھنا آدمی کو کافر نہیں کر دیتا ہے قول صحیح ہے اور یہی ظاہر مذہب ہے مگر

فقہا نے فرمایا اگر ننانوے روایتیں متفق پائی جاوین ایک مومن کے کفر پر اور ایک روایت عدم تکفیر کی گو وہ ضعیف ہو تو مفتی اور قاضی اُسی ضعیف روایت پر عمل کرے طحطاوی جیسے غیر قبلہ کی طرف یا نجس کپڑے کے ساتھ نماز کا پڑھنا کافر نہیں کر دیتا اور تینوں صورتوں مین کافر نہین ہوتا اس شرط سے کہ ان تینون فعلون کو حلال سمجھتا نہ دین کو خفیف جانتا ہو اور شرع مین طہارت پاک صاف ہونا ہی نجاست حکمی یا حقیقی سے اور طہارت کے واجب ہونیکا سبب حدث اور جنابت ہی یا وجب ہونیکا سبب وجوب ہونا ہی نماز کا یا ارادہ کرنا اُس فعل کا جو حلال نہین بغیر طہارت کے اور نماز نفل بھی دوسرے قول مین داخل ہی لیکن جو شخص نماز نفل پڑھنے کا ارادہ کرتا ہی اسپر طہارت واجب ہوتی ہی پھر جبکہ یہ ارادہ ترک کرتا ہی تب طہارت بھی ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہی اور شرطین واجب ہونے طہارت کی مسلمان ہونا اور مکلف ہونا اور قادر ہونا پاک کرنیوالی خاک اور پانی کافی کے استعمال پر اور حدث کا ہونا اور نہ پایا جانا منع کرنیوالا طہارت کا حیض اور نفاس اور حدث سے غیر معذور کے حق مین اور وقت تنگ ہونا اور صحت طہارت کی شرط تمام ظاہر جلد پر پاک کرنیوالی چیز کا گذرنا اور نہ پایا جانا منع کرنیوالا طہارت کا وجوب طہارت کی بھی شرط ہی اور صحت طہارت کی بھی اور طہارت کا رکن دھونا اور مسح کرنا اور نجاست کا زائل ہو جانا لیکن دھوکے نچوڑنا اور خشک کرنا طہارت کی شرطین ہین اور طہارت کا آلہ یعنی جس سے طہارت حاصل ہو وہ پانی اور خاک پاک کرنیوالی ہی اور مانند اُسکے چنانچہ زمین کا خشک ہونا اور موزہ رگڑنا جیسا کہ ذکر اسکا آگے آویگا ارکان وضو کے یہ ہین پیشانی کے شروع سے ٹھڈی کے نیچے تک اور دونون کانون کی دونون لو تک

پورے چہرے اور کہنیوں اور ٹخنوں تک دونوں پورے ہاتھ اور پاؤن پر ایکبار پانی جاری ہونا ٹپکنے کے ساتھ اور اقل مرتبہ ٹپکنے کا دو قطرے ہین پس اگر تیل کے مانند پانی چپڑ لیا تو جائز نہوگا اور کہنیاں اور ٹخنے دھونے مین داخل ہین بنا بر ظاہر مذہب کے اور سر کے چہارم مقدار کا ایکبار مسح ہونا اور مسح عضو کا تر ہونا پانی سے خواہ بارش کا پانی لگجائے یا تازہ پانی سے تر کیا ہوا ہاتھ پھیرے اور اگر ڈاڑھی اسقدر گھنی ہو کہ جلد نظر نہ آئے تو جسقدر ڈاڑھی کے بال رخسارہ سے اور ٹھڈی سے ملے ہوئے ہون مفتی بہ یہ کہ انکو تمام دھونا فرض عملی اور اُسکے نیچے کا دھونا ساقط ہے اور بال اور ناخن مونڈنے اور تراشنے اور کھال اکھاڑنے سے نہ دوبارہ وضو کرنا ضروری ہے نہ اُس محل کا تر کرنا اور اسی طرح اگر وضو کرنیوالے کے اعضاء وضو پر زخم ہو مثلاً پھوڑا اور اسپر کھال ہو اور اُسنے وضو کیا اور اُس کھال پر پانی بہایا پھر کھال کو نوچ ڈالا تو اُس شخص پر کھال کے نیچے کا دھونا لازم نہین اگرچہ اسکے نوچنے سے درد نہو سنتین وضو کی اللہ تعالیٰ کی جس طاعت کے لیے وضو کرتا ہو اُسکے لیے وضو کا قصد کرنے اور زبان سے بسم اللہ والحمد للہ کہنے اور دونوں ہاتھ پہونچون تک دھونیکے ساتھ وضو شروع کرنا اور بلاغ المبین مین شروع بسم اللہ کہنے کے بیان مین لکھا ہے کہ واجب ہے ہر مکلف پر یہ کہ بسم اللہ جسوقت یاد آوے کہے لیکن کہنیون تک ہاتھ دھونیکے ساتھ انکا دھونا دوسری بار بھی سنت ہے پھر وضو کے لیے وقت مضمضہ کے مسواک تازہ پانی سے دھو دھو کے استعمال کرنی یہان تک کہ بو اور دانتون کی زردی زائل ہونیکے ساتھ قلب مطمئن ہو اور علٰحدہ علٰحدہ تین تین مرتبہ اور ہر مرتبہ تازہ پانی سے پہلے منہ پھر ناک کے اندر دھونا

اور امام مالک موطا مین فرماتے ہین کہ اگر ایک چلّو سے منھ مین اور ناک مین پانی
ڈالے تو مضائقہ نہین اور ایسا ہی امام ابی حنیفہ رح سے شمنی نے بواسطہ ظہیریہ کے
نقل کیا چنانچہ محلی شرح موطا مین ذکر کیا اور چہرہ تین مرتبہ دھونیکے بعد داڑھی کے
نیچے لٹکتی ہوئی ڈاڑھی کے بالون مین ایک چلّو پانی ٹھڈّی کے نیچے [illegible]
خلال کرنا اور یہ خلال داہنے ہاتھ سے کرے اور یہ ظاہر ہو اور اُسکے ظاہر کا مسح کرنا
اور انگلیون کا خلال کرنا اور دونون پاؤن کی انگلیون کو مالش کرنا چھنگلی سے
تین تین مرتبہ اور انگلیون مین خلال کرنا اُسکے اندر پانی داخل ہونیکے بعد سنت ہے
اور سارے پورے سر کا ایک پانی سے مسح کرنا اور مسح سر کے بقیہ پانی سے دونون
کانون کا بھی ساتھی مسح کرنا اگر ہاتھ سر سے جدا نہ کیا ہو اور تری باقی ہو لیکن شیخ
عبد الوہاب شعرانی مسح سر کے پانی سے کانون کے مسح کرنیکی حدیث کو رخصت
اور جواز پر محمول کرتے ہین اور نیا پانی لینے کی حدیث کو عزیمت اور احتیاط پر محمول
فرماتے ہین پس اختیار کرنا عزیمت اور احتیاط کا بہتر اور علحدہ پانی لینا خوب ہے
حاشیہ بلوغ المرام مترجم اور کیفیت مسح سر کی مسنون یون ہے کہ کف دست و انگلیان
مقدم سر پر رکھکے گدّی تک کھینچ لیجاے پھر پھیر لاوے اُس مکان تک جہان سے
مسح شروع کیا تھا اور دونون کانون کے باطن کا دونون مسبّحہ سے اور ظاہر کا دونون
انگوٹھون سے مسح کرے اور ترتیب سے وضو کرنا اور اپنے اعضاے وضو پے در پے دھونے
یعنی افعال وضو کے درمیان مین اسقدر تاخیر نہ کرنی کہ دھویا ہوا ایک عضو خشک
ہوجاے حقیقت مین یا بقدر اُسکے بدن اور ہوا معتدل ہونے اور عذر نہونیکی
حالت مین اور وضو کے مانند تیمم کے افعال اور اگر عذر نہو تو غسل کے افعال مین بھی

پیا پی کرنے مسنون ہیں اور دھوئے جانے والے اعضا کو تر کرنا اور ہر ایک عضو
استیعاب کے ساتھ یعنی پورا دھونا پہلے فرض اور دوبارہ اور سہ بارہ سنت ہو کر ہوئی
اور چہرہ دھونیکی ابتدا اوپر سے کرنی اور سر کا مسح مقدم سر سے شروع کرنا اور ہاتھ پاؤں کا
دھونا انگلیوں کے سرون سے شروع کرنا اور بے حاجت تین مرتبہ سے نہ کم نہ زیادہ
پانی خرچ کرنا اور سنن وضو کی طور پر ہیں ایک قبل اسکے اور اسی میں شمار کیا گیا ہے
کلوخ سے استنجا کرنا اور ایک اسکی ابتدا میں اور اسی میں شمار کیا گیا ہے پانی سے
استنجا کرنا اور ایک اثنا روضو میں اور بلاغ المبین میں ایک وضو سے کئی نمازیں
پڑھنے کے بیان میں لکھا ہے کہ ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرنا پہلے حضرت صلعم پہ
فرض تھا پھر منسوخ ہوا لیکن عزیمت جانکر ہر نماز کے لیے تازہ وضو کر لینے مستحبات
وضو کے داہنی طرف سے شروع کرنا ہاتھ پاؤں کے دھونے میں اور داہنے کا مقدم کرنا
مستحب ہے اگرچہ تیمم کرنے یا جراحت پر مسح کرنے میں ہو اور دونوں کانوں کے
مسح میں اور دونوں رخساروں کے دھونے میں داہنے کو مقدم کرنا مستحب نہیں لیکن
اگر ایک ہی ہاتھ ہے یا ایک ہاتھ میں زخم ہے کہ ساتھ ہی دونوں کانوں کا مسح نہیں کرسکتا
تو اب البتہ داہنے کان کو تقدیم ہے اور انگلیوں کی پشت سے گردن کا مسح کرنا اگر تری
باقی ہو ورنہ پھر تر کرلے آداب وضو کے وضو کرنیکے لیے عرصہ کعبہ کے مقابل بیٹھنا
اور جا پاک میں وضو کرنا اور تقاطر سے کپڑون کو بچانا اور اگر عذر نہو تو وقت کے قبل
وضو کرنا اور نیت کو زبان سے بھی تلفظ کرنا اور ہر عضو دھونے اور مسح کرنے کے ساتھ بسم اللہ
کہنا اور وضو کرنیکے پانی کا ظرف مٹی کا ہونا اور آفتابہ وضو کو بائیں طرف رکھنا
واگر بڑا برتن طشت وغیرہ کے مانند ہو تو اسکو داہنی طرف رکھنا اور دھونے کی حالت میں

دستہ کوزہ پر ہاتھ رکھنا اور جمیع افعال وضو کے ساتھ نیت ہونی اور اعضائے وضو پر
پانی کا لپیا نیچے نہ مارنا اور حالت وضو مین انگوٹھی پھیر لینی اگر اُسکے نیچے پانی کا پہونچنا
معلوم ہو گیا ہو ورنہ اگر نہ معلوم ہو تو ہلالینی فرض ہے اور یہی حال تنگ کا ہے اور یہی حال بالی کا ہے
غسل مین اور بلاغ المبین سے شرمگاہ پر پانی چھڑکنے کے بیان مین احادیث سے
ملخص کر کے یہ مین نے لکھا کہ جب وضو سے فارغ ہو تب پانی اپنی ستر اور پائجامہ پر چھڑکے
اپنے نفس پر سے وسواس کو دفع کرنے اور جب تری معلوم ہو تو کہے اُسی پانی کی ہے
پھر غافل ہو جاوے اور جس کپڑے سے موضع استنجا پونچھا ہو اُس سے اعضائے وضو نہ پونچھنا اور
دوسرے کپڑے سے پونچھنا مضائقہ نہین اور ترک افضل ہے اور لائق یہ ہے کہ پونچھنے مین مبالغہ
نہ کرے تا کہ وضو کرنیوالے کے اعضا پر وضو کا اثر باقی رہے اور فعل مکروہ کو ترک کرنا
اور اپنی شرمگاہ کو نہ دیکھنا اور وضو کرنیکی حالت مین کلام دنیا نہ کرنا مگر اُس حاجت سے
جو فوت ہوتی ہو اور کانون کا مسح کرنیکے وقت چھنگلیا پانی سے تر کانون کے سوراخ مین
داخل کرنی اور ابتدا مین مسواک ایک بالشت طویل تقریباً اور برابر بقدر انگلی کے
تخمیناً بنانی اور ترمذی مین ابی سلمہ سے روایت ہے کہ زید بن خالد جہنی جب مسجد مین
حاضر ہوتے نماز کے لیے تو قلم رکھنے کی جگہ ہے کانون پر اُنکے مسواک ہوتی اُسے
استعمال کر کے پھر وہین رکھ لیتے کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے ملخصاً غرض ہر نماز کی
ابتدا مین خواہ نماز فرض ہو خواہ سنت جب تک اُسے نہ کر لیتے نماز شروع نہ کرتے اور اس
حدیث سے معلوم ہوا کہ مسواک اسقدر موٹی اور لمبی چاہیے کہ کان پر قلم کی طرح بخوبی آ سکے
بلاغ المبین مفصل مسواک کے بیان مین اور کیفیت اُسکے گرفت کی یون ہے کہ داہنے ہاتھ کی
چھنگلی مسواک کے نیچے اور انگوٹھا اُسکے سر کے نیچے اور باقی انگلیاں اوپر رکھنی اور

داہنی طرف پھیرا جائے پھر بائیں طرف پھیرا جائے اور اسی طرح نیچے دانتوں کے عرض میں تین تین دفعہ
اور ہر دفعہ مسواک دھو کر استعمال کرنی اور اسی طرح تین بار استعمال کرنی اور ہر بار دھونی
اور زبان کی طرف بھی استعمال کرنی اور نماز پڑھنے کے لیے مسواک استعمال کرنی
مستحب ہے اور داہنے ہاتھ سے منہ اور ناک کے اندر پانی ڈالنا اور بائیں ہاتھ سے
ناک چھنکنی اور اسی طرح وضو میں بنفس خود قیام کرنا اور سب عضو دھونے اور مسح کرنے کے
سوائے اور کسی دوسرے سے مدد لینی جائز ہے اور چہرہ پر پانی جاری کرنے کی حالت میں چھڑکنا
اور دھو کے چہرہ پر پانی کرنی پیشانی اور کہنی اور ٹخنوں کے اوپر اور اپنے داہنے ہاتھ سے
ابریق کا دستہ پکڑ کے پانی ڈالنا اور بائیں ہاتھ سے دونوں پاؤں دھونے اور کیفیت
پاؤں کی انگلیوں کی خلال کی یوں ہے کہ بائیں ہاتھ کی چھنگلی داہنے پاؤں کی چھنگلی کے
نیچے سے اوپر کی طرف فرجہ میں داخل کر کے ملنا شروع کرے اور بائیں پاؤں کی چھنگلی پہ
ختم کرے اور حصن حصین میں لکھا ہے کہ اثنائے وضو میں پڑھے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي
وَوَسِّعْ لِي فِي دَارِي وَبَارِكْ لِي فِي رِزْقِي نسائی و ابن سنی و ایضاً مسلم سے لکھا ہے کہ اور
بعد وضو تمام ہونے کے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے شہادتین یعنی اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پڑھے
اور وضو کے بعد اس کا بچا ہوا پانی جس قدر چاہیے پینا آب زمزم کی طرح قبلہ رو کھڑے ہو کر

فصل مکروہات وضو کے سبب غیر ضرورت داہنے ہاتھ سے ناک چھنکنی اور بے ضرورت
بائیں ہاتھ سے منہ پر پانی ڈالنا اور تین مرتبہ سے کم یا اس سے زیادہ پانی خرچ کرنا
مگر ایک مرتبہ کرنا نہیں ہے بشرطیکہ تین مرتبہ سے کم یا زیادہ پانی خرچ کرنے کو سنت نہ
اعتقاد کرے اور اگر اصرار کے ساتھ اس پر عادت کرے تو مکروہ تحریمی ہے اگرچہ تین مرتبہ

دھونے کو سنت اعتقاد کرتا ہو اور اگر حاجت ہو تو مکروہ نہیں اور آب جاری میں بے
حاجت اس سے زیادہ پانی خرچ کرنا اور نہیں کرنے کے ہمسایہ پانی کا طمانچہ مارنا اور نفل
مندوب کو ترک کرنا مکروہ تنزیہی ہے فصل منہیات وضو کے نجس جگہ اور مسجد میں
وضو کرنا اور تھوکنا اور ناک پانی میں ڈالنا فصل بدعات وضو کے حلقوم پر مسح کرنا
اور کہنی کی طرف سے ہاتھوں پر پانی جاری کرنا اور تین مرتبہ سارے سر کا مسح کرنا اور ہر مرتبہ تازہ پانی
استعمال کرنا فصل نواقض وضو کے صاحب وضو زندہ کی دبر سے ہر چیز نکلنے والی ناقض
ہوتی لیکن جس ہوا کو وہ جانتا ہے کہ اوپر سے نہیں اتری اس سے وضو نہیں ٹوٹتا
کیونکہ یہ تو عضو کا پھرکنا ہے اور ہر شے نکلنے والی اسکے قبل سے ظاہر ہوئی اور اس راہ سے
ہوا کا نکلنا وضو کا توڑنے والا نہیں لیکن جس عورت کی دونوں راہوں میں کا پردہ پھٹ کے
ایک راہ ہوگئی ہو تو اس ہوا کے نکلنے سے اسکو وضو کرنا واجب ہے اگر اسمیں بو ہو
ورنہ مستحب ہے اور سوا ان دونوں راہوں کے سر زخم سے صرف نجاست بلکہ بہ جانی
اس مقام تک جسکا دھونا یا مسح کرنا غسل یا وضو میں واجب یا مندوب ہے اگرچہ بالفعل
نہ بہے بلکہ بہنے کی لیاقت اور قابلیت رکھتی ہو اور جو خون وغیرہ زخم اور پھوڑے وغیرہ سے
نکالا گیا اور نچوڑنے سے یا آپ سے نکلا دونوں برابر ہیں وضو ٹوٹنے کے حکم میں اور
ناقض وضو قے ہے منہ بھر کے اور قے مذکور صفرا سے ہو یا سودا سے یا کھانے کی ہو یا پانی کی
جبکہ کھائی یا پی ہوئی چیز معدہ تک پہونچ گئی ہو اگرچہ اسمیں نہ ٹھہری ہو فوراً اگر پڑی ہو
اور قے مذکور نجس مغلظ ہے اگرچہ شیر خوار بچہ نے دودھ پی کے فوراً قے کی ہو نجاست کے
مل جانے سے اور کیچوے اور بہت سے کیڑوں کی قے ناقض نہیں بسبب پاک ہونے ہر واحد کی
ذات کے اور جسقدر کہ اسپر نجاست ہو وہ قلیل ہے منہ بھر نہیں جیسے سوتے آدمی کی رال

ناقض نہین اسلیے کہ وہ پاک ہی ہر طرح لیکن میت کی رال نجس ہی اور پیٹ سے صعود کیے ہوے
خون بستہ کی قی بالاتفاق ناقض نہین جبتک منہ بھر نہ ہو اگر روان ہو تو ناقض ہی
اور سر سے اُترے ہوئے خون بستہ کی قی بالاتفاق ناقض نہین گر روان ہو تو بالاتفاق
ناقض ہی اور نہین توڑتی وضو کو بلغم کی قی مطلقاً بلغم خواہ سر سے اوترا ہو بالاتفاق خواہ
پیٹ سے صعود کیا ہو بنابر قول معتمد کے منہ بھر ہو یا کم اُسکے ساتھ کھانا ملا ہو یا نہ ملا ہو
و اگر بلغم اور طعام دونون برابر ہون تو ہر ایک کا اعتبار جدا جدا ہی یعنی اگر طعام بقدر
منہ بھر کے ہی تو ناقض ہی والا ناقض نہین اور وضو کو توڑتا ہی وہ مثلاً خون پیپ یا منہ کا
جو تھوک پر غالب ہو یا برابر ہو تو بھی ناقض ہی احتیاطاً اور تھوک کا سرخ ہونا علامت ہی
خون کے غلبے کی یا برابر ہونے کی اور زرد ہونا علامت ہی مغلوب ہونے کی اور پیپ خون کے
مانند ہی وضو توڑنے کے حکم مین اور خون اور پیپ کا رینٹ سے ملنا تھوک کے ملنے کے
برابر ہی وضو توڑنے کے حکم مین اور اگر ایک متلی سے چند بار تھوڑی تھوڑی قی آئی اور
جمع کرنے سے بھری دہن کو پہنچتی ہی تو وضو کی توڑنے والی ہی یہی قول صحیح تر ہی
اور نیند اور بیہوشی اور ریح کے سوا جو چیز وضو کی توڑنے والی ہی وہ نجس ہی مثلاً منہ بھر قی
اور جو چیز وضو کی توڑنے والی نہین ہی کسی طرح مثلاً تھوڑی قی اور تھوڑا خون وہ
نجس نہین کپڑے وغیرہ خشک چیزون کے لیے لیکن اگر مائعات مین یعنی پانی وغیرہ
بہنے والی چیزون مین ملجائے تو اُسے نجس جانیے بخلاف عین شراب کی تھوڑی قی کے
کہ وہ حدث نہین لیکن نجس ہی بسبب اُسکی اصل نجس ہونے کے اور بیہوشی اور غشی اور جنون
اور نشہ غالب ہونا اُسکی حد یہ ہی کہ اکثر کلام بیہودہ نکلین اور کسی چیز کے سہارے سے
سونا اس طرح کہ اگر وہ ہٹالیجائے تو سونے والا گر پڑے اور حالت جاگنے مین یا نیم

یا عورت نمازی کا سہواً بھی قہقہہ یعنی وہ ہنسنا ناقض وضو ہے جسے پاس والے بھی سنیں مگر
لڑکے اور سوتے ہوئے آدمی کا قہقہہ وضو کو نہیں توڑتا بلکہ دونوں کی صرف رکوع والی
نماز کو توڑتا ہے یہی قول کا فتویٰ ہے اور نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت میں قہقہہ سے بالغ کا
وضو نہیں ٹوٹتا لیکن وہ نماز اور سجدہ ٹوٹ جاتا ہے مگر سلام کے وقت قہقہہ کرنے سے وضو
ٹوٹ جاتا ہے نماز نہیں ٹوٹتی اور اگر امام نے قہقہہ کیا یا عمداً حدث کیا پھر مقتدی نے
قہقہہ کیا اگرچہ قعدہ تشہد کے بعد ہو تو مقتدی کا وضو نہیں ٹوٹتا لیکن امام کے کلام کرنے کے
بعد مقتدی کے قہقہہ سے مقتدی کا وضو ٹوٹ جاتا ہے قول اصح میں اور کان اور
اسکے مانند سے پیپ وغیرہ درد کے ساتھ نکلنی ہو واسطے کہ درد وجود زخم کی دلیل ہے پس
آنکھ آنے اور دکھنے سے اور جدری سے جو آنسو جاری ہو نا وضو کو توڑتا ہے اور یہ آنسو
دائمی جاری رہنے سے معذور ہو جاتا ہے اور گوشت شتر کھانے سے اور بے حائل ذکر کو
ہتھیلی سے چھونے سے اور عورت کو بے حائل غیر محرم کے چھونے سے اگرچہ وضو نہیں ٹوٹتا
لیکن جس اختلافی مسئلہ پر عمل کرنے میں کراہت نہ ہو تو حتی الامکان اسکی رعایت کرنی
مستحب ہے پس ہاتھ دھو لینا اور سرے سے وضو کر لینا مستحب ہے خصوصاً امام کے حق میں
اور اگر مرد نے پیشاب کے سوراخ میں روئی بھری اور روئی باہر کی طرف کی تر ہو گئی تو وضو
ٹوٹ جاتا ہے بشرطیکہ روئی سوراخ کے سرے سے برابر ہو اور اگر سوراخ کے سرے سے
نیچی ہے اور باہر کی طرف تر ہو جائے تو ناقض وضو نہ ہوگا اور مرد کو مستحب ہے پیشاب کے سوراخ میں
روئی وغیرہ رکھنا اگر اسکو سیلان کا شک ہو فی الحال ہو قطرہ آنے کے وسوسہ سے اور اگر قطرہ
قطرہ وغیرہ کا منقطع نہ ہوتا ہو بدون روئی رکھنے کے تو نماز پڑھنے کے زمانہ تک روئی
رکھنی واجب ہے اور اگر صاحب بواسیر کی مقعد باہر نکلی پس اگر اسکو اپنے ہاتھ سے داخل کر دیا

تو اسکا وضو ٹوٹا مگر خود بخود داخل ہوگئی تو نہین ٹوتا لیکن اگر کچھ نجاست ظاہر ہوگی
تو ناقض وضو ہی اور یہی حکم کپڑے کا ہی اور اگر شک ہوا وضو کے بعض افعال مین کہ کیا ہی
یا نہین تو اسکو پھر کرلے اگر شک کا ہونا اسکی عادت نہو اور وضو کے بعد شک ہوا تو اسکا
اعادہ نہین اور اگر طہارت کر چکنے کا یقین ہو اور وضو ٹوٹنے مین شک ہو یا اسکے
بالعکس تو یقین کو لے اور وضو کرنے والے کے حکم مین تیمم کرنیوالا بھی ہی باب بیان مسائل
غسل مفروض مین یعنی غسل جنابت و حیض و نفاس مین فرض عملی ہی سارے منہہ
اور ناک کے اندر دھویا جانا اور غسل مسنون مین مضمضہ و استنشاق فرض نہین لیکن
سنت کے حاصل کرنے مین دونون برابر ہین اور اس فرض کے ادا ہونے مین منہہ بھر پانی پینا
کفایت ہی اسلیے کہ مضمضہ کی فرضیت مین کلی کرکے پانی باہر پھینکنا شرط نہین صحیح تر
قول مین لیکن ہمین احتیاط زیادہ ہی اسکا یہ مطلب ہی کہ وہ عہدہ فرضیت سے خارج ہوگا
بالاتفاق اور فرض قطعی ہی تمام جسم پر ایکبار تمیز پانی جاری ہونا اور غسل مین جسم کا ملنا
مستحب ہی شرط نہین اور فرض ہی دھونا ایکبار ہر ایک اس محل جسم کا جسکا دھونا بے مشقت
ہوسکتا ہی اور واجب نہین ہی دھونا اس محل کا جسکے دھونے مین مشقت ہو مثلا آنکھ کا دھونا اور
بند سوراخ کا دھونا واجب نہین اور قلفہ کے اندر دھونا واجب ہی بشرطیکہ اسکا الٹنا
اور حشفہ کا ظاہر ہونا بدون مشقت کے ہوسکے ورنہ دھونا واجب نہین بلکہ مستحب ہی واسطے
دفع حرج کے اسلیے کہ وہ ظاہر بدن نہین بلکہ ظاہر بدن ہونیکے سبب سے اسمین قطرہ آنے سے
وضو ٹوٹنا صحیح ہی اور قلفہ ذکر کی وہ کھال ہی جو ختنہ کرنے مین کاٹی جاتی ہی اور عورت
کو گندہے بال کھولنا اور دھونا واجب نہین اگر انکی جڑ مین پانی پہونچے ورنہ کھول کے
سارے بال دھونا لازم ہی اور طہارت کو منع نہین کرتا مکھی اور مچھر کا گوہ جسکے نیچے

پانی نہین پہونچیا اسواسطے کہ اس سے بچنا ممکن نہیں اور مہندی طہارت کی مانع نہین اگرچہ
اسکا جرم ہو بشرطیکہ اُسکے نیچے پانی پہونچتا ہو اسی کا فتوی ہے اور میل مٹی کا اور اسی طرح
تیل اور چکنائی طہارت کی مانع نہین اور خشک و تر مٹی طہارت کی مانع نہین اگرچہ
ناخن کے اندر ہو خواہ وہ شخص گنوار ہو یا شہری اصح قول مین بخلاف گوندھے ہوئے آٹے
اور اسکے مثل کے جسمین پانی سرایت نہین کرتا اور مانع طہارت کی ہے مگر جو ریزہ
ناخن مین جم گیا ہو ضرورت کی وجہ سے اور طہارت کا مانع نہین ہے کھانا جو دانتون کے
اندر رہجاتا ہے یا پیٹ دانت کے اندر گھس جاتا ہے اسی قول کا فتوی ہے اور تنگ انگوٹھی کو
واجب ہے نکالڈالنا یا حرکت دینی جیسے کان کی بالی کا نکالنا یا پھیرنا اسقدر کہ وہان
پانی پہونچ جانے کا گمان حاصل ہو اور اگر کان مین بالی نہو اور اُسکے سوراخ مین بآسانی
پانی پہونچ جاے بہنے کے وقت تو کفایت کرتا ہے وگر پانی نہ گیا تو قصداً داخل کرے اور تنکہ
وغیرہ سے پانی داخل ہونیکے لیے تکلف نکرے اور پانی پہونچنے مین اپنے گمان کا غلبہ معتبر ہے
اور اگر نہانے والا کلی کرنی یا کچھ جسم کا دھونا بھول گیا اور اُسنے نماز پڑھی پھر اُسکو
یاد آیا پس اگر وہ نماز نفل تھی تو اُس نماز کا اعادہ نہین ہے اور جس صورت مین پردہ نہین ہوسکتا
اور نماز کے فوت ہوجانے کا خوف ہو تب مردون کو مردون مین اور عورتون کو عورتون مین
بے ستر بھی غسل کرنا جائز ہے اور جو شخص اُس طرف دیکھیگا وہ گنہگار ہوگا نہانے والا
معذور ہے اور اُسکے سوا کسیکے روبرو کسیکو بے ستر کیے ہوئے نہانا جائز نہین تیمم کرکے
نماز ادا کرے اور اگر ستر عورت نہوسکے تو صرف ڈھیلون پر کفایت کرے پانی سے استنجا نکرے

**فصل سنتین غسل کی** غسل کی سنتین وضو کی سنتون کے مانند ہین سوا ترتیب کے
اور غسل کے مستحبات وضو کے مستحبات کے مانند ہین سوا استقبال قبلہ کے اسواسطے

کہ غسل اکثر منہ بھی ہوتا ہے اور فقہا نے کہا ہے کہ اگر جاری پانی یا بڑے حوض یا بارش میں
بقدر مدت وضو ٹھہرا اور غسل کرنے کے ٹھہرا تو البتہ اسنے پوری سنت ادا کی مگر نہ ٹہرنا نیت کا نقضا
ٹھہرنے سے ادا نہوگا اور پہلے ہاتھ گٹوں تک اور قُبل کو دھونا اگرچہ اُس جگہ نجاست نہو
اور جہاں نجاست لگی ہو دفع کرنی پھر پورا وضو کرنا اور اگر قبل غسل کے وضو کیا تو بعد غسل کے
دوبارہ وضو نکرے اسواسطے کہ ایک غسل کے لیے دو وضو مستحب نہیں اور وضو پر وضو
مستحب ہے اگرچہ مجلس بدلی ہو اور اگرچہ نماز پڑھنے کے ساتھ فصل نکیا ہو مگر تیسری بار
وضو کرنا اسراف ہے پھر پانی بہانا اپنے پورے جسم پر تین بار شروع کرتا ہوا اپنے سر پر سے
یہی قول صحیح تر اور ظاہر روایۃ اور ظاہر احادیث ہے پھر داہنے پھر بائیں شانے پر پھر باقی
جسم پر ملنے کے ساتھ اور اپنے اعضائے غسل پیاپی دھوئے یعنی افعال غسل کے
درمیان میں بیچ عذر کے اسقدر تاخیر نکرنی کہ دھویا ہوا ایک عضو خشک ہوجائے حقیقت میں یا
باندازہ اسکا اور پانی مستعمل نہیں ہوتا جب تک تمام جسم سے جدا نہووے کیونکہ غسل میں
تمام جسم ایک عضو کے مانند ہے پس دونوں قدم کے دھونیکی دوبارہ حاجت نہیں مگر
لیا رق پاکیزگی اور نظافت کے مگر جبکہ اسکے جسم پر نجاست حقیقی ہو تو قدموں کو دوسری بار
دھو ڈالے ازالہ نجاست کے لیے ازالۂ حدث کے لیے نہیں کیونکہ وہ تو زائل ہوگیا اور
غسل میں صحیح ہے ایک عضو کا پانی دوسرے عضو پر لیجانا اور اسمیں یہ شرط ہے کہ دوسرے
عضو پر چلکے ٹپکنے تا دھونا ثابت ہووے نہ چھڑنا اور لیجانا ایک عضو کا پانی دوسرے عضو پر
وضو میں شرط نہیں ہے اسلیے کہ ذکر ہوچکا ہے کہ غسل میں تمام جسم ایک عضو کے مانند ہے
بخلاف وضو کے کہ اسمیں چار عضو جدا جدا ہیں

فصل موجبات غسل کے

باہر نکلنا اُس منی کا جو لذت حقیقی کے ساتھ جدا ہوئی اپنی قرارگاہ سے پس اگر عورت نے فکر کی

صحبت کے بعد غسل کیا پھر اسکی فرجگاہ سے منی نکلی پس اگر عورت کی منی ہو یعنی زرد اور رقیق ہو تو غسل کا اعادہ کرے نہ اس نماز کا جو غسل کے بعد اس منی کے نکلنے کے پہلے پڑھی تھی اور اگر عورت کی منی ہونے میں شک ہو تو اعادہ کرے غسل کا احتیاطاً اور اگر عورت کی منی نہیں بلکہ مرد کی منی سفید اور گاڑھی عورت کی فرجگاہ سے نکلی تو عورت دوسری بار غسل کرے نہ نماز کا اعادہ کرے بلکہ وضو کرے اور غسل فرض ہوتا ہے مرد اور عورت پر بھی اس منی کے باہر نکلنے سے بھی جو لذت حکمی کے ساتھ اپنی قرارگاہ سے جدا ہوئی ہو جیسے خواب دیکھنے والے کی لذت اگرچہ منی ذکر سے شہوت کے ساتھ نہ نکلے لیکن ذکر نکلنے کے وقت کو دیکھا اور شہوت کو ابو یوسف نے شرط کہا ہے پس اگر کسی شخص کو احتلام ہوا اسنے ذکر کو دبا رکھا یہاں تک کہ شہوت ٹھہر گئی تب منی نکلی یا پیشاب کرنے یا سونے یا زیادہ چلنے کے پہلے غسل کیا پھر باقی منی نکلی تو غسل واجب ہے طرفین کے نزدیک اور ابی یوسف کے نزدیک غسل واجب نہیں پس بزن موضع ضرورت میں مثلاً جاڑے کا عذر ہو یا سفر یا مثلاً تنہا عورت کے مہمان کو اگر خوف بدگمانی کا پایا ہو اور وقت احتلام کے ذکر کو دبا رکھ کر شہوت ساکن ہونے کے بعد منی باہر نکلے تو لائق ہے کہ ابی یوسف کا قول فتویٰ کیا جائے غسل واجب ہونے میں اور گزشتہ نمازوں کے اعادہ نہ کرنے میں جو حالت تہمت بدگمانی میں بے غسل کیے پڑھی گئی ہوں اور آئندہ نمازوں کو یعنی جب عذر نہ رہے اس حالت کی نمازوں کو بے غسل کیے نہ پڑھے اور خیر کی دبر میں اور فرج محقق میں ذکر محقق کا صرف تمام حشفہ داخل ہو جانا اگر دونوں آدمی ہوں اور زندہ ہوں اور شہوت کامل بھی رکھتے ہوں اور مکلف ہوں اور اگر دونوں میں ایک ان صفتوں سے موصوف ہو تو صرف اسی پر غسل واجب ہوتا ہے اگر انزال ہو ورنہ کسی پر غسل واجب نہیں اور غسل عین فرض ہے

عورت کو فرج خارج کا دھونا بس خارج فرج کی رطوبت بھی پاک ہے الخ بالاتفاق مختار و شامی
اور اگر جاگ کر ران یا پیٹ پر تری دیکھیں پس منی معلوم کریں یا مذی یا ودی تو غسل واجب ہوتا ہے
اور جب اسپر احتلام یعنی خواب میں کچھ دیکھنے کے سبب منی نکلی اور لذت یاد ہو وے گو نیاد نہو تو کسی صورت میں
غسل واجب نہیں ہے لیکن اگر بطریق منی معلوم کریں تو غسل واجب ہے اور اگر شک ہو اسمیں
کہ آیا منی ہے یا مذی یا ودی اور احتلام یاد ہو تو بہر حال غسل واجب ہوتا ہے اور اگر تری کا اثر نہ معلوم ہو
تو غسل واجب نہیں اگرچہ احتلام یاد ہو اور اگر دو شخص ایک جگہ سوئے ہوئے جاگ کے
بچھونے پر منی پاویں اور کسی کو احتلام نہ یاد ہو تو احتیاطاً دونوں غسل کریں اور حیض
یا نفاس کا خون بند ہو جانے کے بعد اگرچہ خون نکلے تو بھی جنے کے بعد غسل واجب ہوتا ہے
اور فرض کفایہ ہے زندہ مسلمانوں پر یہ کہ نہلاویں مردہ مسلمان کو سوائے اس مردے کے
جو خنثی مشکل ہو یعنی جسمیں علامت مرد اور عورت دونوں کی ہو جسکی علامت کا
غالب ہو گا وہ اسکے حکم میں داخل ہو گا اور اگر کسی علامت کو غلبہ اور قوت نہو تو وہ خنثی
مشکل ہے پس اسکو غسل نہ دیجیے بلکہ غسل کے عوض تیمم کرا دیجیے اور فرض ہے نہانا
اس شخص پر جو مسلمان ہو بحالت جنابت یا حیض یا نفاس میں اگرچہ بعد موقوف ہونے حیض
اور نفاس کے اسلام قبول کیا ہو بنابر صحیح تر قول کے یا جوان ہوا آدمی یا انزال یا حیض کے آنے سے
اور بلوغ کی عمر لڑکا ہو یا لڑکی پندرہ برس ہیں اور سنت ہے غسل سے پاکیزگی حاصل کرنی
قبل نماز جمعہ اور نماز عید کے ان دونوں نمازوں کے لیے یہی قول صحیح ہے اور کفایت
کرتا ہے ایک بار غسل کرنا نماز عید اور جمعہ اور جنابت کے لیے جیسے حیض اور جنابت دونوں
فرضوں کے لیے ایک غسل کفایت کرتا ہے اور سنت ہے غسل سے پاکیزگی حاصل کرنی احرام کے لیے
اور روز عرفہ میں ٹھہرنے کے لیے عرفات پر اور اگر مجنون یا صاحب غشی یا مست ہوش میں آگیا

تو غسل واجب ہو اگر اپنے جسم یا کپڑے پر منی دیکھے ورنہ مستحب ہو اور اگر جنابت یا حیض
یا نفاس سے پاک صاف ہو کے مسلمان ہوا یا عمر کے حساب سے جوان ہوا تو غسل کرنا مستحب ہو
اور پچھنے لگانے کے بعد اور شعبان کی پندرھوین شب برات مین اُس رات کی تعظیم
اور شب بیداری کے لیے اور ذیحجہ کی نوین شب مین اور جبکہ شب قدر کو یقیناً دیکھے
یا اُن احادیث پر عمل کرے جو بیان اوقات شب قدر مین وارد ہین اور نزدیک ٹھہرنے
مزدلفہ کے روز قربانی کی صبح مین وہان ٹھہرنے کے لیے اور یوم النحر کے بعد تین دن
ہر روز جمرات ثلثہ کی سنگساری کے لیے غسل مستحب ہو اور نزدیک داخل ہونے مکہ معظمہ کے
غسل مستحب ہو طواف الزیارت کے لیے جو دسوین تاریخ مین یا اُسکے بعد کرتے ہین اور
اسی طرح ہر بار اُس مکان مقدس کے داخل ہونے مین بغیر افعال حج کے غسل مستحب ہو
اور سورج گہن اور چاند گہن کی نماز کے لیے اور واسطے طلب بارش کے اور خوف اور
تاریکی روز اور سخت آندھی مین غسل مستحب ہو اور اسی طرح غسل مستحب ہو مدینہ منورہ کے
داخل ہونے مین حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم اور تکریم کے لیے اور اُس شخص کو
غسل مستحب ہو جو نیا کپڑا پہنے یا مردہ نہلائے اور اُس شخص کو غسل کرنا مستحب ہو جسکے قتل کا
ارادہ کیا جاتا ہو اور گناہ سے توبہ کرنے والے کو اور سفر سے آنے والے کو غسل کرنا مستحب ہو اور
اُس عورت مستحاضہ کو غسل کرنا مستحب ہو جسکا خون بند ہو گیا ہو **باب پانیون کے مسائل مین**
اگر دنی ہو جانے یا کوئی پاک چیز ملجانے سے کسی پانی کی ساری صفتین مغلوب ہو گئی ہون
لیکن اُس پانی کے اجزا اسقدر اُسپر غالب ہون کہ اُسے پانی کہتے ہون تو اُس سے وضو اور
غسل کرنا جائز ہی اور جو پانی جم کے نمک ہو جانے کی استعداد رکھتا ہو اُس سے حدث
دور ہوتا ہو اور جو نمک پگھل کے پانی ہو جائے اُس سے حدث نہین دور ہوتا اور آب مقید پاک ہے

صرف نجاست حقیقی زائل کرنی جائز ہے اور آب مقید وہ ہے جو اپنی ذات کی تعریف میں محتاج ہو ایک قید کا جو لفظ پانی پر زیادہ ہو مثلاً درخت یا پھلوں کا پانی جو نچوڑا اور ٹپکایا گیا یا ٹپکا ہو اور یہی قول مشابہ تحقیق ہے اور اگر کوئی بستہ چیز پانی کے ساتھ ملکے اُسکی ساری صفتوں پر غالب ہو گئی اور پانی مغلوب ہو گیا یعنی گاڑھا ہو کے اپنی طبیعت اور اصل خلقت سے خارج ہو گیا مثلاً شوربا یا گاڑھا نہیں ہے لیکن پانی کا نام جاتا رہا مثلاً نبیذ تمر یعنی شربت خرما تو اُس سے وضو جائز نہیں اور اگر مطلق پانی کے ساتھ کوئی پاک چیز سائل مل جائے پس اگر وہ پانی کی سب صفتوں یعنی رنگ اور مزہ اور بو کے مخالف ہے تو غلبہ اُس چیز کا ثابت ہوتا ہے پانی کے اکثر صفتوں کے بدل جانے سے اور اگر مخالف صفت ہو بعض صفتوں میں تو غلبہ اُسکا ثابت ہوتا ہے ایک مخالف صفت کے متغیر ہو جانے سے اور اگر چیز سائل پانی کے برابر اور مانند ہے تینوں صفات میں جیسا کہ مستعمل پانی پس اگر مطلق پانی وزن میں نصف سے زیادہ ہے تو وہ مخلوط پانی وضو اور غسل کے بھی لائق ہے اور اگر وزن میں برابر ہے تو اُس سے صرف نجاست حقیقی زائل کرنی جائز ہے اور یہ جو حکم ہوا آب مستعمل میں معلوم ہو اُس جا پانی مستعمل کو جو ڈالا گیا مطلق پاک کرنے والے پانی میں اور اُسکے ساتھ مل گیا اور اُس مطلق پاک کرنے والے پانی قلیل کو جو مخصوص سے ملے اسطرح کہ مثلاً کوئی بے وضو حوض میں کہ دہ در دہ سے کم ہے وضو کرتا ہے سو حوض میں جائز ہے جب تک کہ اُسکا گمان غالب ہو کہ پانی مستعمل پانی پاک کرنے والے کے ساتھ برابر ملتا جائز ہے وضو اور غسل کرنا اُس پانی سے جسمیں مر گیا وہ جانور جو خشکی کا پیدا ہو اور خون سائل اصلی رکھتا ہو اور خون سائل عاریت لیا ہو یعنی رکھتا ہو مثلاً خون سے خالی ہو یا مر گیا وہ جانور جو پانی کا پیدا ہوا گرچہ خون سائل رکھتا ہو اور ریشم کا کیڑا اور اُسکا جوشیدہ پانی اور اُسکا انڈا اور پچال پاک ہے جیسے نجاست کے پیدا کیڑا بذات خود پاک ہے اور جو جانور ناپاک نہیں مگر اُسکا کھانا حرام ہے مثلاً مینڈک اگر پانی میں ریزہ ریزہ ہو جائے تو اُس سے طہارت جائز ہے مگر اُسکا پینا جائز نہیں

اور جو جانور خشکی میں پیدا ہوتا ہو اور پانی میں رہتا ہو جیسے مینڈک اسکے مرنے سے قلیل پانی نجس ہو جاتا ہے اور
صحیح تر قول میں اور جب پانی کا ایک وصف بھی نجاست سے متغیر معلوم ہو تب اُس سے طہارت جائز نہیں
اگرچہ پانی کثیر ہو اور اگر نجاست سے متغیر نہ معلوم ہو تو قلیل نجس ہو جاتا ہے اور کثیر نجس نہیں ہوتا
اور اگر گندگی میں شک واقع ہو یعنی معلوم نہیں کہ زیادہ ٹھہرنے کے سبب سے ہے یا نجاست کے
سبب سے تو اصل طہارت ہے اسی کا اعتبار کرنا چاہیے اور بہتا پانی نجاست کے واقع ہونے سے
نجس نہیں ہوتا حتی کہ محل واقع ہونے نجاست سے وضو درست ہے جب تک نجاست کا اثر نہ دیکھا جاوے
اور نجاست نظر آنے والی اور غیر میں کچھ فرق نہیں اور اسی قول پر فتوی ہے اور آب جاری وہ ہے جسکو
بہتا عرف میں شمار کرتے ہیں اور اسکے بیچ میں صحیح تر یہ ہے کہ وہ شرط نہیں ہیں اور دوسرا
قول یہ ہے کہ اگر پانی جاری کا نصف یا زیادہ یا اکثر نجاست سے ملاقی ہو تو نشیب کا پانی نجس ہے اگر
اُس سے کم اس سے ملکے بہتا ہو تو نجس نہیں اور قول پہلا امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا ہے اور دوسرا
قول ہے اور یہ طرفین کا یعنی امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ تعالی اور دونوں کی تصحیح ہوئی
لیکن قہستانی میں لکھا ہے کہ دوسرا قول ترجیح پایا ہے پس اگر بارش کا پانی جاری ہوا ناؤدان اور چھت پر
متفرق نجاست ہے تو نشیب کا پانی پاک ہے اور اگر ناؤدان پر نجاست ہو اور یا اس پانی کا
نصف یا زیادہ یا کل نجاست سے ملاقی ہے تو نشیب کا پانی نجس ہے اگر اس سے کم اس سے ملکے
بہتا ہو تو طاہر ہے اور قول اول پر لائق یہ ہے کہ چھت کے مسئلہ میں نہ معتبر ہو سوا تغیر کے پہچانے کے
اور فقہا نے آب جاری کے حکم میں ملحق کیا ہے اس حوض حمام کے پانی کو نجس نہیں ہونے میں
بدون معلوم ہوئے اثر نجاست کے جسمیں آب جاری برابر نازل ہو اور حوض سے اسطرح
پانی کا لینا پے در پے ہو کہ دو مرتبہ کے درمیان سطح پانی کا ساکن نہ ہو گیا ہو پس اگر
ناپاک برتن یا نجس ہاتھ اُس حوض میں ڈالا جاویگا تو وہ نجس نہوگا بدون معلوم ہوئے اثر نجاست

اور اگر داخل ہوا پانی حوض مین اوپر سے اور نکلا اُسکے نیچے سے تو وہ جاری نہین اور بدائع الصنائع مین پہلے
دو حدیثین لکہکے پھر یہ حدیث اُسی مضمون کی لکھی ہے اور حدیث نقل کی امام شافعی رحمہ نے اپنی مسند مین
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جبکہ پانی ہو بقدر دو قلہ کے ساتھ قلون موضع ہجر کے
تو وہ نجس نہین ہوتا اور ابن جریج راوی اس حدیث کے کہتے ہین کہ اُس قلہ یعنی مٹکے مین دو مشکین اور
کچھ زیادہ پانی آتا تھا تو کہا امام شافعی رحمہ نے کہ پس احتیاط اسمین ہے کہ ڈھائی مشکین ایک قلہ ہجر مین
مقرر کیجاوین یہانتک بحر الرائق شرح کنز الدقائق مین ہے الخ یہ حدیث خوب صحیح اور موصول الاسناد
اور صحیح اور اُسکی اسناد جید ہے اور کسی طرح کا غبار نہین ہے بیان الحق و بدائع الصنائع اور حنفیہ کے نزدیک مطلق
نجاست پڑنے سے وہ نجس ہوگا اور اُسمین جنبی کا ہاتھ ڈالدیا اُسکے نہانے سے مستعمل ہوگا اور اگر کثیر ہے
تو حکم جاری کا رکھتا ہے نہ نجس نہ مستعمل ہوگا اور وضو جائز ہے اُس مین اور دلیل کثیر ہونے پانی جسمین ایسی نجاست
پڑی جسکا اثر نمودار نہین ہے اگرچہ نجاست نظر کے واقع ہونے کی جگہ مین وضو کیا ہو اُسی قول کا فتوی ہے
اور بستہ کثیر پانی وہ ہے جسکو حقیقت مین حرکت دینے سے دوسرا جانب نہ ہلے یہ مروی ہے ہمارے تینون
ائمہ سے اور یہ قول متقدمین کا اور ظاہر مذہب ہے اور غسل اور وضو اور ہاتھ دہونے کی حرکت مین حرکت
وضو کی روایت معتبر اور صحیح تر ہے اور ایک روایت یہ ہے کہ اُسکی مقدار مین تجویز غالب معتبر ہے اُس شخص کی
جسکو طہارت کے واسطے پانی کی حاجت ہو پس ایک طرف کی نجاست کا اثر دوسری طرف پہونچنے پر
جسکا ظن غالب ہو وہ پانی اُسکے لیے قلیل ہے اور نہ پہونچنے پر جسکا ظن غالب ہو اُسکے لیے وہ پانی کثیر ہے
یہی ظاہر الروایۃ ہے امام اعظم سے اور اسی قول کی طرف امام محمد نے رجوع کیا جنسے دہ در دہ کا قول منقول ہے
اور یہی قول صحیح تر اور یہی قوی مذہب ہے اور اسی پر عمل کرنا چاہیے پس حرکت دیکھے دیکھنے سے اور
جب حرکت غسل کے ساتھ نہ پائی جاوے تب ظن غالب پر عمل کرے سے دونون روایت مین موافقت ہو جاتی ہے
پھر اُس بستہ کثیر پانی میں اثر نجاست سے جسقدر پانی متغیر معلوم ہو اُسقدر نجس ہو اور باسوا اُسکے سالم پانی پاک ہے

اور پاک کرنے والا ہے اور اگر حوض کبیر کا پانی سردی سے جم کر تختے کے مانند ہوگیا پھر اسمین دردہ سے کم سوراخ
کیا گیا تو اس سے وضو کرنا جائز ہے اور اگر کتے نے اس سوراخ مین پانی پیا تو صرف موضع سوراخ نجس ہوگا پس
اگر دوسرے موضع مین سوراخ کیا جاوے اور اس سے پانی لیکے وضو کیا جاوے تو جائز ہے اور جسمین کتے کا منھ اور ناک بند ہو
اگر وہ اسمین گر کے نیچے پہنچکے مرگیا تو وہ پانی نجس نہوگا کیونکہ نشین ہونے کی وجہ سے مگر جبکہ پانی کے
تینون اوصاف مین سے کوئی وصف متغیر معلوم ہو اور اگر اسکا منھ اور ناک بند نہو یا نہ ہو اور مرگیا ہو
قبل نیچے پہنچنے کے یا کسی حیوان پر نجاست لگی ہو تو اس سوراخ کے پانی کو نجس کرتا ہے اور اگر نجس پانی
مثلاً نالا یا حوض مین پاک پانی نازل ہوا اور اسکے نازل ہونے سے وہ جاری ہوا اگرچہ حکم کا ہے تو مختار
یہ ہے کہ بوجہ جاری ہونے کے وہ پاک ہوگیا اور یہی حکم ہے کنوئین اور حمام کے حوض کا اور اسمین نالی بنا کر
اسکا جاری کرنے پر حکم جاری کا نہیں بلکہ جاری ہونے کی دو صورت ہے ایک یہ کہ اوپر سے پانی نازل ہونے سے
لبالب ہوکے بہہ جاوے یا کنوئین کے چشمہ جوش مارے اور اوپر سے بطریق کاریز کے بہہ نکلے پس لیا گیا حکم
پاک ہونے کا بہنے کے ساتھ اس ظرف کے نجس پانی کا جسمین کہ ڈالا یا پاک پانی حتی کہ وہ جاری ہوا اور مائعات
یعنی رقیق چیزین مثلاً تیل او سرکہ وغیرہ کا حکم مثل پانی کے ہے پس اپنی جنس کے ساتھ ملکے جاری ہونے سے
پاک ہوجائینگی یا پانی کے ساتھ ملنے سے جیسے تیل مین اسی قدر پانی ڈال کے پاک کرنے کا طریقہ آگے آویگا اور
مستعمل پانی وہ ہے جو استعمال کیا جاوے واسطے قائم کرنے قربت کے یا استعمال کیا جاوے فرض کے ساقط ہونے
پس اگر محدث اپنا ایک پورا عضو پانی مین قبل لینے بغیر پانی لینے یا کوزہ نکالنے کے بغیر کسی چیز کے
مثلاً ہاتھ مشک یا خم مین بھر اتھا اسکے دھونے کے لیے تو پانی مستعمل ہوجائیگا فرض کے
ساقط ہوجانے کی وجہ سے بالاتفاق اگرچہ شخص کو دوسرے عضو کا حدث یا جنب کی جنابت
زائل ہوگی جب تک کہ ساقط ہونا فرض کا پورا نہوگا قول معتمد پر پس ساقط ہونا فرض کا اسکا
مقتضی ہے کہ ہاتھ کا دھونا دوسری بار باقی اعضا کے ساتھ واجب نہو اور حدث کا زائل

باقی ہے فقط ایک دھونے پر وقوف ہوا اور ان سب صورتون مین پانی مستعمل ہوجاتا ہے اسوقت
جبکہ عضو یا بدن سے جدا ہو کے کسی مکان مین جمع ہو جاوے اور اسی قول کی ترجیح دی گئی ہے حرج کے
سبب سے اور آب مستعمل بنا بر مذہب صحیح پاک ہے طاہر مذہب ہے پس اُس سے نجاست حقیقی زائل کرنی
جائز ہے بنا بر روایت ظاہر مذہب کے لیکن پاک کرنے والا نہین یعنی وضو اور غسل کرنے کے لائق نہین
اور اُس سے آٹا گوندھنا اور پینا مکروہ ہے گھنانے کی وجہ سے اور جو چیز دباغت کے لائق ہے وہ اُس سے
پاک ہوگی اگرچہ دھوپ مین ڈالی ہو اسکی پوستین پہننے نماز پڑھنی اور اُس چمڑے کی ڈولچی وغیرہ
بنا کے اُس سے وضو کرنا جائز ہے اور اگر دباغت حقیقی یعنی پھٹکری یا ببول کی پتی وغیرہ سے
دباغت دینے کے بعد پانی سے دھوکے دباغت حکمی مثلاً دھوپ سے خشک ہونے کے بعد
اُسمین پانی پہونچے تو بالاتفاق نجاست عود نہین کرتی ہے جیسے دھونے ہوئے دباغت حکمی
دینے کے بعد پانی پہونچنے سے بھی صحیح تر یہ کہ نجاست عود نہین کرتی اور جسمین دباغت کی
لیاقت نہین ہے دباغت سے پاک نہوگی اسی قول پر فتوی ہے پس پاک نہوگی دباغت سے
کھال اُس سانپ کی جسمین خون سائل ہے اور جسمین خون نہو یا خون سائل نہو وہ اور یہ
مطلق سانپ کی کینچلی پاک ہے اور پاک نہین ہوتی چوہے کی کھال بسبب دباغت پذیر
نہونے کے اسی طرح سانپ کی اور چوہے کی کھال پاک نہین ہوتی ذبح کرنے سے اسلیے کہ
دباغت سے پاک ہوتی ہے وہ کھال جو دباغت کی لیاقت رکھتی ہے اور ذبح کرنے سے اُس جانور کی کھال
طاہر ہو جاتی ہے جو ذبح ہونے کے لائق ہے اور ہر چمڑا دباغت سے پاک ہوتا ہے سُور کی کھال کے
سوا اور اگر آدمی کی کھال کو دباغت کیجاوے تو پاک ہوگی اگرچہ اُسکا استعمال حرام ہے
بسبب تعظیم اور توقیر کے یہان تک کہ اگر آدمی کی ہڈی پیسی گئی آٹے مین تو اُس آٹے کو کھانا
صحیح تر قول مین حرام ہے اور جو چیز دباغت سے پاک ہوتی ہے وہ ذبح سے بھی پاک ہو جاتی ہے ظاہر مذہب پر

اور کیا شیر اہی اسکی کھال کے پاک ہونے مین بطور حکم شرع کے ذبح کرنا صحیح تر یہ کہ نہین اور
قول مفتی بہ مین صحیح تر قول یہ ہی کہ جو جانور نہین کھایا جاتا اُسکو ذبح کرنے سے اُسکا گوشت
پاک نہین ہوتا اور جو چمڑا کفار کے ملک سے نکلکر دار الاسلام مین آتا ہی مثلاً سنجاب اگر اُسکی
دباغت پاک چیز سے معلوم ہو جاے تو وہ پاک ہی اُسکو پہنکے نماز درست ہی اور اگر اُسکی دباغت
نجس چیز سے ہو مثلاً مردار کی چربی سے تو وہ پاک نہین اور اگر یہ شک اتفاق ہو یعنی معلوم نہو کہ
پاک چیز سے دباغت ہوئی یا ناپاک سے تو اسکا دھونا واجب نہین بلکہ بہتر ہی اور نجس عین کے
سوے مردار حیوان کے ناخن اور دانت اور شاخ اور سم اور پٹھے اور کھر اور ہڈیان اگر چربی سے خالی
اور خشک ہون تو پاک ہین اور اسی طرح پاک ہی مردار کی ہر ایک چیز جو جاندار کے جسم مین جان نہین
چنانچہ بال اور پر اور یعنی کہ انفحہ بکسر ہمزہ و فتح فا وہ دودہ ہی جو شیرخوار بچہ کے پیٹ مین
ہوتا ہی یعنی پنیر مایہ اُسکے ڈالنے سے دودھ جمتا ہی یہ سب کا مطلقاً پاک ہی بالاتفاق اور اگر
مردار سے نکلے تو سائل نجس ہی اور یہی ظاہر تر ہی اور اگر بستہ ہو تو دھونے سے پاک ہو جاتا ہی
بالاتفاق اور آدمی کے وہ بال جو جسم سے نا اکھیڑ کے کٹے ہون اور اُسکی ہڈی اور دانت پاک ہی
خواہ اپنا ہو یا غیر کا بہت درست ہی مگر جو جز جاندار زندہ شخص سے جدا ہو گیا ہو وہ مردار کے مانند ہی
لیکن اپنی مدد کی ذات کے حق مین پاک ہی یہان تک کہ اگر اُسکو وہ لیے رہیگا تو اُسکی نماز فاسد
نہوگی اور آدمی کی کھال یا چھلکا بقدر ناخن کے قلیل پانی مین گرنے سے پانی نجس ہو جاتا ہی
اور اگر ناخن کے برابر نہ ہو تو پانی مین فساد نہین آتا اور حیوان نجس عین کے علاوہ کوئی جزو جسکی
یا نہ بہتی ہو جیسے مچھر کے کی چھینٹ سے کپڑا وغیرہ نجس نہوگا نہ اُسکے کاٹنے سے
جب تک اسکا پانی کا لگنا معلوم ہو اور مشک پاک اور حلال ہی کھایا جاے ہر حال مین غذا یا
خواہ دوا مین جبکہ درست ہو یا نہو اور اسی طرح مردار غزال کا نافہ پاک ہی مطلقاً یعنی پانی کے لگنے سے

فائدہ یہ جو پاک ہے بنابر قول اصح کے اور زندہ غزال کا نافہ پاک ہے بالاتفاق اور اسی طرح زباد پاک ہے
بسبب خوشبوئی کے اور زباد خوشبودار چیز ہے یعنی ایک قسم کی بلی کا پسینہ اور میل ہے کہ اُسکے
دُم کے نیچے مخرج کے پاس جمع ہوجاتا ہے اُسکو پونچھ کے کھینچ لیتے ہین اور عنبر بھی پاک اور حلال ہے
اور حرام چیز سے دوا کرنا ظاہر مذہب مین یہ ہے کہ درست نہین اور بعضون نے کہا کہ اُس سے دوا کرنا
درست ہے جبکہ معلوم ہو کہ اُسمین شفا ہے اور کوئی دوسری دوا معلوم نہو جیسے نہایت پیاس کی
حالت مین شراب کے پینے کی اور نہایت گرسنگی کی حالت مین مردار کے کھانے کی رخصت دیجاتی ہے
اور ضرورت کیلیے اسی قول پر فتوی ہے فصل کنوئین کے مسائل مین جب کنوئین مین
نجاست گرے اگر خفیفہ ہو یا غلیظہ ایک بھی قطرہ پیشاب یا خون کا یا حیوان خون سائل رکھتا ہو
اور خشکی کا رہنے والا ہو وہ کنوئین مین مرجائے یا اُسکے باہر مرکے اُسمین گرا اور پھول گیا یا اُسکے بال گرگئے
یا پارہ پارہ ہوگیا ہو اگرچہ کنوئین کے باہر پھٹ کے اُسمین گرا ہو تو نکالا جائے کنوئین کا سب پانی
اگر کنوان چشمہ دار نہو اور اگر کنوئین مین چشمے جاری ہون اور سب پانی نکلنا دشوار ہو تو
اسقدر پانی نکالا جائے کہ تھوڑا سا باقی رہجائے یہانتک کہ آدھا ڈول نہ بھرسکے اُسکا
حکم سارا پانی نکلجانے کا ہے اور پانی نکالا جائے نجاست نکلجانے کے بعد اور اگر اسکا نکالنا نہو سکے
چنانچہ نجس لکڑی یا نجس کپڑا اُسمین گرکے غائب ہوگیا تو سارا پانی نکلجانے سے ڈول اور رسی اور
گھرنی اور کنوئین کے گرد پیش اور پانی نکالنے والے کا ہاتھ پاک ہوجاتا ہے اسواسطے کہ
ان چیزون کی نجاست کنوئین کے نجس ہو جانے کے سبب سے تھی جیسے شراب کا خم پاک ہوجاتا ہے
جبکہ شراب سرکہ بنجائے اور استنجا کرنیوالے کا ہاتھ طاہر ہو جاتا ہے محل کی طہارت سے اور اگر کنوئین کا
تھوڑا پانی آج نکلا پھر اگلے دن زیادہ ہو گیا تو زیادہ کا نکالنا لازم نہین بلکہ اُسی قدر نکالا جائے
جسقدر باقی رہا تھا کیونکہ کنوئین سے پے در پے پانی نکلنا شرط نہین قول صحیح مین اور

اگر اُسمین گرا وہ شہید جو پاک صاف ہے خون وغیرہ نجاست سے یا گرا وہ مسلمان مردہ جو نہلایا گیا ہو
اگرچہ حمل ساقط کا بچہ ہو بشرطیکہ اُسکا زندہ ہونا معلوم ہوا ہو تو کنوئین کا پانی نجس نہین ہوتا
لیکن کافر مردہ کنوئین کو نجس کرتا ہے ہر طرح یعنی دھویا ہو یا نہ دھویا ہو جیسے حمل ساقط کا بچہ مردہ
اگرچہ دھو گیا ہو اور اگر جانور زندہ نکالا گیا حالانکہ وہ نجس عین نہین ہے اور نہ بدن پر نجاست ہے
تو کچھ بھی پانی نکالنا لازم نہین مگر جبکہ اُسکا منہ پانی مین داخل ہو تو اُس وقت اُسکے جھوٹے کا
اعتبار ہوگا پس اگر اُس حیوان کا جھوٹا مشکوک ہو تو سارا پانی نکالا جائے مثل اُسکے جسکا
جھوٹا نجس ہے گر اُسکا منہ پانی مین داخل ہو تو پانی مشکوک نہین ہوتا پس کچھ نکالنا واجب نہین
لیکن مندوب ہے اُس پانی کا نکالنا بقدر بیس ڈول کے اور یہی حکم ہے بکری کا اور جسکا جھوٹا
مکروہ ہے پس اگر وہ چوہا ہو تو بقدر بیس ڈول کے و گر خانگی بلی یا جانور حلال گوشت کا جیسے گرا
تو بقدر چالیس ڈول کے پانی نکالنا مندوب ہے اور اگر آدمی محدث ہو تو بقدر بیس ڈول کے
پانی نکالنا مندوب ہے اور اگر کافر کنوئین مین گرا اور زندہ نکلا تو پانی نکالا جائے کیونکہ بدن
نجاست سے خالی نہین ہوتا اور اگر غسل کر کے پاک صاف اُسی ساعت مین گرا تو کچھ بھی
پانی نکالنا لازم نہین اور اگر جانور نجس عین ہے تو سارا پانی نکالا جائے خواہ مرے یا نہ مرے
خواہ اُسکا منہ پانی مین داخل ہو یا نہ داخل ہو اور جس چشمہ دار کنوئین کا پانی نہ ٹوٹتا ہو تو وقت گرنے
نجاست کے جسقدر پانی ہو اُسی قدر نکالا جائے اور اُسکے نکالے جانے کی مقدار مین امام محمد
متقی کے قول پر عمل کرنا چاہیے جنکو پانی کے اندازہ کرنے مین بصیرت ہو اسی قول پر فتویٰ ہے
اور دوسرا قول ضعیف یہ ہے کہ چشمہ دار کنوئین مین تین سو ڈول سے تین سو ڈول تک پانی نکالے
فتویٰ ہے اور جبکہ کنوئین سے مردہ جانور نکالا گیا حالانکہ وہ پھولا پھٹا نہین تو اُسکا حال یہ ہے
پس اگر وہ حیوان آدمی ہے یا اُسکے برابر جسامت مین یا ساقط حمل یا بکری کا بچہ یا جبیری کا بچہ یا ...

تو تمام پانی نکالا جائے اور اگر وہ حیوان کبوتر یا اُسکے مانند ہے تو بقدر چالیس ڈول کے پانی کا نکلنا
واجب اور ساٹھ ڈول تک نکالنا مستحب ہے اور اگر وہ حیوان کنجشک یا چوہا یا اُسکے مانند ہے تو بقدر
بیس ڈول کے پانی نکلنا واجب اور تیس ڈول تک نکالنا مستحب ہے اور یہی تینوں مراتب اردو میں
ساتھ نفس کے اور یہی ہی مشعران ہیں اور یہی ظاہر الروایۃ ہے اور ان تینوں کے یعنی آدمی اور کبوتر اور
کنجشک کے کبیر اور صغیر میں فرق نہیں ظاہر روایۃ میں اور یہ حکم شمار ہی ڈول نکلنے کا شامل ہے
چشمہ دار کنوئیں اور غیر چشمہ دار کو بخلاف اُس گڑھے کے جسمیں بارش کا پانی جمع ہو اور
برخلاف بڑے مٹکے کے کہ اگر اُسمیں جانور گر کے مر جائے تو اُسکا تمام پانی بہا دیا جائے
اور بیس یا چالیس ڈول پانی نکالا جائے تو متوسط ڈول معین ہے اور اگر اُس کنوئیں کا ڈول
مقرر ہو تو اُسی ڈول کا اعتبار ہے جسمیں ایک صاع پانی سما وے اور جو ڈول کہ صاع سے
کم زیادہ ہو اُسکا حساب کر لیا جائے صاع والے ڈول سے پس اگر نکالا جائے بقدر واجب کے
ایک بڑے ڈول سے تو ظاہر مذہب میں مقصد حاصل ہے اور کفایت کرتا ہے ڈول کے شمار کرنے میں
بھر آنا آدھے سے زیادہ ڈول کا اور کفایت کرتا ہے نکلنا اسقدر پانی کا جو کنوئیں میں موجود ہے
اگرچہ ڈولوں کے شمار سے کم ہے اور کفایت کرتا ہے کنوئیں کی طہارت کے لیے پانی کا بہنا
اگرچہ قلیل جاری ہو اسلیے کہ طہارت کا سبب یعنی جاری ہونا پایا گیا اور کفایت کرتا ہے طہارت میں
کنوئیں کے اسقدر پانی کا زمین کے اندر جذب ہو جانا جسقدر کا نکلنا واجب تھا پھر اگر اسفل
خشک ہو گیا تو پانی کے پھر آنے سے نجس نہ ہوگا اور اگر خشک نہیں ہوا تو صحیح یہ ہے کہ پانی پھر آنے سے
نجس ہو جائیگا اور جو جانور کہ جثہ میں کبوتر اور چوہے کے درمیان کا ہے وہ چوہے کے
مانند ہے حکم میں اور جو جانور کہ مرغ اور بکری کے درمیان کا ہے وہ مرغ کے مانند ہے حکم میں
یعنی جو جانور کہ چھوٹے اور بڑے کے مابین کا ہے وہ چھوٹے جانور کے ساتھ ملا دیا گیا

جیسے قول اول کیا گیا اگر بین تنہا چوہا پانی کے ساتھ پس اگر بلی نے چوہا پکڑا اور دونوں کنوئیں میں
گرے پس اگر دونوں مرے نہیں تو کچھ بھی پانی نکالنا واجب نہیں اور اگر دونوں مر گئے
تو قدر چالیس ڈول کے اور اگر فقط چوہا مردہ نکلا تو بقدر بیس ڈول کے اور اگر چوہا زخمی ہو
تو سارا پانی نکالنا واجب ہے اور دو بلی بکری کے مانند ہیں حکم میں بالاتفاق اور دو چوہوں کا
حکم مثل ایک چوہے کے بالاتفاق اور تین سے پانچ چوہوں تک کا حکم مثل حکم ایک بلی کے ہے اور
چھ چوہے بکری کے مانند ہیں تمام پانی نکالنے کے حکم میں بنا بر ظاہر الروایۃ کے اور اسی کو
محمد نے لیا ہے اور کنوئیں کے نجاست منذ کا حکم کیا جاتا ہے جانور کے گرنے کے وقت سے
اگر معلوم ہو اگر معلوم نہ ہو تو ایک رات اور ایک دن پہلے سے نجاست کا حکم ہوگا بشرطیکہ
نہ پھولا نہ پھٹا نہ اسکے بال گرے ہوں پس جسنے غیر حالت حدث میں بھی اس کنوئیں پانی سے
طہارت کی تو جسقدر نماز کہ فرض یا واجب یا سنت فجر ادا کی ہو سر نو سے پڑھے لیکن قضائے
سنت فجر کا نہ کرے اگر پاؤ گے ادنی نجس یا کپڑا ابھی اس سے دھویا ہو پاک کر لے اور تین
رات دن سے نجاست کا حکم کیا جائے اگر جانور پھولا یا پھٹا یا اسکے بال گر گئے ہوں امام کا
قول ہے اسمین زیادہ احتیاط اور مرجح ہے اور صاحبین نے کہا کہ پانی کے نجاست کا حکم ہوگا
معلوم ہونے کے وقت سے پس لوگوں پر معلوم ہونے سے پہلے کوئی چیز لازم نہوگی بعضوں نے
کہا کہ یہی مختار ہے اور لوگوں کو آسان تر ہے اور اگر اپنے جبہ میں مردہ چوہا پایا پس اگر جبہ میں
سوراخ نہو اور روئی بھرنے کے وقت سے اتنک جو نمازیں پڑھی ہوں ان سب کو سر نو سے پڑھے
اگر ہمیشہ اسکو پہنے رہا ہو اور اگر جبہ میں سوراخ ہو تو تین دن رات کی نماز پھر سے پڑھے اگر چوہا
پھولا یا خشک ہو ورنہ ایک دن رات کی نماز پھر سے پڑھے اور چوہے کا پیشاب گرنے سے
کنوئیں کا پانی نکالنا لازم نہیں صحیح تر قول میں اور کبوتر اور گنجشک وغیرہ حلال گوشت کی

بیٹ پڑنے سے بھی کنوئین کا پانی نکالنا لازم نہین اور اسی طرح جبکہ بزدہ گوشت ہوا ہین
اور اگر سوکھے ہین انکی بھیجال پڑنے سے بھی کنوئین کا پانی نکالنا لازم نہین صحیح تر قول مین
اور نجس شمار معاف ہے اور اونٹ اور بھیڑی کی مینگنی اگر کنوئین مین گرے پس اگر کم ہو تو معاف ہے
و اگر زیادہ ہو تو معاف نہین اور کم اور زیادہ وہ ہے جیسے دیکھنے والا کم یا زیادہ جانے اسی پر اعتماد
اور یہی قول مختار ہے اور وہ فضلہ تر ہو خواہ خشک سالم ہو خواہ ٹکڑے ہون اور گدھے وغیرہ کی لید
اور گوبر مین اختلاف ہے مگر اکثر علما کے نزدیک نجس نہین کرتا اگر ضرورت اور حرج ہو ورنہ نجس ہے اور
لید فضلہ ہے گھوڑے اور خچر اور گدھے وغیرہ کا اور گوبر فضلہ ہے ہاتھی اور گائے وغیرہ کا اور مینگنی فضلہ ہے
اونٹ اور بکری وغیرہ کا اور اسی طرح اگر دودھ کے ظرف مین مینگنیاں پڑ جائیں یا دوہتے
اور دودھ رنگین ہونے سے پہلے نکال کے پھینکی جائیں تو معاف ہے بسبب ضرورت کے
دودھنے کے وقت مینگنی کرنے کی عادت ہوتی ہے اور اس وقت کے سوا معاف نہین اور پانی کے
کنوئین اور نجاست کے کنوئین اور گڑھے مین اسقدر دوری معتبر ہے کہ نجاست کا اثر کنوئین کے
پانی مین معلوم نہو پس جبتک کہ نجاست کے اثر سے کنوئین کے پانی کا رنگ یا ذائقہ یا بو
متغیر معلوم نہو پاک ہے اگرچہ دونون مین ایک گز کا فرق ہو اور اگر متغیر معلوم ہو تو نجس ہے
اگرچہ دونون مین دس گز کا فرق ہو فصل جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہے اسکا جھوٹھا
حلال ہے اور اسی قسم سے گھوڑا ہے صحیح تر قول مین اور ان حیوان کا جھوٹھا حلال ہے جنمین
خون سائل نہو اور اگر آدمی زندہ کا منھ پاک ہے تو اسکا جھوٹھا حلال ہے اگرچہ کافر ہو کیونکہ
اسکے اعتقاد مین نجاست ہے ذات مین نہین لیکن کافر کے جھوٹھے مین شفا نہین اور
اگرچہ جنب یا حائض یا نفسا ہو لیکن زوجہ اور محارم کے سوا عورت کا جھوٹھا پینا
مرد کے لیے اور مرد اجنبی کا جھوٹھا پینا عورت کے لیے مکروہ تنزیہی ہے بشرطیکہ اندیشہ لذت کے لیے ہو

لیکن اُس جھوٹھے سے اور عورت کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے طہارت مکروہ نہیں اور
نجس عین اور ہاتھی او کتے اور چارپائے درندے کا جھوٹھا نجس ہے اور انمین جنگلی بلی داخل
اور جو جاندار نجاست وغیرہ دونون چیزین کھاتا ہو اُسکا جھوٹھا مکروہ ہے بشرطیکہ اُسکی مُنہ کی
طہارت یا نجاست نہ معلوم ہو اگر معلوم ہو تو مثل اُسکے حکم دیا جائے اور اگر صرف نجاست کھاتا ہو
حتی کہ اُسکے گوشت مین بو آگئی ہو تو بلا تفصیل اُسکا جھوٹھا مکروہ ہے نہ وہ کھایا جائے نہ اُسکا
دودھ پیا جائے اور مکروہ ہے اُسے بیچنا اور ہبہ کرنا مگر جب کھلائے پلائے قید کرکے یہانتک کہ
اُسکے گوشت مین بو نہ باقی رہے تب حلال ہو جائیگا اور اندازہ کیا گیا ہے قید کرنے کا تین دن
مرغ کے لیے اور چار دن بکری کے لیے اور دس دن اونٹ گائے کے لیے یہی ظاہر تر ہے اور اگر بکری
وغیرہ دونون چیزین کھاتا ہو اس حیثیت سے کہ اُسکے گوشت مین بدبو نہ آتی ہو تو بھی حلال ہے
اور اگر پرندہ شکاری کی چونچ کا پاک ہونا معلوم نہو تو اُسکا جھوٹھا مکروہ ہے اور جو جانور گھرون مین
سکونت رکھتے ہین مثلاً چوہا اور سانپ اور چھپکلی اور خانگی بلی انکا جھوٹھا طاہر ہے مگر اسکے لیے
اگر اُسکے مُنہ مین نجاست نہ لگی ہو اور مکروہ تنزیہی ہے صحیح تر قول مین اگر اُس جھوٹھے کے سوا
پانی موجود ہو اور جس خچر کی ماں گدھی ہو اُسکا اور پالو گدھے کا جھوٹھا اگرچہ صحیح تر
قول مین بذات خود پاک ہے لیکن غیر کو پاک کرنے مین مشکوک ہے اور مشکوک پانی نجس چیز کو
پاک کرتا ہے یا نہین اسمین دو قول ہین ایک یہ کہ پاک کردیتا ہے مگر معلوم ہوچکا ہے کہ پاک کرنے مین
مشکوک ہے اور دوسرا قول یہ کہ پاک نہین کرتا اور اگر بجز مشکوک کے پانی نہ ملے تو اُس سے
وضو یا غسل کرے اور تیمم بھی کرے اور شرط ہے خالی ہونا ایک نماز کا ان دونون فعلون سے احتیاطاً
پس اگر اُس پانی سے طہارت کرکے نماز پڑھی پھر تیمم کرکے وہی نماز پڑھے تو جائز اور
یہی صحیح ہے لیکن ان دونون نمازون مین سے ایک صحیح اور دوسری لغو ہوگی اور اگر ان دونون نمازون کے

درمیان اسکے وقفہ مین حدث نہین کیا تو مکروہ ہے صرف اُس پانی سے طہارت کر کے پہلی نماز پڑھنی اور دوسری نماز مین کراہت نہین بسبب جمع ہونے دونون فعلون کے ایک ادا مین اگر حدث کیا تو دونون مین کراہت ظاہر ہے پس ایک ادا مین دونون فعلون کا جمع ہونا اولی ہے اور دونون فعلون مین سے جسے چاہے مقدم کرے صحیح تر قول مین لیکن تیمم پر اُسے مقدم کرنا افضل ہے اور جس جانور کی مان حلال اور باپ حرام ہو تو مان کے اعتبار کرنے کی وجہ سے اُسے کھانا حلال ہے اور غلبہ مشابہت کا کچھ اعتبار نہین یہ رد ہے اسکے خلاف قول لا مسکین پر اور اسکا حلال ہونا لازم کرتا ہے اُسکے جھوٹھے سے طہارت حاصل ہونے کو اور نبیذ تمر سے یعنی اگر خرمے پانی مین ڈالے جائین اور پانی میٹھا ہو جائے تو اُس سے وضو نکرے بلکہ تیمم کرے اگرچہ مشتی نہوا ہو اور گو سیلان باقی رہے اور پسینہ جھوٹھے کے مانند ہے لیکن گدھے کا پسینہ کپڑے اور بدن مین معاف ہے صحیح مذہب پر اور جو جانور نجاست وغیرہ دونون چیزین کھاتا ہو اور اُسکے گوشت مین بدبو نہ آگئی ہو اُسکا پسینہ پاک ہے اور اگر صرف نجاست کھاتا ہو یہانتک کہ اُسکے گوشت مین بدبو آگئی ہو تو اُسکا پسینہ نجس ہے باب تیمم کے احکام مین شرع کی اصطلاح مین تیمم نام ہے چہرہ اور دونون ہاتھون کے مسح کرنے کا پاک کرنے والی مٹی پر ہاتھ مارکے نیت کے ساتھ کہ شرط ہے اور اُسکا استعمال خواہ حقیقۃً یعنی حقیقت مین ہو خواہ حکماً پس گرد و غبار سے خالی صاف چکنے پتھر پر اگرچہ حقیقت مین استعمال نہین لیکن زمین کی جنس پر دونون ہاتھ رکھنے سے حکماً یعنی حکم کی راہ سے استعمال پایا گیا اور قصد کرنا پاک کرنے والی مٹی کا اور اُسکا استعمال ایک خاص طور پر ہے اور طور خاص سے تیمم کی کیفیت مراد ہے پس سوال کیا ابی یوسف نے ابا حنیفہ سے کیفیت تیمم کی پس اُنھون نے کہا کہ تیمم دو ضرب ہین ایک ضرب واسطے مُنھ کے اور ایک ضرب واسطے دونون ہاتھون کے کہنیون تک کہا کیونکر پس مارے دونون ہاتھ خاک پر پھر آگے کھینچ لیے

اور پیچھے کھینچ لائے پھر دونوں ہاتھوں کو جھاڑا اور مسح کیا منھ پر پھر مارے دونوں کف دست
خاک پر دوبارہ پھر آگے کھینچ لیگئے اور پیچھے کھینچ لائے پھر دونوں کو جھاڑا اور مسح کیا اُن سے
دونوں ہاتھوں کے ظاہر اور باطن پر کہنیوں تک اور ہمارے مشایخ نے کہا کہ لائق یہ ہے کہ بائین
ہاتھ کی چار انگلیوں کے باطن سے داہنے ہاتھ کی پشت پر انگلیوں کے سرن سے کہنی تک مسح کرے
پھر انگلیاں جدا کرکے بائین ہاتھ کی ہتھیلی سے داہنے ہاتھ کے باطن پر کہنی سے گٹے تک
مسح کرے پھر بائین انگوٹھے کے باطن سے داہنے انگوٹھے کی پشت پر مسح کرے پھر اسی طرح
داہنے ہاتھ سے بائین ہاتھ پر مسح کرے اور یہ قریب تر ہے جانب احتیاط کے مستعمل مٹی کے
استعمال سے بقدر ممکن اور [۱۱] دوبار خاک پر ہاتھ مارنا رکن ہے اور یہی قول صحیح تر اور زیادہ احتیاط
والا ہے لہذا ابوشجاع نے کہا کہ اگر ضربہ کے بعد مسح کے قبل حدث کیا تو اعادہ کرے اور اُس
مٹی سے مسح کرنا جائز نہین ہے یہی قول صحیح اور مختار ہے گو اسبیجابی کا قول اسکے مخالف ہے اگرچہ
تیمم کرنے والے کے غیر سے دونوں ضربہ صادر ہوں یعنی اگر کوئی دوسرے کو تیمم کرادے
تو اُسکو بھی دو ضربہ کافی ہین اسطرح کہ ایک بار سے اُسکے چہرہ پر مسح کرے اور دوسرے ضربہ مین
ایک ہاتھ سے ایک ہاتھ پر اور دوسرے ہاتھ سے دوسرے ہاتھ پر مسح کرے یا تیمم کرنا اُس فعل سے
جو قائم مقام ہے دونوں ضربوں کے پس اگر تیمم کرنے والے نے اعضاے تیمم کو غبار کے اندر رکھ کر
ہر یک ہلالیا یا غبار کے مقام مین داخل کر دیا تیمم کی نیت سے تو جائز ہے اور چہرہ اور دونوں
ہاتھوں کو ملنا رکن ہے اور تیمم کرنا جائز ہے بشرطیکہ عاجز ہو اُس مطلق پانی کے استعمال سے
جو کافی ہو اُسکی طہارت کو اُس نماز کے لیے جسکی قضا ہے اور اُسکا عاجز ہونا یا پانی کے
دور ہونے سے ہے بقدر ایک میل کے اگرچہ شہر کا مقیم ہو اور آب مطلق اور کافی کی قید اسواسطے
لگائی کہ آب مقید اور غیر کافی بمنزلہ پانی نہونے کے ہے پس اگر اسقدر پانی ہو کہ فقط وضو

یا نجاست زائل کرنے کو جو کپڑے میں نماز کی منع کرنے والی ہو کفایت کرتا ہو تو اُس سے
کپڑا دھو ڈالے اور وضو کے عوض تیمم کرے سب کے نزدیک اور اگر وضو کرے نجس کپڑے سے
نماز پڑھیگا تو نماز ادا ہوگی مگر گنہگار ہوگا یا عاجز ہو پانی کے استعمال سے بسبب اُس بیماری کے
جسکے پیدا یا زیادہ یا دراز ہو جانے کا خوف ہو اپنے ظن غالب میں یا طبیب کامل مسلمان کے کہنے سے
اگرچہ شدت درد یا بیماری کا دراز ہونا حرکت سے ہو یعنی بیمار کو ظن غالب ہو کہ اگر میں وضو یا غسل کرونگا
تو بیماری تیز ہوگی یا طول کھینچیگی یا طبیب حاذق مسلمان نے یہ بتادیا تو تیمم کرنا جائز ہے اسی طرح
اگر بیمار کے پاس پانی نہیں ہے اور اُسکے پاؤں میں سخت پھوڑا یا نہرا ہوا اور وہ ظن غالب سے
جانتا ہے کہ اگر میں اُٹھکے پانی لاؤنگا تو بیماری دراز ہوگی تو اب بھی اُسکو تیمم جائز ہے یا بیمار نے
نہ پایا اُسکو جو اُسے وضو کرادے اور وہ خود وضو کرنے کی طاقت نہیں رکھتا پھر اگر بیمار
وضو کرانے والے کو پاوے اگرچہ دستور کے موافق مزدوری دینے سے ملتا ہو اور اُسے
مزدوری دینے کی طاقت ہو تو ایسا بیمار تیمم نکرے ظاہر مذہب میں اور زوج زوجہ میں ایک
دوسرے کا وضو کرانا دوسرے کا یا خبرگیری اُسکی واجب نہیں اور لونڈی اور غلام میں واجب ہے یعنی مالک انکی
اور وہ مالک کی خبرگیری کریں یا آخری عمر کو پہنچے جب ضرر کرنا تحقیق ہو جائے وضو میں یا نہانے میں
یا اپنی جان پر دشمن سے ڈرے اگرچہ عورت کو مرد فاسق کا خوف ہو یا مفلس کو قرض خواہ کی
طرف سے گرفتار کرلینے کا یا مال پر خوف ہے پھر اگر خوف ہوا ہی بہ سبب کے ڈرانے سے تو تیمم کرلے تو الا
بعد زوال خوف کے نماز پھر پڑھے اور اگر بندہ کی طرف سے نہیں ہے تو پھر سے نہ پڑھے اسلیے
کہ وہ خوف خدا کی طرف سے سمجھیں اگر مسلمان قیدی کو کافر نے وضو اور نماز سے منع کیا
تو تیمم کرے اور اشارہ سے نماز پڑھے پھر نماز مکرر پڑھے بعد رہائی کے کسی طرح اگر آقا نے
اپنے غلام سے کہا کہ اگر تو وضو کریگا تو تجھے قید یا قتل کرونگا تو وہ تیمم سے نماز پڑھے

پھر نماز فرض پڑھے یا جنازہ یا نفل یا آگے کی تشنگی کے خوف سے اگرچہ اپنے رفیق یا ذمی کی
تشنگی کا خوف ہو اور وہ آشنا ہو یا اجنبی یا تشنگی کے مانند ہو آٹا گوندھنا یا جسم اور کپڑے سے
نجاست زائل کرنے کی ضرورت ہو اور اگر بقدر طہارت کے پانی اُسکے ساتھ موجود ہو اور چوپایوں کی
تشنگی کے لیے وضو اور غسل کا دھوون ظرف میں موجود رہنے سے رکھ سکتا ہو تو اپنے ساتھ کے
پانی سے طہارت کرے تیمم جائز نہیں اگر ظرف نہو تو جانوروں کے واسطے پانی رکھے اور آپ
تیمم کرے یا پاک سامان پانی نکالنے کا موجود نہو تو تیمم کرے پس عاجز ہونیکے تیمم کرے ان سب
عذروں سے کہ ہر واحد انہیں کا علت مستقلہ ہے تیمم کے جائز ہونیکی تو اگر کسی نے تیمم کیا پانی
نہونے سے پھر اسکو ایسی بیماری ہوگئی جسکے سبب سے تیمم کرنا اُسکو مباح ہوگیا تو اُس تیمم سے
نماز نہ پڑھے اسواسطے کہ اجازت شرعی کے اسباب کا مثل تیمم کے سببوں کا متغیر ہونا اور بدلنا
پہلی اجازت کے شمار کرنے اور کفایت کرنے کو منع کرنے والا ہوتا ہے اور پہلی اجازت باطل ہو جاتی
گویا وہ موجود ہی نہ تھی اور مسلمان ہونا اور منقطع ہونا اُس چیز کا حیض اور نفاس اور حدث سے
جو تیمم کی منافی یعنی اُسے نیست اور باطل کرنے والی ہے اور تین انگلیوں سے یا زیادہ سے مسح کرنا اور پورے
عضو پر مسح کرنا شرط ہے پس اگر ایک بال یا ناخنوں کے کنارے یا اُنکے درمیان کا حجاب مسح سے
باقی رہجاے تو جائز نہیں اور شرط کی گئی ہے تیمم کے واسطے نماز جائز ہونے کے حق میں اُس فعل کا
تیمم کرنے کی نیت کرنی جو عبادت ہو اگرچہ عبادت نماز جنازہ یا سجدۂ تلاوت ہو اور سجدۂ شکر کے
مستحب ہونے پر فتویٰ ہے پس جبکہ یہ عبادت ہوا تو سجدۂ شکر کے لیے تیمم کیے ہوئے سے
نمازیں صحیح ہونگی اور تیمم کے لیے اُس عبادت کی نیت شرط کی گئی ہے جو مقصود بالذات ہو نہ
دوسری عبادت کا وسیلہ ہو پس مسجد کا داخل ہونا اور مصحف کا چھونا اس سے نکل گیا کیونکہ یہ دونوں
مقصود نہیں بلکہ نماز اور قرآن خوانی کے وسیلے ہیں اور تیمم کی نیت کے لیے وہ عبادت شرط

شرط کی گئی ہی جو بدون طہارت کے حلال نہین اس سے جنب کی قرآن خوانی بھی عبادت
مقصودہ کو شامل ہوگئی پس اگر جنب نے قرأت کے قصد سے تیمم کیا تو اُس سے نماز پڑھنی
درست ہوگی واگر بے وضو نے اُس قصد سے تیمم کیا تو درست نہوگی اور شرط اخیر سے سلام
جواب دینے کا تیمم خارج ہوگیا یعنی اُسکا جواب اگرچہ عبادت مقصودہ ہی لیکن بدون طہارت کے بھی
صحیح ہی پس اُنکے لیے تیمم کیے ہوئے سے نماز پڑھنی جائز نہین پس جب تیمم مین نیت مخصوصہ
شرط ہوئی تو کافر کا تیمم کرنا صحیح نہین اسلیے کہ جو عمل اپنے صحیح ہونے مین نیت کی طرف
حاجت رکھتا ہی کافر اُسکی اہلیت نہین رکھتا لیکن کافر کا وضو صحیح ہی کیونکہ اُسمین نیت کی
حاجت نہین اور اگر کوئی شخص دو حدث رکھتا ہو مثلاً جنابت اور وہ حدث جو واجب کرتا ہو
وضو کو تو لائق ہی دونون کی نیت کرنی پس اگر دونون مین سے ایک کی نیت کرکے تیمم کیا
تو اگرچہ وہ نہ واقع ہوگا دوسرے سے لیکن بہ ایک تیمم کافی ہوگا اُن دونون سے اور ہماری زمین
نماز کے لیے مسجد ہی اگر بذات خود پاک ہو اگرچہ نجاست سے تر ہو پھر خشک ہو جاے اور روئے زمین
یا جنس زمین تیمم کے لیے نجاست سے خالی یعنی پاک کرنے والی ہونی شرط ہی اگرچہ اُس پر
غبار نہو پس اگر انگلیون مین غبار داخل نہو تو خلال کے لیے تیسری بار ہاتھ مارنے کی
حاجت نہین بلکہ بدون ہاتھ مارنے کے انگلیون کا خلال کرنا ضروری ہی واسطے تمام ہونے
استیعاب کے اور صحیح یہ ہی کہ مسح کف ضروری نہین بلکہ ضرب کف کافی ہی اور اگر دوسرے کو تیمم کرادے
اور اپنے دونون ہاتھ سے اُسکے ایک ہاتھ پر مسح کرے تو اب تیسرے ضربہ کی بلاشبہہ حاجت ہی
تاکہ اُس سے اُسکے دوسرے ہاتھ پر مسح کرے پس اگر ڈھیلی انگوٹھی کے نیچے اور ہاتھ کے سواخ مین
غبار پہونچا ہو تو اُسکو ہلانا لازم نہین بلکہ سنت ہی ورنہ اوتار لینا یا ہلانا لازم ہی مثل خلال
مذکور کے جیسے وضو اور غسل مین لیکن صرف خاک پر تیمم کرنا افضل ہی اجماعاً اور جنس زمین وہ ہی

جنگل پر نرم ہو نہ پچھلے نہ اکہ ہو جاسکتا درست کنکر اور پتھر اور ریگ اور ہرتال اور سرمہ اور مردار سنگ
لوہا گچ و چونہ ہوگی سرخ اور روہنگا اور جواہر تجارت موتی پر تیمم درست نہیں اگرچہ پیسا ہوا ہو اور
گیلی مٹی اور جو اجزای زمین سے بنے ہوں جیسے ظروف چینی نہ وہ ان آپس طرح جن سے تیمم جائز ہے
کیونکہ اسپر کچھ کا روغن ہوتا ہے ہاں اگر وہ غیر جنس زمین کے ساتھ روغن نہ کیا ہو
تو جائز ہے اور گیلی مٹی جسکو گارا اور خشک کہتے ہیں اگر اسمیں پانی غالب یا مٹی اسکے
برابر ہو تو اس سے تیمم جائز نہیں بلکہ اس سے طہارت کرے اگر اسقدر رقیق ہو
کہ عضو پر بہے کیونکہ غالب چیز کا اعتبار ہے و اگر مٹی غالب یا پانی کے برابر ہو تو اس سے تیمم
جائز ہے لیکن گیلی مٹی سے تیمم کرنا فوت وقت کے خوف سے پہلے نہ کرنا اولی ہے تاکہ بشکل
نہ ہو جائے بھبوت ملکے بدون ضرورت کے اور اولی یہ ہے کہ اگر فوت وقت کا خوف ہو
اور خشک مٹی نہ پاوے تو اپنے کپڑے میں گیلی مٹی لگا دے پھر خشک ہونے کے بعد تیمم کرے
اور جو چیز زمین کی جنس سے نہیں ہے مثلاً کوئی پاک کپڑا یا بچھونا اسپر بھی تیمم جائز ہے اگر
اسپر اسقدر غبار ہو کہ ہاتھ مارنے سے اسکا اثر ظاہر ہو اور اگر مٹی اس چیز کے ساتھ ملجائے
جس سے تیمم جائز نہیں ہے تو غالب چیز کا اعتبار ہے جیسے سونا یا چاندی گلائی ہو تو اس پر تیمم جائز نہیں
لیکن اگر اسپر اسقدر غبار ہو کہ ہاتھ مار کے کھینچنے سے مٹی کا اثر ظاہر ہو تو تیمم جائز ہے اور
مٹی اگرچہ جلی ہوئی راکھ کے ساتھ ملجاوے پس اگر مٹی غالب ہے تو تیمم جائز ورنہ جائز نہیں ہے
بطور وضو کے اور کف دست کا مسح یہ کہ باطن اور ظاہر خاک پر مارنا اور خصوص مارنا ہاتھ
انگلیاں کھلی رکھنی اور آگے کھینچ لینا پھر پیچھے کھینچ لانا اور بقدر خاک پراگندہ ہو جانے کے
اپنے دونوں ہاتھ جھاڑنے اور انگوٹھی اور زیور کو ہلانا اور انگلیوں میں اور داڑھی میں
خلال کرنا اور پہلے داہنے پھر بائیں عضو پر مسح کرنا اور ترتیب اور پے درپے تیمم کرنا سنت ہے

یعنی افعال تیمم میں ہاتھ رکھ دیئے ہوئے ایک عضو خشک ہوجانے کے دیر نہ کرنی اور تیمم کرے
اگرچہ تیمم کرنے والا جنب ہو یا وہ حائض جب پاک ہوگئی ہو یا زچہ ہو اور قبل وقت کے تیمم کرنا
جائز بلکہ مستحب ہے اور ایک تیمم سے چند فرض وغیرہ پڑھنا جائز ہے اور جائز ہے تیمم کرنا اگر اس
عبادت کے فوت ہوجانے کا خوف ہو جسکا بدل نہیں پس تیمم جائز ہے نماز جنازہ کی کل تکبیریں
فوت ہوجانے کے خوف سے اور اگر فوت ہونیکا خوف نہو اسطرح پر کہ ایسا شخص نماز جنازہ کا
ولی ہو اور وہ جبکہ وضو کرنے جائیگا تو اسکا انتظار ہوگا تو اسکو تیمم جائز نہیں لیکن مردہ کے
ولی کو نماز جنازہ کے لیے تیمم جائز نہیں مطلقاً اور اگر معلوم کرے کہ وضو کرنے میں بعض تکبیریں
شریک ہوگا تو بھی تیمم جائز نہیں اسلیے کہ باقی کا ادا کرنا تنہا اسکو ممکن ہے اور اگر ایک جنازہ کی
نماز کے بعد دوسرا جنازہ لوگ لائے پس اگر اس تیمم کرنے والے کو درمیان ان دونوں کے
وضو کرنا ممکن ہو یا پانی ملنے اور فرصت پانے سے اور پھر یہ قدرت زائل ہوگئی تو پھر تیمم کرے
دوسری نماز جنازہ کے لیے بالاتفاق و اگر درمیان میں وضو پر قدرت نہوئی تو تیمم کا اعادہ نہیں
اسی قول پر فتوی ہے اور جائز ہے تیمم کل نماز عید کے فوت ہوجانے کے ڈر سے بسبب فراغت
کرنے امام کے یا زوال آفتاب کے اور اگر مقتدی وضو کرکے آئے نماز میں شریک تھا پھر وضو ٹوٹ گیا
پس اگر وضو کرکے کچھ نماز ملنے کی امید ہو تو تیمم نکرے و اگر امید نہو تو تیمم کرکے بنا کرے
اور بنا کرنے والا امام ہو یا غیر امام صحیح تر قول میں اور جب جائز ہونا تیمم کا خوف فوت پر
مدار ہوا تو تیمم جائز ہے سورج گہن اور اسی طرح چاند گہن کی نماز کے لیے اور موکدہ سنتوں کے لیے
اگرچہ فجر کی سنت ہو کہ وہ اگر ہو نقصان اسکے فوت ہونے سے بدون فرض کے پس اگر خوف ہو
کہ پانی کے پاس جانے تک سورج گہن تمام ہوچکے گا یا ظہر یا مغرب کا فرض ادا کرچکا اور وضو ٹوٹ گیا
اور پانی تک جانے میں وقت فوت ہوتا ہے تو تیمم کرکے اسے پڑھ لے یا پانی ایک میل سے کم ہو

خادم لینے گیا ہو لیکن اسکے آنے تک فقط وضو کرنے اور فرض پڑھنے کا وقت باقی رہیگا تو
تیمم کرکے سنت فجر پڑھے پھر جب پانی آوے تو وضو کرکے فرض ادا کرے اور اگر فرض کے ساتھ
سنت کے بھی فوت ہونے کا خوف ہو تو تیمم نہ کرے کیونکہ سنت کو فرض کے ساتھ قضا کریگا
اور جن نمازوں کا بدل ہے انکے فوت ہونے کے خوف سے تیمم نکرے اور بعضے کہتے ہیں کہ
تیمم کرے پس احتیاط زیادہ اسمین ہے کہ تیمم کرے اور نماز پڑھے پھر وضو کرکے اسکو قضا پڑھے
اور اگر ایک میل سے کم مسافت پر پانی ہونے کا ظن غالب ہو کسی علامت سے یا ایسا
آدمی مکلف متقی کے خبر دینے سے تو جس طرف پانی ہونے کا گمان ہو اسطرف اُسے تلاش کرنا
اسقدر شرط ہے کہ اسکے یا ساتھی کے نفس یا مال کے ضرر کا خوف نہو اور اگر پانی کے نزدیک ہونے کا
ظن غالب نہو یعنی شک ہو یا غیر قوی ظن ہو تو تلاش کرنا واجب نہیں بلکہ مندوب ہے
اگر امید نہو تو تلاش کرنا مندوب بھی نہیں اور اگر ظن غالب پانی ملنے کا ہو تو اسقدر تاخیر
کرنی مندوب ہے کہ اگر پانی نہ ملے تو وقت مکروہ کے قبل نماز ادا کر لینی ممکن ہو اگر اس شخص کے
اور پانی کے درمیان میں بقدر ایک میل کے مسافت ہو اور اگر نماز پڑھی اس شخص نے
جو آبادی میں نہیں اور بھول گیا پانی کو رحل میں اور رحل اس قسم سے ہے کہ اسمین کبھی بھولنا
چیز کے بھول جانے کی عادت ہے تو اسپر نماز کا اعادہ نہیں مگر پانی کے چُک جانے کا گمان کرکے
تیمم سے نماز پڑھے تو پانی دیکھکر نماز کا اعادہ کرے اور اگر اس پانی کو بھولا جو اسکی گردن
یا پیٹھ پر تھا یا اسکے سامنے تھا سواری کی حالت میں یا سواری کے پیچھے تھا جبکہ وہ
اسکا ہانکنے والا تھا یا کوئی شخص اپنا کپڑا بھولا اور برہنہ نماز پڑھی یا ناپاک کپڑے سے
یا نجاست کے ساتھ نماز پڑھی حالانکہ اسکے پاس وہ چیز ہے جس سے ازالہ نجاست ہو سکتا تھا
یا وضو کیا نجس پانی سے یا بے وضو نماز پڑھی پھر اسکو پانی یا کپڑا یا نجاست یا بے وضو ہونا

یاد آیا تو نماز پھیر پڑھے اور جو شخص نماز کے وقت مین موجود ہو اور اُسکے پاس پانی ہو تو اُس سے پانی مانگنا واجب ہے اگر دینے کا ظن غالب ہو ورنہ واجب نہین یہی توفیق مختار اور موجہ ہے پس اگر وہ نہ دے تو تیمم کرے وگر پانی کا مالک پانی نہ دے مگر بعوض اُس قیمت کے جو اُسقدر پانی کا معمول ہے اور وہ لازمی حاجتون سے زیادہ اُسکے پاس موجود ہے تو تیمم نکرے بلکہ پانی خرید کے اُس سے طہارت کرکے نماز پڑھے اور اگر وہ اسقدر مانگتا ہے جو اُس موضع مین پانی کی قیمت کرنے والون کی قیمت کرنے مین داخل نہین یا اُسکے پاس اُسقدر قیمت موجود نہین ہے تو تیمم کرے اور پانی مانگنے سے پہلے تیمم نکرے بنا بر ظاہر الروایۃ کے اور بنا بر اُسکے ڈول اور رسّی کا مانگنا واجب ہے اور ڈول اور رسی کے لیے انتظار کرنا مستحب ہے جب تک فوت وقت کا نہ خوف ہو اگر اُسکے مالک نے کہا کہ ٹھہر جا یہان تک کہ پانی بھر لون اور اگر کسی کے ملک مین پانی ہو اور طلب کرنے سے دینے کا ظن غالب ہو تو اُسکے غلبہ کے ساتھ نماز باطل ہو جاتی ہے پس پانی یا اُسکے نکالنے کا آلہ مانگے وگر نہ دینے کا ظن غالب یا دینے مین شک ہو تو نماز تمام کرکے مانگے اگر اُسنے دیا تو تیمم اور نماز باطل ہے گر نہ دیا یا انکار کے بعد دیا تو نماز تمام ہو گئی اور اگر کوئی شخص بند کیا گیا نجس مکان مین اور اُسکو ممکن نہین پاک مٹی تحانئی زمین یا دیوار کھود کے اور اُسی کے مانند وہ شخص ہے جو پانی اور مٹی پاک کرنے والی سے عاجز ہے بسبب بیماری کے تو واجب ہے کہ نمازیون کے مشابہ بنجائے اگر چہ بے وضو ہو یا جنب پس رکوع اور سجدہ کرے وگر مکان خشک نہ پائے تو نماز کا اشارہ کرے کھڑے ہو کے اور قراءت نکرے اور بسبب حقیقت مین نماز نہونے کے نیت بھی نکرے پھر جب پانی خواہ مٹی پائے تو سر نو سے نماز ادا کرے اور جسکے دونون ہاتھ اور دونون پاؤن کہنی اور ٹخنے سے کٹے ہوئے ہون وہ دوسرے شخص سے منہ اور موضع قطع کو دھلوا لے

اور بیکہ مسح کرائے واگر دوسرے شخص کو نہ پائے تو متیمم اور سر اور موضع قطع کو پانی پہنچے
واگر دھونے پر نہ قادر ہو تو متیمم اور موضع قطع کو مٹی میں مل لے اگر فرض کیے گئے دھونے کو
کچھ محل باقی نہ ہو تو تیمم بھی نہ کرے اور بدون طہارت کے نماز پڑھے اور نماز کا اعادہ نہ کرے
صحیح تر قول ہے اور اگر قیدی نے تیمم کے ساتھ نماز پڑھی پس اگر وہ قیدی مقیم ہے تو خطا صحیح
بعد نماز سر نو سے پڑھے واگر مسافر ہے تو نماز سر نو سے پڑھنی ضروری نہیں اور سبیل کا پانی
تیمم کرنے کا منع کرنے والا نہیں جب تک کہ وضو کے لیے بھی نہ معروف ہو واگر مشتبہ ہو
تو کثرت کا اعتبار ہے یعنی اگر کثرت ہوگا تو قرینہ سے معلوم ہوگا کہ وضو کے واسطے بھی ہے اور
جیسا کہ مثلاً ہیں ہو کہ فقط پینے کے لیے ہے تو اس سے وضو درست نہیں اگرچہ بکثرت ہے اور جو پانی
کہ پینے کے لیے وقف سبیل ہے اس سے پینا درست ہے اور جنابت والا مقدم اور لائق تر ہے
ساتھ پانی کے استعمال کرنے میں حائض اور بے وضو اور غسل میت سے اور اگر وہ پانی ان میں سے
کسی ایک شخص کا مملوک ہے تو وہی شخص مقدم ہے اور اگر وہ پانی تینوں میں مشترک ہے تو اسکا
صرف کرنا غسل میت کے واسطے لائق ہے اور تیمم کرنا جماعت کا ایک مکان سے جائز ہے اسلیے
مٹی مستعمل نہیں ہوتی حتیٰ کہ اگر تیمم کرنے والوں کے ہاتھوں کی مٹی ایک جگہ جمع ہو تو اس سے بھی
تیمم درست ہے مگر مستعمل ہے وہ مٹی جو بعد مسح کے عضو سے جدا ہوئی اور ناقض غسل کا غسل اور
وضو کے تیمم کا ناقض ہے اور ناقض وضو کا صرف وضو کے تیمم کا ناقض ہے اور جبکہ ناقض وضو سے
وضو کا تیمم ٹوٹتا ہے نہ جنابت کا تو اب وضو کرے اگر پانی بقدر وضو کے پاوے اور جو موزے
از جنابت سے پہلے طہارت کاملہ پر پہنے ہیں انکو اتار کے پانوں کو دھووے پھر وضو کے بعد موزوں پر
مسح کرتا رہے اور جب اسقدر پانی پر گذرے جو غسل کیواسطے کفایت کرتا ہے تو جنابت کا
تیمم بھی ٹوٹ جاویگا پھر تجاوز کرنے کے بعد جنابت کیواسطے دوسرا تیمم کرے پھر اسکے بعد

اگر وضو ٹوٹ جاوے اور پانی بقدر وضو کے پاوے تو وضو کرے اور موزون پر مسح نکرے
بلکہ اُنکو اوتارے اور پاؤن کو دھووے پھر موزے پہنے اور مسح کرتا رہے اور اگر جنبی ہے کہ اسکے پاس
اسقدر پانی ہو کہ اُسکے کچھ اعضا یا وضو کو کفایت کرتا ہو تو وہ تیمم کرے اعضا یا وضو کی طرف
اُسے صرف کرنا واجب نہین مگر جبکہ جنابت کا تیمم کیا پھر حدث واقع ہوا تو اب وضو کرنا
واجب ہے اور تیمم کو توڑتا ہے قادر ہونا پانی پر اگرچہ عین نماز مین کسی شخص نے اُسپر پانی
مباح کر دیا ہو اور قدرت اسقدر پانی کی ناقض ہے جو کافی ہو اُسکی طہارت کو اور اُسکی
حاجت سے زائد ہو مثلاً تشنگی سے اور آٹا گوندھنے اور نجاست مانع نماز کے دھونے سے
اور اُس عضو کے دھونے سے کہ غسل جنابت سے خشک رہا تھا اور مرتد ہوجانا ناقض
تیمم نہین یعنی اگر مسلمان نے تیمم کیا پھر وہ مرتد ہوگیا معاذ اللہ پھر توبہ کی تو تیمم باقی ہے اور
بسبب جسکے تیمم مباح ہوا تھا اُسکا زوال سابق کے تیمم کو باطل کرتا ہے اور ابتداے تیمم کو
منع کرتا ہے اور بنا بر قاعدہ مذکورہ کے اگر تیمم کیا ایک میل پانی کے دور ہونے سے پھر تیمم
کرنے والا پانی کی طرف چلا اور ایک میل سے کم فاصلہ ہوگیا تو تیمم ٹوٹ گیا اور اونگھتے شخص کا
گذرنا پانی پر تیمم کو نہین توڑتا ہے روایت صحیح ٹھہرائی گئی ہے امام سے پسندیدہ ہے فتوی
دینے کے واسطے اور اگر وضو کرنے والے کے اعضاء وضو شمار کی راہ سے اور غسل مین
پیمائش کی راہ سے آدھے سے زیادہ زخمی ہون تو تیمم کرے مگر اکثر صحیح اور اقل زخمی
یا دونون برابر ہون تو صحیح کو دھووے اور محل جراحت پر مسح کرے اگر اس سے زیادہ ضرر
نکرتا ہو ورنہ تو پٹی وغیرہ کے آدھے سے زیادہ پر مسح کرے ایکبار اور اگر دونون ہاتھ
زخمی ہون اور پاس ہے اُس شخص کے جو اُسکو وضو کرا دے تو تیمم نکرے ظاہر الروایۃ مین اور
اگر صحیح عضو کے دھونے سے زخمی عضو پر پانی پہونچتا ہو تو تیمم کرے اور جمع نکیا جاوے

تیمم اور دھونے مین آور جسکے سر مین ایسا سخت درد ہو کہ وضو کرنے مین مسح نہین کر سکتا تو اُس شخص سے مسح سر کی فرضیت وضو مین ساقط ہو وگر سر پر کھیا جون کی پٹی ہو تو اُسپر مسح واجب ہو آور اسی طرح اگر عذر ہو تو غسل مین سر کا دھونا ساقط ہو جاتا ہو پس سر پر اگر ضرر کرتا ہو تو سر کی پٹی پر مسح کرے اگر یہ بھی ضرر کرتا ہو تو دھونا اور مسح کرنا دونون بالکل ساقط ہین

**باب موزون پر مسح کرنے کے بیان مین** مسح موزہ رخصت ہو اور مسح کا واجب ہونا چاہیے اُس شخص پر جسکے پاس پانی نہین ہو مگر اسقدر کہ مسح کو کفایت کرے یا پانون کے دھونے مین ڈرے وقت نماز کے فوت ہونے سے یا ڈرے عرفات پر ٹھہرنے کے فوت ہونے سے یعنی اگر دونون قدم دھوتا ہو تو نماز کو پاتا ہو لیکن خوف کرتا ہو عرفات پر ٹھہرنے کے فوت ہونیکا وگر مسح کرتا ہو تو دونون کو پاتا ہو تو مسح کرنا واجب ہو اور موزے پر مسح کرنے کی رخصت ہو وضو کرنے والے کے لیے نہانے والے کے لیے نہین آور مسح موزہ کی تین شرطین ہین پہلی شرط ہونا موزے کا ڈھکنے والا اُس محل کا جسے وضو مین دھونا فرض ہو آور کشادہ منھ والے موزے کے اوپر سے پانون نظر آنا مضائقہ نہین پس اگر موزہ کسی جگہ پھٹا ہوا اور اُسکو کپڑے سے باندھے تو مسح کرنے کو کافی ہو اور دوسرین یعنی کفش اور ایسی چیز کے موزے ہونے جسمین پانی سرایت نکرے مثلاً پاتابہ وغیرہ اور محل مسح کا پشت قدم کے ساتھ مشغول ہونا پس اگر موزہ کشادہ اور لمبا ہو اور مسح کرے اُس موضع کا جو خالی ہو قدم سے تو مسح جائز نہوگا آور اگر اُسنے قدم کو خالی مقام مین کر دیا اور اُسپر مسح کیا تو جائز ہو پھر اگر وہان سے قدم کو ہٹا دے تو مسح کا اعادہ کرنا ضرور نہین آور موزے اُس چیز کے ہونے کہ اُنھین پہن کے اپنی عادت کے موافق ایک فرسخ پیادہ چلنا ممکن ہو اور صلاحیت اسقدر قطع مسافت کی بنفسہ موزہ مین ہو

اور مسح کرنے مین ہاتھ کی انگلیون کو کھولکے اُن سے خطوط بناوے پاؤن کی انگلیون کے
سرون سے پنڈلی کی جڑ تک اور ظاہر کرنا ان خطوط کا شرط نہین بلکہ مسح مین شرط اسقدر ہی
اور کیفیت مسح کی اسطرح ہی کہ داہنے ہاتھ کی انگلیان رکھے داہنے موزے کے سرے پر اور
بائین ہاتھ کی انگلیان رکھے بائین موزے کے سرے پر انگلیون کی طرف پھر وہان سے
انکو کھینچ لیجاوے ٹخنون کے اوپر پنڈلی کی جڑ تک ایک بار اور انگلیون کے ساتھ ہتھیلی بھی
رکھنی احسن ہی اور پہلے داہنے پھر بائین موزے پر مسح کرنا غیر مسنون ہی اور ہاتھ کے باطن سے
مسح کرنا مستحب ہی اور مسح فرض کا محل ظاہر دونون موزون کا ہی انگلیون کے سرون سے
وسط قدم تک اور پنڈلی کی جڑ تک سنت ہی اور جائز ہی مسح دونون جرموقون کے ظاہر پر
اور جرموق وہ ہی جو موزہ پر پہنا جاتا ہی اسکی حفاظت کے لیے سو اگر جرموق چمڑے اور
اسکے مانند کا ہی تو اسپر مسح جائز ہی خواہ اسکو تنہا پہنا ہو یا موزے پر یا پاؤن کے لپٹے ہوئے
کپڑے پر اور اگر جرموق کپڑے کا ہو اور تنہا اسکو پہنا ہو تو اسپر مسح جائز نہین اور اسی طرح
اگر اسکو موزے پر پہنا تو بھی جائز نہین مگر جبکہ تری اندر کے موزے پر پہونچے تو جائز ہی
اور جائز ہی مسح کرنا جرابون پر اگرچہ وہ سوت یا بال کی ہون بشرطیکہ ثخین ہون اور ثخین کی
تفسیر یہ ہی کہ انکو پہنکے تین کوس آدمی چلے اور وہ پنڈلی پر بے باندھے ہوئے آپ سے
ٹھہری رہین اور صلاحیت اسقدر مسافت کی نفسہ جرابون مین ہو اور اسکے اندر کی
چیز نظر نہ آوے اور اگر اُتار لے دونون جرموقون کو موزون پر سے تو مسح کرے دوسری بار
اپنے موزون پر اور اگر ایک جرموق اُتار لے تو مسح کرے موزہ پر اور دوسرے پاؤن کی
جرموق پر بھی اسلیے کہ ایک کے نکالنے سے دونون کا مسح جاتا رہا اور اپنا ہاتھ دونون
جرموقون کے اندر داخل کرکے اندر کے موزون پر مسح کرنا جائز نہین اور منعل جرابون پر

مسح جائز ہے بشرطیکہ ثخین ہون اور منعل وہ ہے جسکے نیچے چمڑا لگا ہو اور مجلد پر بھی مسح جائز ہے
ثخین ہون یا نہون اور مجلد وہ ہے جو چمڑے سے بالکل منڈھی ہون اور اگر ثخین نہون
تو ان پر جائز نہین اگرچہ منعل ہون اور جائز ہے بشرطیکہ مجلد ہون اور مسح کرنا ایک بار ہے یعنی
دو تین بار مسح کرنا خلاف سنت ہے اور مسح جائز ہے اگرچہ ہو محدث عورت یا خنثی اور مسح جائز ہے
اُس حالت مین کہ موزے یا جرموق یا جرابین پہنی گئی ہون طہارت پر اور وہ طہارت کامل ہو
اور کامل کی قید سے ناقص حقیقی یا ناقص معنوی خارج ہوگئی ناقص حقیقی چنانچہ وضو کرنے
والے کے سارے اعضا پر پانی نہ پہونچا کچھ خشک رہگیا اور ناقص معنوی چنانچہ
تیمم کرنے والے کی اور معذور کی طہارت اور موزہ پہننے کے وقت طہارت کامل ہونی
ضرور نہین بلکہ حدث کیوقت ضرور ہے پس اگر ایک پاؤ دونون پاؤن دھوکے موزے پہنے
پھر بقیہ وضو کرے تو بھی مسح جائز ہوگا لیکن اگر صرف پاؤن دھوکے موزے پہننے کے
بعد بقیہ وضو کرنے کے قبل حدث لاحق ہو تو پھر دھوکے طہارت کامل کرنی ضرور ہے اور
مدت اُسکے پہنے رہنے کی پہننے کے بعد اول وقت حدث سے مثلاً اول وقت مقیم کے
ایک شبانہ روز اور مسافر کو تین دن راتین ہین اور مسح کا فرض عملی ہاتھ کی تین چھوٹی کامل
انگلیون کے برابر ہے طول اور عرض مین ہر قدم سے نہ ہر موزے سے اور موضع مسح
پانی لگجانا اور اسی طرح گھاس پر چلنے سے شبنم لگجانی کفایت ہے پس اگر ایک قدم پر بقدر
چار انگلیون کے مسح کیا اور دوسرے پر بقدر دو انگلیون کے تو فرض ادا نہوگا اور جب
فرض بقدر تین انگلیون کے مسح ہوا تو ایک انگلی کو ایک بار تر کرکے بقدر تین انگلیون کے مسح کرنا
جائز نہین اور اگر ایک انگلی سے تین بار مسح کیا جدا جدا مقام پر اور ہر بار نیا پانی لیا تو جائز ہے
پس اگر ہاتھون کی انگلیون کے سرون سے مسح کیا اور انکی جڑون کو موزے سے جدا رکھا

تو مسح جائز نہوگا اگر یہ کہ انگلیون کے سرون سے اسقدر پانی ٹپکتا ہو کہ انکو رکھنے کیوقت بقدر
فرض کے موزہ تر ہوگیا تو اب مسح جائز ہی اور اگر پانی ٹپکتا نہیں ہی تو مسح جائز نہیں ہی
اور کسی شخص کا پانون کاٹا گیا پس اگر پشت قدم بقدر تین انگلیون کے باقی ہی تو موزون پر
مسح کرے اور اگر اسقدر باقی نہیں ہی تو دونون قدمون کو دھووے اگر دھونیکا محل باقی ہو
اور اگر یہ الستی ایک ہی پانون ہی یا ایک پانون اسقدر کاٹا گیا کہ نہ مسح کرنیکا محل باقی رہا
نہ دھونیکا تو ایک پانون کے موزے پر مسح کرے اور قدم کی چھوٹی پوری تین انگلیون کے
برابر پھٹا ہوا مانع ہی مسح کرنیکا اگر یہ کہ پھٹے ہوئے موزے پر دوسرا درست موزہ ہو یا
جرموق تو اسپر مسح کرے اسلیے کہ اعلی کا اعتبار ہی اسفل کا نہیں اور اگر انگلیون پر پھٹا ہو
تو مطلق تین انگلیون کا اعتبار ہوگا خواہ بڑی انگلیان ہون یا چھوٹی اور اگر نظر نہ پڑے
قدم اسقدر رقبہ مسح کا مانع ہی پیادہ چلنے مین زمین سے پانون اٹھانے کے وقت تو
مسح کا مانع نہیں اگرچہ بہت پھٹا ہوا اور قربانی کے دونون کانون کے سوراخون کے
جمع کرنے مین اختلاف ہی یعنی ایک قول یہ ہی کہ جمع کرینگے سو اگر ایک کان کی تہائی سے
زیادہ ہوینگے تو قربانی جائز نہوگی اور دوسرا قول یہ ہی کہ جمع نکرینگے مگر ایک کان کے
سوراخون مین موزے کے مانند اور جمع کرنے کو ترجیح دینا لائق ہی احتیاط کی راہ سے
باب عبادت مین اور مسح جائز ہی دونون موزون پر اس شرط سے کہ فرض مسح کا واقع ہو
پشت موزے کے محل درست پر دگر اس جگہ تھوڑا سا بھی پھٹا ہوگا تو مسح جائز نہوگا
اور اگر درست موزے پر مسح کیا پھر وہ اسقدر پھٹ گیا کہ اسپر مسح درست نہیں تو مسح
سابق ٹوٹ گیا اور اسکے بدلے مسح کا منع کرنے والا ہی اور کمتر سوراخ جو منع کیواسطے جمع
لیا جاتا ہی وہ ہی جسمین سے ٹاٹا کے سینے کا سوا داخل ہو اور وہ سوراخ جو اس سے کمتر ہو لائق

شمار کے نہین اور مسح کا توڑنے والا وہ ہے جو وضو کا توڑنے والا ہے اور مسح کا ناقض موزہ اوتارنا اگرچہ ایک ہی موزہ اوتارا گیا ہو اور مسح کی مدت گذر جانے سے مسح ٹوٹ جاتا ہے موزے اوتار کے پانون دھونا ضروری ہے اور اگر ظن غالب مین بسبب سردی وغیرہ کے ضرر کا خوف ہے تو موزہ اوتارنا ضروری نہین اُن پر مسح کیا کرے مانند مسح پٹی کے اور اس حالت مین اگر ایک بار اکثر موزہ پر مسح کریگا تو بھی صحیح ہوگا اسی پر فتوی ہے لیکن سارے موزے پر مسح کرنا افضل ہے اور پٹی کے مسح کے مانند اس مسح کی کوئی مدت نہین یعنی جب تک خوف باقی ہے مسح کرتا رہے اور اگر مسح کی مدت گذر گئی اور مسح کرنے والا نماز مین ہے اور پانی موجود نہین ہے تو اُسکا ہونا مسح کے ٹوٹنے کا مانع نہوگا یہی قول مناسب تر ہے روایت کی راہ سے اور راجح تر ہے فہم کی راہ سے پس شخص مذکور تیمم کرے اور نماز پڑھے جس طرح وہ شخص کہ اُسکے اعضاے وضو مین کچھ خشک باقی رہا اور پانی نہین ہے جو اُسکو دھووے تو اُسکو تیمم کرنا چاہیے اور موزہ اوتارنے کے بعد اور مسح کی مدت گذر جانے کے بعد اگر وضو نہو تو اُسکے ساتھ پانون بھی دھولے اور اگر وضو ہو تو کچھ واجب نہین قدم دھونے کے سوا اور نکلنا اور نکالنا آدھے قدم سے زیادہ کا شرعی موزے سے سارا موزہ نکال لنے کے حکم مین ہے صحیح تر قول یہی ہے اور قدم عبارت ہے ٹخنے سے انگلیون کے سرون تک اور شرعی موزہ بھی ٹخنے سے انگلیون کے سرون تک ہوتا ہے اور ایڑی موزے کے باہر نکل آنے سے مسح ٹوٹ جاتا ہے جبکہ اُسکا نکلنا موزہ اوتارنے کی نیت سے ہو لیکن جبکہ اُسکا نکلنا اپنے محل سے قصداً نہو بلکہ کشادگی سے یا اور کسی وجہ سے ہو تو مسح نہین ٹوٹتا اور موزہ کے اندر آدھے قدم سے زیادہ تر ہو جانے سے مسح ٹوٹ جاتا ہے بشرطیکہ قصداً اُسمین پانی

داخل کرے اور سب قدم پانی داخل ہونے سے مسح نہیں ٹوٹتا اگرچہ پانی زانو تک
پہونچا ہو اور یہی قول ظاہر تر ہے اور وقت نماز کا نکلجانا معذور کے مسح کا ناقض ہے اور
اگر مسح کیا وضو ٹوٹنے کے بعد پھر اُسنے سفر کیا ایک رات اور دن کے تمام ہو چلنے سے
پہلے تو وہ مسافر کے مسح کی مدت کو پوری کرے اسطرح پر کہ مجموع تین دن اور راتین
ہو جائین اور یہ مراد نہین کہ سر نو سے تین دن تک مسح کرتا ہے اور اگر مسافر مقیم ہو گیا
ایک رات دن کے بعد تو موزہ اوتارے اور پانون دھووے اور اگر ایک رات دن
نہین گذرا تو مقیم کی مدت کو پورا کرے اور مسح جبیرہ یعنی ٹکٹی کا اور زخم کے پھاہے کا
اور فصد اور محل داغ اور زخم کی پٹی وغیرہ کا حکم نفس عضو کے دھونے کے مانند ہے
یعنی بدل نہین پس مسح کرنا فرض ہوگا یعنی عملی اسی قول صاحبین کی طرف امام نے
آخر کو رجوع کیا اور اسی فرض ہونے پر فتوی ہے اور اس مسح کی مدت معین نہین اسواسطے
کہ وہ دھونے کے مانند ہے تا اینکہ مسح کرنے والا تندرستون کی امامت کرتا ہے کیونکہ
وہ صاحب عذر نہین اور اگر ایک جبیرہ کو بدل کے دوسرے جبیرہ کو باندھا یا جبیرہ گر گئی
تو دوسری بار مسح کرنا واجب نہین بلکہ مستحب ہے اور ایک پانون کی پٹی پر مسح کرنا
اور دوسرے پانون کو دھونا درست ہے اور ایک قدم کی جبیرہ پر سے موزے پر مسح کرنا
اور دوسرے قدم کی صرف جبیرہ پر مسح کرنا درست نہین اور اگر ایک پانون کی جبیرہ پر
مسح کیا اور دوسرے پانون کو دھویا پھر دونون قدم پر موزے پہنے پھر وضو ٹوٹا
تو دونون پر مسح کرنا جائز ہے اور مسح جبیرہ یعنی ٹکٹی کا صحیح ہے اگرچہ جبیرہ بدون وضو اور
دھونے کے باندھی گئی ہون اور محل شکستہ کا دھونا لازم ہے اور اگر سرد پانی سے
دھونا ضرر کرتا ہو تو گرم پانی سے دھونا چاہیے اور اگر گرم پانی سے بھی دھونا ضرر کرتا

تو مسح کرے اور اگر نفس عضو پر مسح کرنا بھی ضرر کرتا ہو تو اکثر عصابہ یعنی پٹی پر اور
گرہ کے پاس کی کشادگی پر مسح کافی ہے و گر مسح بھی ضرر کرتا ہے تو نہ دھونا لازم ہے نہ مسح کرنا
اور منجملہ ضرر کے یہ ہے کہ اس شخص کو خود پٹی کا باندھنا ممکن نہیں اور نہ اس شخص کو پاتا ہے
جو پٹی کو باندھے اور صحت کے بعد پٹی کا گر جانا مسح کو باطل کرتا ہے پس اگر صحت کے بعد
حالت نماز میں پٹی گر گئی تو نماز کو سرنو سے پڑھے اگر بدون صحت کے پٹی گر گئی تو مسح
باطل نہیں ہوتا بر خلاف مسح موزہ کے اور اسی طرح اگر صحت کے بعد نماز میں دوا گر گئی
یا پٹی کا محل اچھا ہو گیا تو نماز کو پھر شروع کرے اور صحت کے بعد پٹی گر جانے سے
اُس وقت مسح باطل ہوتا ہے جبکہ اُسکا کھولنا ضرر نکرتا ہو اور اگر مضر ہو اسطرح کہ گوشت سے
پٹی بہت چپکی ہو اور اُسکے جدا کرنے میں زخم کے تازہ ہو جانیکا احتمال ہو تو اس صورت میں
مسح باطل نہو گا اور مرد اور عورت اور محدث اور جنب جبیرہ اور اُسکے توابع پر
مسح کرنے میں برابر ہیں بالاتفاق اور توابع جبیرہ یہ ہے اور فصد کی پٹی اور محل داغ
اور وہ موضع صحیح ہے جو ضرورت کے سبب سے پٹی کے نیچے آگیا ہو اگر آنکھوں کے
مرض رمد کی دوا ہوتی ہو اور نہ دھونیکا حکم ہو تو وہ مثل جبیرہ کے ہے اور پوری پٹی پر
مسح کرنا اور مکرر مسح کرنا شرط نہیں صحیح تر قول میں تو پٹی پر ایکبار آدھے سے زیادہ پر
مسح کرنا کفایت اور اسی پر فتوی ہے اور اسی طرح پٹی کے مسح میں نیت شرط نہیں اور
صحیح تر قول یہ ہے کہ موزہ کے مسح میں بھی نیت شرط نہیں **باب حیض کے احکام
اور مسائل میں** بغیر ولادت اور بے بیماری کے عورت کے رحم سے جو خون آکے
فرج داخل کے کنارہ خارج پر ظاہر ہو جاوے وہ حیض ہے اگرچہ جاری نہو اور یہ اُسکا
رکن ہے اور حیض کی شرطوں میں ایک یہ ہے کہ ایام حیض کے بعد پہلے پندرہ دن پاک رہنا

اور دوسری شرط کم نہونا ہی حیض کا کمتر مدت حیض سے اور حیض کے ثابت ہونے کا زمانہ
نو برس کی عمر ہو اور حیض کے ثابت ہونے کا وقت خون حیض کے خارج ہونے سے ہی نہ
اسکے خارج ہونے سے عورت نماز کو ترک کرے اگرچہ اُسے نو برس کی عمر میں پہلی بار حیض
آیا ہو صحیح تر قول میں اور کمتر مدت حیض کے تین دن ہین تین راتون کے ساتھ خواہ
انھین دنون کی راتین ہون یا نہ اور اکثر مدت اسکی دس دن ہین دس راتون کے ساتھ
خواہ انھین دنون کی راتین ہون یا نہ اور جو خون کہ تین رات اور تین دن سے کم ہو اور جو
خون کہ اکثر مدت حیض سے یا اکثر مدت نفاس سے زائد ہو یا حیض اور نفاس کی عادت
مقررہ سے زیادہ ہو وہ استحاضہ یعنی بیماری کا خون ہو اور جو خون کہ نو برس سے کم عمر کی
لڑکی دیکھے بنا بر قول معتمد کے اور جو خون کہ آئسہ یعنی اتنی عمر والی عورت دیکھے کہ ویسی
عورت اس عمر مین حائض نہوتی ہو بنا بر ظاہر مذہب کے اور جو خون کہ حاملہ دیکھے یہ سب بھی
استحاضہ ہو اور دو حیض کے درمیان مین یا پوری مدت نفاس اور حیض کے درمیان مین
طہر یعنی پاکی کی کمتر مدت پندرہ دن اور انکی راتین ہین اور اُسکے اکثر کی حد نہین مگر
جبکہ اُسکا خون برابر بلا انقطاع جاری ہو جاے تو البتہ اکثر طہر کی حد مقرر کرنیکی
حاجت ہوگی اور مبتداہ یعنی جسے پہلی دفعہ حیض آیا اگر وہ دس روز کے اندر پاکی دیکھے
یا معتادہ یعنی جسکی پاکی اور حیض مقرر ہو اگر وہ عادت کے اندر پاکی دیکھے تو غسل و
نماز مین تاخیر فرض ہی جب نماز کا وقت مستحب کے فوت ہو جانے کا خوف ہو تب غسل کر
نماز ادا کرے وگر عادت کے موافق خون بند ہو تو نماز کے وقت مستحب تک تاخیر
مستحب ہو وگر دس روز کے بعد خون بند ہو تو تاخیر نکرے وگر دونون کو استحاضہ کا
خون ہمیشہ جاری ہو جائے تو مبتداہ دس روز کے بعد اور معتادہ عادت کے بعد غسل کر کے

پاکی کے دنون مین استنجا اور وضو کرکے نماز پڑھا کرے اور حیض کے ایام مین ترک کیا کرے
اور اگر ایام حیض کے عدد معتادہ بھول جائے یا مہینے مین دس روز معین تاریخ بھول جائے
تو وہ ضالہ ہے پھر جن دنون مین اُسے حیض کا ظن غالب ہو نماز نہ پڑھے اور جن دنون مین
ظن غالب ہو کہ مین پاک ہون یا تردد ہو کہ پاک ہون یا حائض ہوئی تو ہر وقت وضو
کرکے نماز پڑھا کرے اور جن ایام مین تردد ہو کہ مین حائض ہون یا پاک ہوئی تو ہر وقت
نماز مین غسل کرے اور نماز پڑھے پھر دوسرے وقت مین غسل کرے اور اسی نماز کو
اعادہ کرے قبل وقتیہ کے اور اسی طرح کیا کرے وقت مین ہر نماز کے اور واجبات
اور سنن موکدہ ادا کیا کرے اور اسمین بقدر فرض اور واجب کے قرآن پڑھا کرے اور
فرض کی آخر دو رکعتون مین صرف سورۂ فاتحہ پڑھا کرے اور مسجد مین بے ضرورت نجائے
اور قرآن کا مس نکرے اور روزہ نفل نرکھے اور سارے رمضان مین روزے رکھے
پھر بیس روزے قضا کرے اگر جانتی ہو شروع ہونا حیض کا اس بیماری سے پہلی رات کو
اور اگر ابتداے حیض دن سے جانتی ہو تو بائیس روزے قضا کرے اور طواف زیارت کرے
پھر دس دن کے بعد اسکا اعادہ کرے اور طواف الصدر یعنی رخصتی کے طواف کا اعادہ نہین
اور حیض کی مدت معتادہ مین جس رنگ کا خون دیکھے چنانچہ تیرہ یا خاکستری وہ حیض ہے
پس سرخ اور سیاہ اور زرد اور سبز بطریق اولی حیض ہوگا حیض کے منقطع ہونے تک
اور طہر متخلل یعنی دو خون کے درمیان کی پاکی بھی حیض ہے اس شرط سے کہ طہر شامل دونون
خون کے ہو یا کم ہو کم مدت حیض سے اگرچہ زیادہ ہو دونون خون سے پس اگر تین دن سے
زیادہ ہو تو حیض نہین لیکن دیکھینگے اگر اُسکے ہر ایک دونون جانب سے حیض کیا جانا ممکن ہے
تو سابق حیض ہے اور اگر ایک جانب مین ممکن ہے تو وہی حیض ہے اور دوسرا استحاضہ اگر کسی جانب مین

حکم نہیں تو کل استحاضہ ہے اور جائز نہیں شروع اور ختم ہونا حیض کا طہر کے ساتھ اور یہ قول امام محمد کا صحیح اور اسکی تصحیح صریح ہے اور اسی پر فتوی ملا ہے اور چالیس دن نفاس کے درمیان میں طہر متخلل فاصل نہیں نفاس ہے نزدیک امام ابی حنیفہ کے خواہ طہر پندرہ دن ہے یا کم یا زیادہ اور طہر متخلل کے دونوں طرف سے خون کا احاطہ کرنا شامل خون پورے کے ہے اور اسی پر فتوی ہے اور حیض منع کرتا ہے نماز پڑھنے کو مطلقاً یعنی خواہ رکوع و سجود والی نماز ہو خواہ بغیر رکوع والی اور منع کرتا ہے سجدہ شکر کرنے کو بھی اور منع کرتا ہے جماع کو اور اگر نماز یا روزہ نفل شروع کیا پھر وہ حائض ہو گئی تو نماز اور روزے کو قضا کرے اور اگر فرض ہو تو روزے کو قضا کرے اور نماز معاف ہے اور اگر عورت سوئی پاک اور جاگی حالت حیض میں تو ثبوت حیض کا حکم ہوگا جبسے کہ وہ اٹھی ہو اگر سوئی حائض اور جاگی طاہر تو اسکی طہارت کا حکم ہوگا سونے کے وقت سے اور حالت جنابت اور حیض میں مسجد میں جانا حلال نہیں اور مسجد کی قید سے عیدگاہ اور اسی طرح مقبرہ اور صوفیوں کی خانقاہ اور مدرسہ خارج ہے لیکن جب اہل مدرسہ لوگوں کو اسکے اندر نماز پڑھنے سے منع نکرتے ہوں تب وہ مدرسہ مسجد ہے پس اسمیں مسجد کے احکام رعایت کیے جائینگے اور فنائے مسجد حکم میں مسجد کے ہے اقتدا جائز ہونے میں اگرچہ صفیں نملی ہوئی ہوں اور داخل ہونے کے حرام ہونے میں مسجد کے حکم میں نہیں اور حائض اور جنب کو داخل ہونا مسجد کا حرام ہے اگرچہ ایک طرف سے دوسری طرف گذرنے کے لیے ہو مگر جائز ہے ضرورت کے سبب سے اسطرح پر کہ اسکے گھر کا دروازہ مسجد میں ہو اور سوائے مسجد کے نکلنا اسکو ممکن نہو اور دوسری طرف دروازہ نہیں کرسکتا اور اپنے گھر کے سوائے اور مکان کے رہنے پر قادر نہیں ہے اور اگر کسی شخص کو مسجد میں احتلام ہوا تو اگر مسجد سے جلد نکلے تو اسکو تیمم کرنا مستحب ہے اور اگر مسجد میں ٹھہر رہا

خوف کے سبب سے بدن کا خوف ہو یا مال کا تیمم کر لینا واجب ہے اور اس تیمم سے نماز پڑھے
نہ قرآن اور حائض اور جنب طواف نہ کرے اور حائض کی ناف کے نیچے سے آخر زانو تک
بدون شہوت کے بھی منع ہے قربت اور ران اور ہاتھ لگانا اگر کوئی چیز حائل نہ ہو پس اگر
کپڑا حائل ہو تو جائز ہے اگرچہ شہوت کے ساتھ ہو اور اسکو دیکھنا اور بقیہ جسم کے ساتھ
ہر فعل حلال ہے اگرچہ بے حائل اور شہوت کے ساتھ ہو اور حائض کا پکایا ہوا کھانا اور
اسکا چھوا ہوا پانی پینا مکروہ نہیں اور اسکے بچھونے سے علیحدہ رہنا لائق نہیں اور
جنب اور حائض کچھ بھی قرآن مجید نہ پڑھیں بنا بر قول مختار کے قرآن کا ارادہ کرکے
مگر کہ بات چھوٹی ایک آیہ تام سے کم دعا کے قصد سے یا کوئی کام شروع کرنے کے قصد سے
ممنوع نہیں اور ایک ایک کلمہ جدا جدا تعلیم کرنا حلال ہے صحیح تر قول میں اور بسم اللہ پڑھنا
بالاتفاق ممنوع نہیں اور اذکار کا پڑھنا مباح ہے مطلقاً لیکن مطلق تبرک کے لیے اور قبروں کی
زیارت اور عیدگاہ میں داخل ہونے کے لیے وضو کرنا مستحب ہے اور ترک اسکا خلاف اولی ہے
اور جنب اور حائض اور بے وضو کو مصحف کا چھونا جائز نہیں گو فارسی میں لکھا ہو
صحیح تر قول میں اور غیر مصحف میں قرآن کے مکتوب کو چھونا جائز نہیں اور کتب آسمانی میں
جہاں تحریف اور تبدیل واقع نہیں ہوئی اسکا مس بے طہارت مکروہ ہے اور کتب آسمانی کی
قرات کا حرام ہونا خاص کیا گیا ہے اسکے ساتھ جسمیں تبدیل اور تحریف نہیں ہوئی اور علیحدہ
غلاف کے ساتھ کہ مصحف پر چپکا نہیں مس مصحف حرام نہیں یا درم کی تھیلی کے ساتھ
اس درم کا چھونا جسپر آیہ لکھی ہے حرام نہیں اسی کا فتوی ہے اور الٹنا مصحف کے اوراق کا
لکڑی سے حلال ہے اور قرآن کا دیکھنا جنب اور حائض اور نفسا کو مکروہ نہیں اور جو کپڑا
جسم کا تابع ہو مثلاً آستین سے مصحف کا چھونا مکروہ تحریمی ہے یہی صحیح ہے اور آستین یا دو تہ

احتیاط ہے اور کتب تفسیر و فقہ میں موضع قرآن کا چھونا جائز نہیں اور اُسکے سوا کا
چھونا مکروہ ہے بلکہ وہ نہیں چھونا لڑکے بے وضو کا مصحف اور اُس تختی کو جسپر قرآن لکھا ہے
اور جو شخص جنب یا بے وضو قرآن لکھنا چاہتا ہے اگر اُسپر کاغذ وغیرہ کوئی چیز رکھے اور اُس حائل
چیز پر اپنا ہاتھ رکھ کے قرآن لکھے تو ابو یوسف کے نزدیک مکروہ تحریمی نہیں اور امام محمد کے نزدیک
مکروہ تنزیہی ہے اور اگر جنبی کھانے پینے کا یا دوبارہ جماع کا قصد کرے تو مستحب ہے کہ ہاتھ اور ستر
دھو لے اور خباثت دفع کرے اور کلی کرلے اور گاہے وضو کامل بھی کرلے اور ہاتھ دھونے
اور کلی کرنے کے قبل کھانا پینا جنب کو مکروہ ہے اور حالت حیض میں کراہت نہیں لیکن بعد
منقطع ہونے حیض کے اور جنب کو دوبارہ جماع کے لیے غسل کرنا ضروری نہیں بلکہ مستحب ہے
اگرچہ احتلام سے جنابت ہوئی ہو اور اگر اکثر مدت کے بعد حیض کا خون بند ہو تو بے غسل بھی
جماع درست ہے لیکن غسل کا انتظار مستحب ہے اور اگر تین رات دن سے کم مدت میں خون بند ہو
تو وضو کرے اور نماز پڑھے نماز کے آخر وقت میں اور اگر حیض منقطع ہوا اپنی اقل مدت کے بعد
پس اگر عادت سے کم مدت میں بند ہوا تو جماع حلال نہیں اگرچہ غسل کر چکی ہو اور عورت کو وہ
غسل کرے اور نماز پڑھے اور روزہ رکھے احتیاطاً اور آخر وقت تک غسل میں تاخیر کرنی
واجب ہے اور اگر کمتر مدت کے بعد عورت کی عادت پر حیض منقطع ہوا تو اُس سے جماع
حلال نہیں یہاں تک کہ غسل کرے یا آخر وقت نماز تک تاخیر کرے وجوباً یا تیمم کرے
بدلے غسل کے تیمم کی شرط کے موافق اور شرط یہ ہے کہ آب مطلق کافی کے استعمال سے
عاجز ہو اور وہ تیمم کامل ہو یعنی نماز کا مباح کرنے والا ہو لیکن تیمم کے بعد بدون نماز پڑھے
جماع اُسکا حلال نہیں یا خون بند ہو جانے کے بعد ایک نماز اُسکے ذمہ میں دین ہو جائے
اور اگر اسقدر زمانہ رات کا باقی ہے جسمیں حیض منقطع ہو جسمیں نہانا اور کپڑا پہننا ممکن ہو تو اُسپر

روزہ واجب ہے اور اگر وقت نماز تمام ہونے میں زمانہ بقدر غسل اور کپڑا پہننے اور تحریمہ کرنے کے
باقی رہے حیض منقطع ہو تو اُس وقت کی نماز اُسپر واجب ہے اور حائض سے جماع کرنے کا
اور وطی دبر کا حلال جاننے والا کافر نہیں یہی قول صحیح ہے اور اسی پر اعتماد ہے لیکن گناہ کبیرہ کا
مرتکب ہے بشرطیکہ اپنے اختیار سے ہو حرمت کو جان بوجھ کر پس اُسکے فاعل کو توبہ
و استغفار لازم ہے اور اگر مرد نے حائض سے جماع کیا اول خون میں حالانکہ خون سرخ ہے
تو ایک دینار و اگر انقطاع خون میں جماع کیا حالانکہ خون زرد ہو تو نصف دینار خیرات کرنا
اُسپر مندوب ہے و اگر اُسکی حرمت کو نہ جانتا ہو یا بے اختیار ہو کسی کے جبر کرنے سے یا نسیان کی
بھول کر جماع کیا ہو تو گناہ کبیرہ نہیں اور کیا عورت پر بھی خیرات کرنا مستحب ہے نسیا میں کہا
کہ ظاہرا عورت پر یہ حکم نہیں اور خون استحاضہ کا حکم نکسیر دائمی کے مانند ہے صوم و صلوٰۃ کا
مانع نہیں اگرچہ نماز نفل ہو اور جماع کا مانع نہیں اور حمل کی مدت اقل چھ مہینا اکثر دو برس
اور خواہ ثابت یا ٹکڑے ٹکڑے ہو کے آوے بچے سے زائد نکلنے کے بعد جو خون رحم سے نکلے
وہ نفاس ہے پس اگر عورت ولادت کے بعد خون نہ دیکھے تو بھی وہ زچہ ہے قول معتمد میں اور اُسپر
غسل واجب ہے احتیاطاً اور اگر عورت لڑکا جنے اپنی ناف سے اسطرح کہ ناف میں زخم تھا
وہ پھٹ گیا اور بچہ نکل پڑا پس اگر خون رحم سے جاری ہوا تو وہ زچہ ہے و اگر خون وہاں سے
جاری نہوا تو وہ عورت زچہ نہ ٹھہریگی اگرچہ اُس مولود پر احکام ولد کے ثابت ہونگے
اور نفاس کا حکم حیض کے مانند ہے ہر چیز میں سات چیزوں کے سوائے منجملہ اُنکے ایک یہ ہے
کہ اقل نفاس کی کچھ حد مقرر نہیں مگر جبکہ عدت کے لیے اُسکی طرف حاجت پڑے اور اکثر
چالیس دن ہیں اور جو خون کہ زائد ہے اکثر نفاس یعنی چالیس دن سے وہ استحاضہ ہے اگر
وہ عورت مبتداہ ہے یعنی پہلے پہل جنی ہے اور معتادہ یعنی جو عادت والی ہے اپنی عادت کی طرف پھیر دی جاویگی

مثلاً ایک دینا نفاس کا مقرر تھا اب پچاس دن خون نفاس جاری رہا تو زائد استحاضہ ہے اور
اسی طرح حائض کا حکم ہے یعنی اگر مبتداۃ کو دس دن سے زیادہ خون جاری رہا تو زائد استحاضہ ہے
اور عادت والی اپنی عادت کی طرف پھیری جاوے گی پس اگر خون نہ بند ہو گیا نفاس اور
حیض کی اکثر مدت پر یا پہلے اسکے تو سارا خون نفاس میں نفاس ہے اور حیض میں تمام
حیض ہے اگر ہر ایک نفاس اور حیض کے بعد پندرہ دن پاک رہی ہو ورنہ عادت کے
موافق نفاس اور حیض اور عادت سے زیادہ استحاضہ ہے اور عادت ثابت ہوتی ہے اور بدل
جاتی ہے ایک بار سے یہی قول پر فتوی ہے اور دو جڑوان بچوں کی ان کا نفاس پہلے بچے کے
پیدا ہونے سے ثابت ہوتا ہے اور توام وہ دو بچے ہیں جنکے درمیان میں آدھے برس سے
کم زمانہ ہے اور اسی طرح کا حکم تین بچوں کا ہے اور اگر پہلے اور دوسرے ولد میں اور دوسرے
اور تیسرے ولد میں نصف سال سے کم زمانہ ہو تو پہلے اور تیسرے ولد کے درمیان میں
نصف سال سے زیادہ زمانہ ہو جانے کا کچھ اعتبار نہیں صحیح تر قول میں اور جو خون
دوسرے ولد کے بعد آیا ہے پس اگر پہلا ولد پیدا ہونے کے بعد چالیس دن گذرنے کے
قبل دوسرا ولد پیدا ہوا اور خون آیا ہے تو وہ پہلے ولد کا نفاس ہے ولد اول کے پیدا ہونے سے
چالیس دن تک اور اسکے بعد استحاضہ ہے اور اگر پیٹ سے ایسا بچہ ناتمام خواہ آپ سے گر پڑا
یا گرایا گیا جسکی بعض خلقت ظاہر ہو گئی مثلاً ہاتھ یا پاؤن یا انگلی یا بال تو وہ بچہ ہے
حکم شرع میں پس عورت اسکے سبب سے نفاس والی ہو جائیگی اور اگر حمل ساقط میں
کچھ اعضا سے ظاہر نہو تو نفاس وغیرہ کا حکم اس سے متعلق نہیں اور اسکے بعد پورا طہر
یعنی پندرہ دن گذر کے جو خون دیکھا جاوے وہ حیض ہے اگر تین دن جاری رہے اور اگر
پورا طہر گذرا اور یہ خون تین دن تک جاری نہ رہا یا پورا طہر نہیں گذرا اور یہ خون تین دن

جاری رہا تو وہ خون استحاضہ ہے اور اگر حمل ساقط کا حال معلوم نہوا کہ اسکی بعض خلقت ظاہر
ہوئی یا نہیں مثلاً اندھیرے میں گرا دیا پھینک دیا گیا اور نہ حمل کے دنوں کا شمار دریافت ہوا
اور خون ہمیشہ جاری ہو گیا تو نماز کو چھوڑ دے اپنے حیض کے یقینی ایام میں اسکے بعد
نہا دے پھر نماز پڑھا کرے معذور کے مانند اور حد نہیں کی گئی ایاس کی یعنی ناامیدی
حیض کی پیری کی وجہ سے کسی مدت معین کے ساتھ بلکہ ایاس یہ ہے کہ عورت اتنی عمر کو
پہونچے کہ ویسی عورت کو اس عمر میں حیض نہ آتا ہو اور بعضوں نے کہا کہ ایاس کی مدت
پچاس برس کے ساتھ محدود ہے اور اسی قول پر اعتماد اور فتویٰ ہے اور مدت مذکورہ کے
بعد اگر خون دکھائی دے وہ حیض نہیں ظاہر مذہب میں مگر اس حالت میں کہ اسکا رنگ
سیاہ یا شدت سے سرخ ہو تو وہ حیض ہے اور بعد ایاس کے اس رنگ کا خون بھی
حیض ہے جسکے آنے کی قبل ایاس کے عادت رہی ہو اور جو شخص تمام ایک وقت نماز فرض میں
غیر طبعی وضو کے توڑنے والے عارضہ کے عارض ہونے سے اسقدر زمانہ خالی نہ پائے
کہ اسمیں وضو اور نماز ادا کرے وہ معذور ہے اور یہ کیفیت ہمیشہ رہنی شرط نہیں بلکہ جبکہ
ایک دفعہ ابتدا میں یہ حالت طاری ہو گئی بعد اسکے ہر ایک نماز کے وقت میں ایکبار بھی
وہ عارضہ عارض ہو جایا کرے وہ بھی معذور ہے اور زوال عذر کے لیے شرط ہے تمام ایک
وقت نماز فرض کے کسی جز میں نہ پایا جانا عذر کا اور حکم معذور کا طہارت کرنی ہے ہر نماز
فرض کے وقت میں اور اس طہارت سے وقت کے اندر نماز فرض و واجب نفل پڑھے
اور جبکہ نماز فرض کا وہ وقت نکلجاتا ہے تو بسبب عذر مذکور کے طہارت باطل ہو جاتی ہے
اور خروج وقت کی قید نے اسکا فائدہ دیا کہ اگر طلوع آفتاب کے بعد وضو کیا کو نماز عید
یا چاشت یا ضحی کا وضو ہو تو وضو باطل نہو گا مگر ظہر کا وقت خارج ہونے سے اور اگر وضو کرے

کپڑے یا جسم یا جاے نماز پر درم سے زیادہ نجاست لگ گئی تو اُسکو نہ دھونا جائز ہے اگر
نماز کے فراغت ہونے سے پہلے پھر کپڑا نجس ہوجاوے وگر فراغت ہونے کے پہلے
نہ نجس ہو تو دھونے کا ترک کرنا جائز نہین یہی قول پسندیدہ ہے فتوی دینے کے واسطے
اور اگر زمین پر پاک مکان نہین پاوے اگر اپنا کپڑا بچھاتا ہے تو اُسکے زخمون کی نجاست سے اُسکے
قبل تمام کرنے نماز کے نجس ہوجاتا ہے تو اُسکو کپڑا بچھانے کا ترک جائز ہے اور اگر کسی
مریض کا بچھونا بدلنے سے اگرچہ دوسرا نجس نہین ہوتا اگر اُسکا مرض بڑھتا ہے تو وہ اُسی پر نماز پڑھے
اور معذور کی طہارت باقی نہین رہتی وقت مین اگر دو شرطون سے ایک یہ کہ وضو کیا ہو
اپنے عذر کے سبب سے دوم یہ کہ اُسپر دوسرا حدث طاری نہوا ہو اور فرض ہے روکنا اپنے
عذر کا یا اُسکا کم کردینا جسقدر ہوسکے اگرچہ اشارہ کرکے نماز پڑھنے سے عذر ہو تو بھی
اور عذر کے روک دینے سے وہ شخص تندرست کا حکم پیدا کرے گا بخلاف حائض کے
کہ اگر وہ حیض کا سیلان روک دے تو وہ حائض ہی باقی رہیگی اور جس شخص کی ریح
جاری ہو وہ نماز نہ پڑھے پیچھے اُس شخص کے جسکا پیشاب نہین رکتا کیونکہ اُسمین ایک
حدث کا عذر ہے اور امام مین ایک حدث اور دوسرا نجاست کا عذر ہے باب نجاستون کے
احکام مین اور امام احمد نے ذکر کیا ہے اُسکا ملخص یہ ہے کہ حضرت عمرؓ پر پرنالے سے
کوئی چیز گری اُنکے رفیق نے پوچھا کہ تیرا پانی پاک ہے یا نجس آپ نے فرمایا کہ اے
پرنالے والے ہمکو کچھ نہ کہنا اور چلے گئے اور یہی حال ہے جب آدمی کے پاؤن یا
دامن مین رات کو کوئی چیز لگ جائے اور اُسکو معلوم نہو کہ کیا ہے تو اُسکو سونگھنا
اور پہچاننا واجب نہین اسواسطے کہ مکلف پر اسبابات کے جاننے کے بعد حکم مرتب ہوتے مین
اور پہلے معاف رہتے مین پس جو چیز اللہ تعالے نے معاف فرمائی اُسکی جستجو کرنی نہ چاہیے

تمام ہوا کلام ابن قیم کا لخصا بلاغ المبین فصل بیان پاکی نجاستون کے جائز ہے دور کرنا نجاست حقیقی کا پانی سے دھو کے اگرچہ پانی مستعمل ہو اسی کا فتوی دیا گیا اور جائز ہے اسکو دھونا اُس پاک چیز بہنے والی سے بھی جو نجاست کو زائل کرے اور نچوڑنے سے نچڑ جاوے جیسے عرق و دودھ اور تیل نجاست کو زائل کرنے والا نہین اور جس چیز مین مسام نہون مثلاً آئینہ و شمشیر و روغنی ظرف پر یا موزہ پر وہ نجاست نمودار ہو جسکی ذات خشک ہونے کے بعد مشاہدہ ہو ساتھ حس بصر کے اگرچہ غیر چیز کے ساتھ ملکر خشک ہونے کے بعد نظر آئے اُسکی ذات اور اثر کے زوال سے پاک ہو جاتا ہے اسی کا فتوی دیا جاتا ہے اور طہارت مین ضرر نہین کرتا باقی رہنا نجاست کے لازمی اثر کا مثلاً رنگ و بو جسکا زوال دشوار ہے اور ابوداود اور ابن ماجہ کی حدیث سے معلوم ہوا کہ جوتیان پہنکے نماز پڑھنی جائز ہے رسول خدا صلعم اور اُنکے قول اور فعل کے اعتبار سے اور اپنے داہنی اور بائین طرف اپنی جوتیان نہ رکھے مگر یہ کہ نہو اُسکے بائین طرف کوئی آدمی اور چاہیے کہ رکھے انکو درمیان دونون پانون اپنے کے یا نماز پڑھے انمین لخصا الخ۔ بلاغ المبین جوتی پہنکے نماز پڑھنے کے بیان مین اور مسلمان مکلف نہین اثر لازم کے دور کرنے مین گرم پانی یا صابون وغیرہ سے اور طہارت کا مخل نہین جیسے تیل کی چکنائی کا رہنا مگر مردار جانور کی چربی کی چکنائی مانع طہارت ہے کیونکہ عین نجاست ہے پس اُس سے چمڑے کو دباغت بھی نہ کیجیے اگر نجاست غیر نمودار ہو تو دھونے والے کے ظن غالب مین پاک ہونے تک دھو جانے سے پاک ہو جاتا ہے اسی کا فتوی ہے اور اگر اُسے وسوسہ ہو تو پاک ہونے کے لیے واجب ہے کہ تین بار اور مندوب ہے کہ سات بار دھوے اور اگر ممکن ہو تو ہر مرتبہ بقدر قوت دھونے والے اور اُس چیز کے زور کرکے نچوڑے اور مرتبہ آخر مین ایسا نچوڑے کہ اُس سے زائد فوت

ممکن ہو اور جو نچوڑ نہ سکے مثلاً بوریا پس اگر جانے کہ نجاست کے اجزا کو جذب نہیں کیا تو وہ فقط
نجاست کے زوال سے پاک ہو جاتا ہے اور جسمیں جذب ہوا ہے پہلے دھوے کا اعتقاد
توقف کرے کہ قطرے کا ٹپکنا موقوف ہو جائے پھر دھوے اسی قدر توقف کرے پس
سہ بار دھو جانے اور اسی قدر توقف کرنے کے بعد پاک ہو جاتا ہے اور یہ سب یعنی تین بار
دھونا اور نچوڑنا نچوڑنے والی چیزوں میں اور دھونا تین بار خشک کرنے کے ساتھ اسکے غیر میں
اسوقت ہے کہ دھویا جاوے طاس یا تغاری میں لیکن اگر حوض یا تالاب میں دھویا جاوے
یا اسپر بہت پانی ڈالا جائے یا اسپر پانی جاری ہو تو وہ پاک ہو جاتا ہے مطلقاً بلا شرط نچوڑنے
اور سکھلانے اور چند بار غوطہ دینے کے اور گننے کے جھوٹے برتن کو سات بار دھونا چاہیے
فتوی اسی پر ہے مسک الختام اور اگر استنجا کا پانی بہ گیا موزے کے نیچے اور اسکے اندر
داخل نہیں ہوا تو کچھ مضائقہ نہیں اور پاک ہو جاتا ہے موزہ اسکی تبعیت سے جیسے کوزہ
وغیرہ کا دستہ نجس ہاتھ سے پکڑا اور تین بار دھویا تو پاک ہو جاتا ہے اسکی تبعیت سے
وہ بھی اور تم میں سے جو کوئی جاگے تو چاہیے کہ ناک چھنکے تین بار کہ بیشک ساری رات میں
شیطان رہتا ہے انکی ناک کے نتھنے میں اور نہ ڈالے اپنا ہاتھ ظرف میں جب تک نہ دھولے
اسے تین بار کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ کہاں رہا ہاتھ اسکا رات میں مشکوۃ اور اگر تر کی گئی شراب
اس دیگ میں جسمیں گوشت ہے تو گوشت تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاتا ہے لیکن بعد جوش کے
امام ابی یوسف کا قول جو نہیں لیا جاتا یہ ہے کہ پاک ہو جاتا ہے آب طاہر میں تین بار جوش دینے اور ہر مرتبہ
خشک کرنے سے اور خشک کرنا اسکا ٹھنڈا کرنا ہے اور امام ابی حنیفہ کے نزدیک پاک نہیں ہوتا کبھی اور
اسی کے ساتھ فتوی ہے اسی طرح گیہوں تین بار جوش دینے اور خشک کرنے سے پاک
ہو جاتا ہے امام ابی یوسف کے نزدیک لیکن مفتی بہ قول امام کا آگے مذکور ہے اور اسی طرح اختلاف ہے

پاک ہونے اور نہونے مین تین بار دھونے اور خشک کرنے سے اس مُرغ کے جو پانی مین
ڈالا گیا پر اُکھاڑنے کے لیے پیٹ پھاڑنے سے پہلے پس بہتر یہ ہے کہ گرم پانی مین ڈالنے سے
پہلے اُسکے پیٹ سے آلائش کو نکال ڈالے اور محل ذبح مین جو خون کہ جما ہے دھو ڈالے اور
اسی طرح وہ گیہون جو شراب مین پکایا گیا مفتی بہ یہ کہ وہ کبھی پاک نہین ہوتا کبھی اسی طرح گوشت
مگر جب اُسمین سرکہ ڈال کے ٹھہر جائے کہ اُسمین کی کل شراب بھی سرکہ ہو جائے تب [illegible]
لیکن پیشاب مین جوش ہوا گیہون پاک نہین ہوتا کبھی اگرچہ وہ سرکہ مین پڑا رہے کیونکہ پیشاب کی
ذات بدل کے سرکہ نہین بنتا اور جو گیہون پیشاب مین بھیگا ہو وہ پانی مین تین بار دھویا جائے
اور سکھایا جائے اور سکھانے سے مراد اُسکی بھیگے ہونے کا زائل ہونا ہے ہر مرتبہ اور جو
آٹا شراب مین گوندھا گیا اور روٹی پکی وہ دھونے سے پاک نہین ہوتی لیکن اگر ٹکڑے ٹکڑے
کرکے سرکہ مین ڈالی جائے یہان تک کہ شراب کا اثر جاتا رہے تو پاک ہو جاتی ہے اور زمین
یا جو چیز اُسکے حکم مین ہو مثلاً اینٹین وغیرہ زمین مین جمی ہوئین یا گھاس زمین پر لگی ہوئی
خشک ہونے کے بعد اگر اُسپر کی نجاست کا اثر معلوم نہو تو وہ پاک ہو جاتی ہے اور اُسپر
طاعت درست ہے لیکن تیمم درست نہین اسواسطے کہ نماز کے لیے زمین کا فقط پاک ہونا
شرط ہے اور تیمم کے لیے پاک کرنے والی ہونی شرط ہے اسی طرح خشک ہونے سے پاک
ہو جاتی ہے وہ چیز جو زمین پر ثابت اور قائم ہے کیونکہ اس چیز نے زمین کے ساتھ متصل ہونے سے
حکم زمین کا پیدا کیا اور پھر زمین سے جدا ہونے یا تر ہونے سے نجاست عود نہین کرتی اور
اسی طرح جس چیز کی طہارت کا حکم کیا گیا بدون سائل چیز کے وہ تر ہونے سے
پھر نجس نہین ہوتی اور جو چیز زمین سے جدا ہے مثلاً کچی ہوئی اینٹ یا زینہ چوبی
وہ دھونے سے پاک ہوتا ہے اور اگر ارادہ ہو جلد زمین کے پاک کرنے کا تو اُسپر پانی بہاوے

تین مرتبہ اور ہر مرتبہ پاک کپڑے سے خشک کرے اور اسی طرح اسپر کثرت پانی بہانے سے
حتی کہ نجاست کا اثر نہ معلوم ہو زمین پاک ہوجاتی ہے اور اس دوسری صورت میں آیا غسالہ
یعنی دھوون اسکا نجس ہے یا پاک مختار یہ ہے کہ اگر بعد پاک ہونے جگہ کے اسکا غسالہ وہاں سے
جدا ہوا اور اسمین نجاست کا اثر نہ معلوم ہو تو پاک ہے اور اگر قبل پاک ہونے جگہ کے وہان سے
جدا ہو تو پلید ہے اور اگر زمین کو خشک ہونے کے قبل پاک کیا چاہیں تو جہان تک نجاست کا
اثر معلوم ہو کھرچ ڈالیں اور جس شراب میں کوئی نجس چیز نہ ملی ہو وہ سرکہ ہوجانے سے اور
سور نمکسار میں پڑ کے نمک بن جانے سے حلال ہوجاتا ہے اور بدایع میں شراب سے
سرکہ بنانے کے حکم میں لکھا ہے کہ شراب سے سرکہ بنانا درست نہیں اور جو چیز حلال ہے
اُس سے طاہر ہونا لازم ہے اور گدہا کنوئیں میں گر کے کالی مٹی ہو کے کیچڑ بنجانے سے
پاک ہوجاتی ہے اسی کا فتوی دیا جاتا ہے اور نجس تیل کا صابون بنانے سے پاک ہوجاتا ہے
اسی قول پر فتوی ہے بوجہ عموم بلوی یعنی اس سے بچاؤ دشوار ہے جیسے وہ تنور جسمیں نجس پانی سے
چھڑکا گیا اسمین روٹی پکانے کا ڈر نہیں چنانچہ نجس مٹی کا ظرف آگ میں پکنے کے بعد
پاک ہوجاتا ہے اگر اسمین نجاست کا اثر نہ معلوم ہو اور اسیمین داخل کی جائیں وہ چیزیں
جنکی حقیقت کا استحالہ ہوگیا ہو اور صحیح حکم ہے اور مجرد وصف کا استحالہ ہوجانے سے مثلاً
نجس دودھ کا پنیر بنانے سے حلال نہیں ہوتا اور گوہ وغیرہ جلجانے سے پاک ہوجاتا ہے
اور اس خاکستر پر نماز درست ہے یہ تیمم وغیرہ اور اسی میں ہے کہ پانی میں پڑنے سے نجس
کر لی ہے پس صحیح نہیں لیکن جو چیز طاہر ہے اُسکا حلال ہونا ضرور نہیں مثلاً اگر مٹی زمین کی
طاہر ہے مگر اُسے کھانا درست نہیں لیکن مختار یہ کہ اگر ضرر کرے تو کھانا روا نہیں اور جسقدر
ضرر نکرے چونکہ کھانا مضائقہ نہیں اور اگر کپڑے یا جسم میں محل نجاست مشتبہ ہوگیا تو تحری

یعنی بے فکر کیے بھی ایک طرف کے دھونے سے پاک ہو جاتا ہے لیکن تحری کرنے میں اور سارا دھونے میں احتیاط ہے اور یہی قول مختار ہے پھر اگر دھونے کے بعد اگرچہ نماز بھی پڑھ لی ہو معلوم ہوا کہ نجاست دوسری طرف ہے جو بے خبری میں دھویا تو دھو کے پھر اعادہ نہ کرے مگر صرف اُسی نماز کو سر نو سے پڑھے جس میں وہ مشغول تھا چنانچہ اگر گدھوں نے پیشاب کیا مثلاً اُس گیہوں پر جسکو اُس سے روندوا کے بھوسے سے جدا کرتے ہیں پھر بقدر نجس ہونے کے یا زیادہ صرف کیے گئے یا دھوئے گئے تو باقی گیہوں کہ رہ گئے ہیں دونوں حلال ہو جاتے ہیں بسبب احتمال باقی ہونے نجاست کے دوسرے میں لیکن جسکو اپنے حصے میں نجاست کا یقین ہو تو تعین پر عمل واجب ہے اور اگر نصف سے کمتر روئی نجس ہو جائے تو دھنکنے سے ساری پاک ہو جاتی ہے اور جمی ہوئی چیز پر جہاں تک نجاست کا اثر معلوم ہو چھیل کے دفع کر دینے سے حلال ہو جاتی ہے اور نہ کھانے کی چیز پاک ہو جاتی ہے لیکن اگر روغن بالکل نجس ہو تو اُسی قدر پانی ڈال کے جوش دے حتی کہ روغن اوپر تر آئے پس کسی چیز سے اُٹھا لے تو حلال ہو جاتا ہے اگر روغن سائل ہو تو اُسی قدر پانی اُسمیں ڈالنے اور حرکت دینے سے حلال ہو جاتا ہے اور اگر دودھ اور شیرۂ خرما اور شہد نجس میں اُسی قدر پانی ڈال کے جوش دے حتی کہ وہ عود کرے اپنی جگہ تک تو حلال ہو جاتا ہے اور معاف کی گئی نجاست غلیظہ مقدار بقدر درہم کے وزن میں کہ ساڑھے چار ماشہ ہے اور مقدار وہ ہے جو دیکھی جائے خشک ہونے کے بعد مثلاً گاڑھا خون یا وہ پیشاب جسکا رنگ نظر آئے خشک ہونے کے بعد اور معاف کی گئی نجاست غلیظہ مقدار ہتھیلی کے گڑھے برابر پیمائش میں اور غیر مقدار وہ ہے جو نہ دیکھی جائے خشک ہونے کے بعد مثلاً وہ خون یا وہ پیشاب جسکا رنگ نظر نہ آئے خشک ہونے کے بعد لیکن اسقدر بھی نجاست غلیظہ کا زوال مستحب ہے اور ترک اُسکا اشد مکروہ ہے گر اسقدر وزن اور پیمائش سے کم ہو

تو اسکا اُن مین زائل کرنا مستحب ہے اور ترک اسکا خلاف اولی ہے اگر معلوم ہو اور زائل کرنے پر
قدرت رکھتا ہو پس اگر نماز شروع کر چکا اور قدر درہم کے یا اُس سے کم نجاست اُسکے ساتھ
معلوم ہوئی تو اگر وقت مین وسعت ہو تو دھونا افضل ہے کہ پھر نماز پڑھے اگر جماعت فوت ہوتی ہو
یا اگر پانی مل سکتا ہو اور دوسری جماعت پا سکتا ہو تو بھی دھونا افضل ہے ورنہ الا نماز نہ توڑے
اور اگر وزن اور پیمائش مذکورہ سے نجاستین مذکورہ زیادہ ہون تو مانع نماز ہین اور انکا زائل کرنا
واجب ہے اور نجاست خفیفہ[۱] معاف ہے اگر کسی ایک عضو کے یا پارہ جامہ مثلاً آستین یا کلی
یا پردہ کے چہارم حصہ سے کم پیمائش مین لگی ہو اسی پر فتویٰ ہے اور نجاست کی مقدار مین
اعتبار نجاست لگنے کے وقت کا ہے یہی مختار اور اسی قول کے ساتھ فتویٰ دیا گیا پس اگر
نجاست لگنے کے وقت درہم سے زیادہ تھی پھر خشک ہو کے کم ہو گئی تو نماز کی منع کرنے
والی ہے اور معاف ہے پیشاب کی چھینٹین مثل سر سوئی کے اگرچہ پیشاب کی چھینٹ سوئی کی نوک کے برابر یا ناکے کی
طرف کے سر کے برابر ہو اگرچہ پانی کے لگانے سے پیشاب کی چھینٹین پھیل کے بڑھ جائین
یعنی عرض و طول مین حد سے زیادہ ہو جائین اور اُسکا اعتبار نہ ہونے کے سبب سے جسپر پڑی ہون
وہ موضع تھوڑے پانی کو بھی نجس نہین کرتا اگرچہ زیادہ اور بعض بعض سے مل گئی ہون لیکن
اگر پیشاب کی چھینٹ تھوڑے پانی مین پڑے گی تو اُسکو نجس کرے گی بشرطیکہ چھینٹ کا
اثر پانی پر ظاہر ہو اس طرح کہ گرنے کے وقت پانی مین فرجہ ہو جائے یا پانی ہلجائے ورنہ
اُسکا کچھ اعتبار نہین اور اگر پیشاب کی چھینٹین نمودار باہم مل گئین اور درم کے مقدار سے
زائد ہو گئین تو چاہیے کہ مانع نماز ہون اور اگر چھینٹین سوئی کے ناکے کی جانب کے سر سے
پڑی ہین تو متفرق جمع کیجائینگی پس اگر قدر درم سے زیادہ کو پہنچین گی تو مانع
نماز کی ہونگی اور خمر اور باقی شرابین نشہ لانے والی اور رگون کا لہو بہا ہوا اور ریح کے سوا

[۱] نجاست خفیفہ وہ ہے جسکی نجاست مین [illegible]

جن چیزون سے وضو ٹوٹے یا غسل واجب ہو اگرچہ اُس لڑکے کا پیشاب ہو جو نہین کھاتا اور
حرام گوشت جانور یا کا گوہ اور پیشاب نجاست غلیظہ ہے اور حکم منی کی نجاست کے بیان مین
لکھا ہے کہ انسان کی منی کو شافعیہ وغیرہ پاک اور امام مالک اور ابو حنیفہ وغیرہ نجس کہتے ہین
بلا تامل میں اور مذی کے بیان مین لکھا ہے کہ مذی نکلنے سے وضو کرنے کا حکم فرمایا
اور اگر کپڑے پر لگ جائے تو ایک چلو پانی اُس جگہ پر چھڑک دے بلاغ المبین ملخصا اور جو پرند
ہوا مین اُڑتا نہین مثلاً خانگی بط اور مرغ اُسکی بیٹ نجاست غلیظہ ہے اور نجاست خفیفہ
پانی کے لیے نجاست غلیظہ ہے اور جو پرند ہوا مین اُڑا کرتا ہے اگر اُسکا گوشت کھایا نہین جاتا
مثلاً باز اور چیل تو اُسکی بیٹ نجاست خفیفہ ہے لیکن کنوئین کو نجس نہین کرتی اور جو پرند
ہوا مین اُڑا کرتا ہے اور اُسکا گوشت کھایا جاتا ہے مثلاً کبوتر اور گنجشک اُسکی بیٹ پاک ہے
اور گوبر اور لید نجاست خفیفہ ہے لیکن محل ضرورت مین پاک ہے اور حلال گوشت چارپایہ کا
پیشاب نجاست خفیفہ ہے اور امام مالک اور احمد اور محمد اور بعض شافعیہ کے نزدیک پاک ہے
اور اسی قسم سے ہے گھوڑے کا پیشاب اور خون مچھلی کا پاک ہے صحیح مذہب مین کیونکہ وہ خون ہے
صورت مین نہ حقیقت مین اور چمگیدڑ کا پیشاب اور اُسکی بیٹ پاک ہے اور ظاہر روایت مین
چوہے کی مینگنی اور پیشاب اور بلی کا پیشاب نجس ہے لیکن ضرورت متحقق ہے بلی کے پیشاب مین
غیر مائعات مین جیسے کپڑے پس اُسکے لیے معاف ہونے پر فتوی ہے اور اسی طرح ضرورت
متحقق ہے چوہے کی مینگنی مین اگر وہ گیہون اور اُسکے مثل کے ساتھ پس جائے بشرطیکہ
اُسکا اثر معلوم نہو اور چوہے کا پیشاب پس اُسمین ضرورت متحقق نہین لیکن اُسکے
معاف ہونے پر فتوی ہے اور یہی صحیح تر ہے اور اگر مختلط ہو نجاست غلیظہ اور خفیفہ پس اگر
برابر یا زیادہ ہو غلیظہ تو سب غلیظہ ورنہ سب خفیفہ ہے اور اگر حمام مین نجاست جلائی گئی سے

دیوار وغیرہ تر ہو جاے تو اُسکے قطرے نجس نہین بسبب نہ بچ سکنے کی ضرورت کے جب تک نجاست کا اثر معلوم نہو اور نجاست کے دھوین سے جمع ہوا تو شاذ و نادر طاہر ہی اور اگر نجس کپڑا تغاری مین ہو اور اُسپر پانی ڈالا جاوے یا پانی تغاری مین ہو اور اُسمین نجس کپڑا پڑے تو پانی اپنے محل مین طاہر ہی ہان جب وہان سے جدا ہو تب اُسکے نجس ہونے کا حکم ہوگا اور محل نجاست پاک ہونے کے لیے اگر تغارہ وغیرہ اُسکے مانند مین دھووے تو بہتر یہ ہی کہ پہلے صرف نجس کپڑا تغارے مین رکھے پھر اُسپر پانی ڈال کے دھووے

**فصل ہی استنجا کے احکام مین** استنجا کے معنی قُبل اور دُبر سے زائل کرنا نجاست کا ہی اور استنجا سنت موکدہ ہی پتھر سے اور اگر نہ ملے تو اُس قسم کی پاک چیز سے جو کچھ قیمت نہ رکھتی ہو اور نجاست کی زائل کرنے والی ہو مثلاً ڈھیلا و اگر یہ بھی نہ ملے تو خاک[۱] سے کرے اور اُسکے مانند دوسری چیز سے بھی جائز ہی لیکن بے عذر ضرورت فقیر کے نزدیک مناسب ہی کہ بعد استنجا کے اُٹھنے سے پہلے موضع استنجا کو کپڑے سے پونچھ لے اور کپڑون کو آب مستعمل سے بچاوے اور استنجا سے مقصود زائل کرنا نجاست کا ہی اور یہ مسنون نہین کہ مرد جاڑے مین پہلا ڈھیلا پیچھے سے آگے لاوے اور دوسرا آگے سے پیچھے لیجاوے اور تیسرا اول کے مانند اور گرمی مین اسکے برعکس اور عورت ہر موسم مین اول پیچھے کی طرف سے آگے لاوے اور پیچھے کی طرف سے آگے لانا وغیرہ قول قاضی خان کا ہی اور زیلعی و رشمنی نے اسکو اختیار کیا ہی اور ڈھیلون سے استنجا کرنے کے بعد اگر محل حجاب ملے تو پانی سے استنجا کرنا سنت ہی ہر زمانہ مین اسی کا فتوی ہی حتی کہ اگر نماز مین ہو اور محل حجاب ملے تو دھووے اور صرف اسی نماز کو سر نو سے پڑھے جسمین تھا اور اگر محل حجاب نہ ملے تو ڈھیلون پر کفایت کرے اور واجب ہی محل استنجا کا دھونا اگر مخرج پر نجاست قدر درہم سے زیادہ ہو اور اگر درہم کے

[۱] وعن عبدالرحمن بن ابی لیلی قال رأیت عمر بن خطاب بال ثم مسح ذکرہ بالتراب ثم التفت الینا فقال ہکذا علمنا رواہ الطبرانی فی الاوسط وابو نعیم فی الحلیۃ فتح المنان فی ادا ب التخلی والاستنجی ۱۲ منہ

برابر ہو تو دھونا مستحب اور ترک اُسکا اشد مکروہ ہی وگر اُس سے کم ہو تو بھی دھونا مستحب اور ترک اُسکا خلاف اولی ہی اور اُس حیوان کی ہڈی سے جو ذبح کیا گیا اور گوبر اور گوشت سے اور کھانے کی اور محترم چیز سے اور جس سے منتفع ہوں اور حق غیر سے اور کلوخ کے جس طرف سے استنجا کیا ہو اور داہنے ہاتھ سے استنجا مکروہ ہی بشرطیکہ بائیں ہاتھ میں عذر نہو پھر اگر بایاں ہاتھ لُنجا ہو اور پانی جاری نہ پاوے اور نہ اُس شخص کو پاوے جس سے جماع حلال ہی کہ وہ اُسپر پانی ڈالے تو پانی سے استنجا ترک کرے اور اگر دونوں ہاتھ لُنجے ہوں تو استنجا بالکل ساقط ہو گیا یعنی ڈھیلے سے بھی اور پانی سے بھی اُس بیمار کے مانند جسنے نہ پایا اُس شخص کو استنجا کرا دینے کے جس سے جماع حلال ہی شامی میں تاتارخانیہ سے منقول ہی کہ اگر مرد مریض کی زوجہ نہو اور اُسکا بیٹا اور بھائی ہو اور وہ قادر ہو وضو کرنے پر تو وہ اُسے وضو کرا دے لیکن استنجا نہ کراوے کیونکہ اُسکی فرج کا مس درست نہیں اور استنجا اُس سے ساقط ہو گیا اور اگر عورت مریضہ کا زوج نہو اور وہ نہ قادر ہو وضو کرنے پر اور بیٹا اور بھائی ہو تو اُسے وضو کرا دے لیکن اُس سے استنجا ساقط ہو گیا اور پکی اینٹ اور ٹھیکری اور کانچ سے استنجا مکروہ ہی اگر مقعد کو ضرر پہونچنے کا یقین ہو ورنہ مکروہ تحریمی نہیں اور پیشاب کرنا کھڑے ہو کے یا لیٹ کے یا ننگے ہو کے مکروہ تنزیہی ہی بدون عذر کے اور بے عذر قبلہ کے سامنے بیٹھنا اور اُسکی طرف پشت کرنی بول و غائط کے لیے اگرچہ عمارت کے اندر ہو مکروہ تحریمی اور استنجا کرنے کے لیے مکروہ تنزیہی ہی اگر غافل ہو اور یاد آجاوے تو منحرف ہونا مستحب ہی اگر ممکن ہو پس اگر اُس جہت کی طرف سینہ پھیرا اور ذکر کو اُدھر سے پھیر کے پیشاب کیا تو مکروہ نہیں و اگر اُس جہت کی طرف سے سینہ پھیرا اور ذکر کو اُسی طرف پھیر کے پیشاب کیا تو مکروہ ہی اور دو آدمی کو پاخانہ میں برہنہ بیٹھنے اور باتیں کرنے والے پر خدا تعالی غضب میں آتا ہی

اور یہی حکم عورتون کو بھی ہے بلا غ المبین اور آیا لازم ہے تحری یعنی جہت عرصۂ کعبہ کو معلوم
کرنے مین قصد اور فکر کرنی اگر مشتبہ ہو اُس شخص پر جسنے نماز مین پس ظاہر یہ کہ یہان اور مکروہ
تحریمی ہے شخص بالغ کو پیشاب کرانا بچہ کا جہت قبلہ کی طرف کو اسلیے کہ بالغ کو بچہ کے ساتھ
ایسا فعل کرنا حرام ہے جو بچہ پر وقت بالغ ہونے کے حرام ہو مثلاً حریر یا زیور پہنانا بچہ کو
حرام ہے اور عین آفتاب اور ماہتاب کا سامنا اور اُسکی طرف پشت کرنی بول غائط کیلیے
مکروہ تنزیہی ہے اور بول و براز کرنا بند پانی مین مکروہ تحریمی اور آب جاری مین مکروہ تنزیہی ہے
لیکن اگر کشتی اور جہاز سے اترنا ممکن نہو تو مکروہ نہین اور بول و براز کرنا مکروہ تحریمی ہے
نہر یا کنوئین یا حوض یا چشمہ کے کنارے پر یا بار دار درخت کے نیچے یا کھیت مین یا جس
سایہ مین لوگ بیٹھتے ہون اور قبرستان مین اور مکروہ ہے بول و براز کرنا مسجد اور عیدگاہ کے
گرد مین اور چارپایون کے درمیان اور لوگون کی راہ مین اور ہوا کے مقابل اور سوراخ مین
جو پیشاب کے لیے مقرر نہو اور اُس جگہ مین جہان کوئی گذرتا ہو یا وہان بیٹھتا ہو اور
راہ یا قافلہ یا خیمہ کے برابر اور نشیب مین بیٹھکے بلند زمین کی طرف پیشاب کرنا اور
مکروہ ہے بول و براز کرنا وضو یا غسل کرنے کی جگہ مین اور مکروہ ہے بول و براز کرنے کی
حالت مین کلام کرنا اور بیت الخلا اور حمام مین اور حالت جماع مین اللہ تعالی کا
ذکر زبان سے نکرے اور دینیات مین فکر نکرے لیکن اُسکی قدرتون مین
فکر کسی حالت مین ترک نکرے اور خلا یعنی پانخانہ مین کا طریقہ یہ ہے کہ جسمین تعظیم کی چیز لکھی ہو
اگر وہ کیسہ مین نہو تو اپنے ساتھ نہ لیجاے اور عمامہ اوتار کے صرف ٹوپی سر پر رکھکے
بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِکَ مِنَ الۡخُبُثِ وَالۡخَبَائِثِ پڑھکے پہلے
بایان پاؤن اُسکے اندر رکھے اور بیٹھ جانے کے قریب ستر کھولے اور دونون پاؤن پھیلاکے

بائین پاؤن پر زور دیکے بیٹھے اور اذان کی اجابت نکرے اور سلام کا اور چھینکنے والے کی
تحمید کا جواب نہدے اگر خود چھینکے تب بے زبان ہلائے قلب مین تحمید کرے اور اُس چیز کی طرف
نہ دیکھے جو آگے یا پیچھے سے نکلا اور بے حاجت ستر اور آسمان کی طرف نہ دیکھے اور دیر تک نہ بیٹھے
اور کسی طرف زیادہ التفات اور بدن سے فعل عبث نکرے نہ بے عذر کھانسے اور نجاست مین
نہ تھوکے نہ ناک چھنکے بلکہ سر جھکائے ہوئے بیٹھا رہے اور فراغت ہونے کے بعد پہلے
آلہ کو نیچے سے حشفہ کی طرف کھینچے تب موسم سرما مین پہلا ڈھیلا پیچھے سے آگے لاوے
اور دوسرا آگے سے پیچھے لیجاوے اور تیسرا اول کے مانند اور گرمی مین اسکے بالعکس کرے
اور عورت ہر موسم مین اول پیچھے کی طرف سے آگے لاوے اور تین کلوخ کا شمار استنجا مین مستحب ہے
تب کھڑے ہوجانے کے قبل ستر کرے اور پہلے داہنا پاؤن باہر کرکے نکلے اور غفرانک
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّیْ مَا یُؤْذِیْنِیْ وَاَمْسَکَ عَلَیَّ مَا یَنْفَعُنِیْ کہے اور
حصن حصین مین ہے کہ جب بیت الخلا سے نکلے تب کہے غُفْرَانَکَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ
عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ اور بائین ہاتھ مین کلوخ لے کے استبرا کرے حتی کہ پیشاب کا اثر
منقطع ہوجانے کا یقین ہو جائے لیکن عورت فراغت ہونے کے بعد ایک ساعت لطیف
صبر کرکے استنجا کرے پس مرد ہو یا عورت پہلے دوسری جائین بار ہاتھ دھوئے اسکے بعد
ستر کھولکے پانی سے پاکیزگی حاصل کرے اسطرح کہ داہنے ہاتھ سے پانی کا ظرف اُٹھا
پانی ڈال ڈال کے بائین ہاتھ سے پیشاب نکلنے کی جگہ دھوئے پھر بائین ہاتھ سے مل مل کے
براز نکلنے کی جگہ دھوئے اور استنجا کے بعد علیحدہ دونون ہاتھ کا مٹی سے مل مل کے
دھونا سنت ہے اور یہی صحیح ہے اور طہارت مین شرط ہے دور کرنا عین نجاست اور بدبو کا
پس مخرج سے اسکا زائل ہونا معلوم ہوتا بظن غالب ہے اور ہاتھ سے بدبو کا دفع ہونا سونگھنے سے

[illegible]

فساد آجاتا ہو مگر جسکا بچنا واجب ہو اُسکے دفع کرنے سے معاف ہے اور اگر بند پانی مین گدھے کے
پیشاب کرنے سے چھینٹین اُسکے کپڑون پر آتی ہین تو حرج نہین ہے بسبب ضرورت کے کیونکہ وہ پیشاب کی ہین اور
جاری پانی مین کی چھینٹون مین اعتبار اثر کا ہے اور اگر گدھے کے پھینکنے سے چھینٹین اُسکے کپڑے پر
آوین تو قطعاً پانی کی ہین اگرچہ وہ جاری ہو یا بستہ لیکن قوت کے ساتھ پھینکنے کی وجہ سے اُن مین
احتمال نجاست کا ہے پس اعتبار اثر کا ہے اور نہر پانی سے مراد قلیل پانی ہے اور اگر پاک کپڑا لپیٹا گیا
نجس کپڑے مین تو نجس ہوا اگر اُسکی رطوبت یا اثر اُسمین ظاہر ہو ورنہ نجس نہین ہوا اور اگر
شراب گری سرکہ مین پس اگر ایک قطرہ گرا تو سرکہ کھانا حلال نہین مگر ایک ساعت کے بعد اور اگر
شراب کا کوزہ بھرا ہو تو وہ سرکہ فی الحال حلال ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ ایک قطرہ مین خمر ہونا جو بسبب
اُسکی ذات کے بدلنے پر دلیل لائے تو کچھ توقف کرنا چاہیے اور اگر کوزہ بھر شراب گری اور
اُسکا اثر باقی نہ رہا تو صاف معلوم ہو گیا کہ اُسکی ذات سرکہ کے ساتھ بدل گئی اور اگر
مردہ چوہا پایا گیا اسکے پیندے مین اور معلوم نہین کہ وہ کبسے پڑا ہے اگر کسی برتن یا کنوئین مین تو جسکا
اندازہ نہین معلوم ہوگا اور دیکھا اور پانی اور طعام کیا ایک متقی حلال کہتا ہے اور دوسرا متقی
حرام کہتا ہے تو وجہ کہ حرام سمجھنا چاہیے اور پانی اور طعام کو حلال اور تحری کرے یعنی سوچے پاک
کپڑے کے دریافت کرنے مین اُن کپڑون مین جو آدھے سے کم پاک ہین اور اگر نجس ہین جب
تحری سے ایک کپڑا پاک ٹھہرے تو اُسی مین نماز پڑھا کرے تحری توڑنی جائز نہین ہان
اگر دوسرے مین نجاست ظاہر ہو تو دوسرا کپڑا اسی کے اختیار کرے اور تحری کرے پانی کے
اُن ظروف مین جنمین آدھے سے زیادہ پاک ہین مگر آدھے سے کم پاک ہین تو سبکو نجس جانے
اگر پینے کی ضرورت ہے تو اول مین بھی تحری پر عمل کرے اور حرام ہے کھانا اُس گوشت کا جو سڑ گیا ہو
اور زہرہ اور پت اُسکے پیشاب کا حکم رکھتا ہے اور جگالی اُسکی سرگین کا حکم رکھتا ہے

گارے کے پانی اور مٹی میں ایک بھی نجس ہوگا تو گارا نجس ہوگا یہی قول صحیح اور مختار ہے
کیونکہ ملنے سے دونوں میں سے ایک کی بھی نجاست زائل نہیں ہوتی اور کسی سبب سے شرح
نجاست بظاہر الفتح نہیں اس سے لازم آتا ہے سب مرکبات کا پاک ہونا جبکہ اُنکے بعض مفردات
نجس ہوں حالانکہ یہ بظاہر الفساد ہے بخلاف گوبر کے جبکہ ملایا جائے مٹی میں لیپنے کا
تہیہ کرکے اسواسطے کہ اسمیں ضرورت ہے اسکی نجاست کے ساقط ہونے کی طرف اور قاضی
اور ذمی کے کپڑوں میں نماز درست ہے تاوقتیکہ اُنمیں نجاست کا یقین نہو اور ذمی کی نجاست
نماز مکروہ ہے شاید اسوجہ سے کہ وہ معتبر اور استنجا نہیں کرتے کتاب الصلوٰۃ پنجگانہ نماز
فرض عین ہے ہر مسلمان عاقل بالغ پر باجماع اہل اسلام اگرچہ وہ جب ہو دس برس کے لڑکے کو
ترک نماز پر مارنا ہاتھ سے تین بار ضرب متوسط سے لیکن اور روزہ نماز کے مانند ہے حکم کرنے اور مارنے میں
بنا بر صحیح قول کے اور نماز روزہ کی خصوصیت نہیں بلکہ کرنیکا حکم کیا جائے لڑکوں کو ہر حکم کا اور
جسکی ممانعت ہو اُس سے اُسے روکنا چاہیے اور نماز سے انکار کرنے والا مرتد کا حکم رکھتا ہے اور
نماز کا قصداً ترک کرنے والا سستی اور کاہلی کی راہ سے گنہگار ہے قید کیا جائے یہانتک کہ نماز پڑھے
اسی طرح شہر رمضان کا روزہ ترک کرنے والا واجب الحبس ہے اور اگر کافر نے نماز پڑھی جماعت سے
وقت میں امام کے پیچھے اپنی نماز کو پورا کرکے نہ فاسد کرکے یا وقت نماز میں اذان دی یا اسکا
یا چرند جانوروں کی زکوٰۃ ادا کرے مانند سجدہ تلاوت کرنے کے پاک ہوکے یا بہ نیت
کاملہ حج کیا یا قرآن پڑھا تو وہ ان افعال سے مسلمان ٹھہریگا نہ تنہا نماز پڑھنے سے اور نہ
اور اموال کی زکوٰۃ دینے سے اور نہ روزہ رکھنے سے اور نہ حج غیر کامل کرنے سے اور نماز خاص
بدن کی عبادت ہے پس اسمیں نیابت نہیں کسی طرح یعنی نہ جان کی نیابت جیسے حج نفل میں
دوسرے کو نائب کرنا ہر طرح درست ہے اور حج فرض میں بھی صحیح ہے بشرطیکہ عاجز ہو موت تک اور

نمازیں مال کی بھی نیابت نہیں جیسے روزہ دل میں درست ہے کہ شیخ فانی یعنی جسکی قوت
فنا ہو گئی ہو وہ فدیہ دے اور یہ عاجز ہونا بھی موت تک شرط ہے اور نماز ادا کرنے کا سبب وقت کا
وہ جز ہے جو نماز سے متصل ہو اور وقت نکل جانے کے بعد سارا وقت اسکا سبب ہے پس اگر
آخر وقت میں نماز ادا کیا تو یہی وقت سبب ہے اگرچہ وہ ناقص ہو جیسا کہ عصر میں آفتاب پر
زردی آنے کا وقت لیکن اس وقت میں صرف اسی دن کی نماز عصر ادا کرنی صحیح ہے کہ جب اگر
نماز پڑھے تو کراہت کے ساتھ پس وقت کے پچھلے جز میں واجب ہو گی نماز اس وقت کی پس میں ۱
ان دنوں اس مجنون اور غشی والے کے جسکا جنون و غشی پانچ نمازوں سے زیادہ رہی ہو
اور واجب ہو گی نماز حائض اور نفسا پر کہ دونوں اپنی اکثر مدت پر پاک ہو گئیں اور لڑکے پر
کہ وہ بالغ ہو گیا اور مرتد پر کہ مسلمان ہو گیا گو لڑکے اور مرتد نے اول وقت میں نماز پڑھی ہو
اور آخیر جز سے وہ جز مراد ہے جو اسلام وغیرہ اور آخیر وقت کے درمیان میں تحریمہ کی گنجائش
رکھتا ہو اور لفظ اللہ کے تحریمہ ہونے پر فتویٰ ہے اور اگر پانچ نمازوں سے کم جنون و غشی رہی
تو اس وقت کی بلکہ اسکے قبل کی بھی جو نمازیں فوت ہوئی ہوں اسپر واجب ہونگی گو باقی ہو
افاقہ اور اخیر وقت میں اسقدر گنجائش تحریمہ کے اور اگر حائض اور نفسا اکثر مدت سے کم میں
پاک ہو گئیں اور بعد طہارت کے وقت نماز تمام ہونے میں زمانہ زیادہ یا بقدر غسل اور کپڑا پہننے ۲
اور تحریمہ کرنے کے باقی ہے تو اس وقت کی نماز واجب ہو گی اور نہیں تو نہیں اور جب تک سطر نقطہ
اول سے نماز کا نہ معلوم ہو گا واجب ہونا ادا سے نماز کا موقوف رہیگا کنارہ آسمان میں
عرض سفیدی صبح صادق زیادہ پھیلنے والی کی ابتدا سے آفتاب کا کنارہ نکلنے تک نماز فجر کا
وقت ہے اور دوسرا آسمان سے آفتاب کے ڈھلنے سے ہر شی کا سایہ سوائے سایہ اصلی کے دو مثل
کامل ہونے تک نماز ظہر کا وقت ہے بعد اسکے نماز عصر کا وقت ہے اسوقت تک کہ دائرہ آفتاب کا

نظر ٹھہرنے لگے اور بعد غروب ہو جانے جرم آفتاب کے نماز مغرب کا وقت ہے اور کنارہ آسمان
سیاہ ہو جانے سے نماز عشاء اور وتر کا وقت ہے صبح تک لیکن نماز عشاء پر وتر کا مقدم کرنا
صحیح نہیں اور کسی نماز کا وقت نہ پانے والے پر بھی اُس وقت کی نماز کا پڑھنا فرض ہوتا ہے
مثلاً بلغار میں جاڑے کی گرمی میں کہ شفق سرخ کے غائب ہونے سے پہلے صبح طلوع ہو جاتی ہے
پس وہاں عشاء اور وتر کے لیے اندازہ کرے یعنی غروب آفتاب سے وقت عشاء تک
جتنی مدت گذرتی تھی اُسکے بعد پڑھے یا بلاد قریبہ پر قیاس کر لے اور ان دونوں کی
قضا کی نیت نہ کرے اسی کا فتویٰ ہے اور اسی طرح حدیث صحیح مسلم میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا اصحاب نے کہا کہ وہ زمین پر کس قدر ٹھہریگا فرمایا
چالیس دن ایک دن سال کے برابر اور ایک دن مہینے کے برابر اور ایک دن ہفتے کے برابر
اور باقی دن تمہارے دنوں کے مانند تھے اصحاب نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سو جو دن کہ سال کے برابر ہوگا اُس میں ہم کو ایک دن کی نماز کفایت کرے گی فرمایا نہیں
اُسکے واسطے اندازہ کر لینا اور مستحب ہے نماز فجر کو روشنی میں شروع اور ختم کرنا میں مختار ہے
اصطلاح کہ چالیس آیہ کو ترتیل کے ساتھ دونوں رکعتوں میں پڑھے اور بعد اسکے دوبارہ
ممکن ہو سر نو سے طہارت کرنی اور نماز پڑھنی پہلی حالت پر قبل طلوع آفتاب کے لیکن
حاجی کو مزدلفہ میں تاریکی میں نماز ادا کرنی افضل ہے اور مثل اول کے سایہ کو دو حصہ کر کے
ایام شتاء اور ربیع اور خریف میں نصف اول کامل ہونے کے قبل نماز ظہر اور جمعہ ادا کرنی
اور ایام صیف میں نصف آخر کامل ہونے کے قبل ادا کرنی مستحب ہے اور وقت عصر کو
دو حصہ کر کے نصف آخر میں اُس وقت تک نماز عصر پڑھ لینی مستحب ہے کہ قرص آفتاب پر
یعنی اُس پر نظر ٹھہرے صحیح تر قول میں اور نماز عصر کی تاخیر کرنی آفتاب کے متغیر ہونے تک

مکروہ ہے لیکن نماز عصر شروع کرکے پڑھنا آفتاب کے متغیر ہونے تک مکروہ نہین ہے اور ہمیشہ آفتاب کا
جرم غروب ہونے کے بعد ہی دو رکعت پڑھی جانے کے عرصہ مین نماز مغرب کا شروع کرنی
مستحب ہے اور اسقدر عرصہ کے بعد نماز پڑھنی مکروہ تنزیہی ہے اور جب کثرت سے ستارے
نکلین تب مکروہ تحریمی ہے اور رات کا پہلا تیسرا حصہ تمام ہونے کے قبل نماز عشا ابتدا کرنی
اور اُسی کے آخر مین تمام کرنی مستحب ہے اور نصف شب تک مباح اور اُسکے بعد صبح تک مکروہ
تنزیہی ہے اگر جماعت کا انتظار نہو اور تاخیر کرنا وتر کا آخر شب تک مستحب ہے اُسکو جو اُسوقت کے
جاگنے پر اعتماد رکھتا ہو ورنہ سونے سے پہلے پڑھنا افضل ہے اور رات کی ساری نمازون کے
بعد وتر کو ادا کرنا مستحب ہے اور ابر مین عصر اور عشا مستحب وقت کے کچھ قبل ادا کرنی اور باقی
نمازین یقینی وقت ہونے تک دیر کرکے ادا کرنی مستحب ہین اور شرط کی گئی ہے واسطے صحت
نماز کے داخل ہونا اُسکے وقت کا اور اعتقاد اُسکے داخل ہونیکا اور شرط کیا گیا ہے علم داخل ہونے مین
وقت نماز کے اور کافی ہے اسمین اذان ایک شخص کی یا خبر دینا اُسکا اگر عدل ہو یعنی بالغ
عاقل مسلم اوقات نماز کا عالم ایسا کہ اُسکے قول پر اعتماد کیا جائے ورنہ تحری کرے
اور ظن غالب پر عمل کرے اور اذان کا حکم نماز کے مانند ہے تعجیل اور تاخیر مین تفصیل سابق کے
موافق اور جرم آفتاب کا کنارہ نکلنے سے ایک نیزہ بلند ہونے تک اور نصف روز سے
آفتاب کے زوال تک اور آفتاب متغیر ہونے سے یعنی جب سے قرص آفتاب مین نظر ٹھہرنے لگے
غروب ہونے تک ہر زمانہ اور ہر مکان مین کوئی قسم نماز کی منعقد نہین ہوتی مگر نفل اور
نذر مقید یعنی جسکو اُسنے انہین اوقات مین ادا کرنے کی نذر کی ہو اور قضا اُس نفل کی
جسکو انہین اوقات مین توڑا ہو اور سجدہ اُس آیہ کا جو وقت کامل مین پڑھی گئی اور سجدہ
شکر کا اور سہو کا اور نماز اُس جنازہ کی جو حاضر ہوا ان وقتون سے پہلے اور عصر اُس دن کی

منعقد ہوتی ہے کراہت کے ساتھ اور اس عصر کی تاخیر اور ادا دونوں میں کراہت ہے پس اسکو
توڑنا اور وقت کامل میں قضا کرنا واجب ہے یہی ظاہر الروایۃ ہے مگر اُس دن کی نماز عصر کو توڑنا
اور اُسمیں سجدۂ سہو کرنا جائز نہیں اور اگر سہو کیا نماز صبح میں یا قضائے فائتہ میں بعد عصر
میں آفتاب طلوع ہوا یا سرخ ہوا بعد سلام کے تو ساقط ہوا اُس سے سجدۂ سہو کا اور اگر سجدۂ
تلاوت اور نماز جنازہ انھیں اوقات میں واجب ہوئی ہو تو نماز جنازہ میں تاخیر کرنی اور سجدہ کے
ادا میں تاخیر کرنی افضل ہے اور درمیان فجر اور طلوع جرم آفتاب کے اور بعد نماز عصر کے
اُس وقت تک کہ آفتاب پر نظر ٹھہرنے لگے تمام قسمیں نماز کی منعقد ہو جاتی ہیں لیکن قصداً نفل
اور واجب لغیرہ کراہت کے ساتھ منعقد ہوتی ہے حتیٰ کہ اگر بعد طلوع فجر کے کسی نفل کی
نیت کی تو وہ سنت فجر کی ہو جائیگی وگر تہجد کی نماز پڑھتا ہو اور ایک رکعت کے بعد فجر
طلوع ہو گئی تو افضل یہ ہے کہ دوسری رکعت پڑھے لیکن وہ نفل بعد فجر کے بدون قصد کے واقع ہونا
اور یہ نماز سنت فجر کے قائم مقام نہیں ہو سکتی صحیح تر قول میں اور واجب لغیرہ وہ ہے جو بندے
اپنے فعل سے اپنے اوپر واجب کر لیا ہو اور وہ سجدۂ سہو ہے لیکن یہ مکروہ نہیں مگر نماز نفل
اور واجب لغیرہ میں کہ جیسے ان دونوں وقتوں میں انکا فعل مکروہ ہے اُن میں سجدۂ سہو بھی
مکروہ ہے اور دو رکعتیں طواف کی اور جس نماز کو شروع کیا مستحب یا مکروہ وقت میں پھر اسکو
توڑ ڈالا اگرچہ فجر کی سنت ہو اور نذر مقید ہے پس اِن اوقات میں جو نمازیں کراہت کے ساتھ
منعقد ہوتی ہیں انھیں توڑنا اور وقت کامل میں قضا کرنا واجب ہے اور نماز مغرب کے قبل
صاحب ترتیب کی قضا سے فائتہ اور نماز جنازہ اور سجدۂ تلاوت بے کراہت جائز اور
مکروہ ہے نفل اور سجدۂ سہو کے سوائے واجب لغیرہ بسبب مکروہ ہونے تاخیر مغرب کے مگر تھوڑی
تاخیر مکروہ نہیں اور مکروہ ہے نفل اور سجدۂ سہو کے سوائے واجب لغیرہ وقت نکلنے امام کے

حجرہ سے خطبہ پڑھنے کے واسطے یا امام کے کھڑے ہونے کے وقت سے منبر پر چڑھنے کے لیے اگر امام کا حجرہ نہو آخر نماز تک اور اُسوقت نماز فائتہ بھی مکروہ ہی لیکن اگر اُسوقت صاحب ترتیب نماز فائتہ کو قضا کرے تو مکروہ نہین اور نماز فرض کی اقامت کے وقت نفل مکروہ ہی مگر سنت فجر کی مکروہ نہین اگر فوت جماعت کا نہ خوف ہو دگر حصول جماعت اُسکی التحیات پاجانے سے بھی نہوتا ہو تو سنتون کو ترک کرے اصل سے یعنی اُنکو قضا بھی نکرے اور وقت مستحب تنگ ہونے کے وقت غیر وقتیہ مکروہ ہی اور مکروہ ہی نفل نماز عیدین سے پہلے ہر طرح یعنی مسجد مین بھی اور گھر مین بھی اور بعد نماز عیدین کے مسجد مین نفل مکروہ ہی گھر مین مکروہ نہین صحیح تر قول مین اور مکروہ ہی نفل مابین اُن دو دو نمازون کے جو ملائی جاتی ہین عرفات پر اور مزدلفہ پر اور اسی طرح نفل مکروہ ہی عرفات کی دو نمازون کے بعد اور مکروہ ہی نماز بول و براز یا قضا بول یا قضا براز یا ریح کے ضبط کرنے کے وقت اور نماز مکروہ ہی اُس کھانے کے حاضر ہونے کے وقت جسکی طرف نمازی کا دل مشتاق ہو وگر اُسکی طرف طبیعت حریص نہ ہو تو مکروہ نہین اور طعام کے مانند ہر ایسا وہ چیز ہی جو حضور دل کی مانع ہو اور اوقات مذکورہ کے مانند نماز مکروہ ہی چند مکانون مین چنانچہ کعبہ معظمہ پر اور راہ مین بدون سُترہ کے اور جہان جانور ذبح ہوتے ہین اور قبرستان مین اور مضائقہ نہین نماز کا اگر اُسمین کوئی موضع نماز کے لیے قرار دیا گیا ہو اور اُسمین نجاست نہو نہ قبلہ اُسکا قبر کی طرف ہو اور غسل خانہ مین اور حمام مین اور کفار کی عبادتگاہ مین اور نالے کے اندر اور جہان چوپائے بیٹھتے ہین و گر وہ جگہ پاک ہو تو اُنکی حالت غیبت مین مکروہ نہین اور پائخانے کی اور اُسکی چھت پر اور چھینی ہوئی زمین مین اور بے اذن بیگانی زمین مین اگرچہ چھینی ہوئی نہو بشرطیکہ بوئی جوتی ہو اور مکروہ ہی سونا نماز عشا سے پہلے اگر اُسکو نماز کے لیے جاگنے کا

اعتماد نہو اور نماز عشا کے بعد بے حاجت کلام دنیا مکروہ ہے اور مکروہ ہے کلام دنیا کرنا بعد طلوع فجر کے نماز فجر کی ادا کرنے تک اور بقول بعض طلوع آفتاب تک اور ایسا ہی ادو نیزہ آفتاب بلند ہونے تک اور جمع فعلی یعنی پہلی نماز مثلاً ظہر مین تاخیر کرنی اور دوسری نماز مثلاً عصر مین تعجیل کرنی جائز ہے اور جمع وقتی جائز نہین اگرچہ سفر اور بارش کا عذر ہو پس اگر دو فرضون کو جمع کیا ایک وقت مین تو وہ فرض فاسد ہے جسکو اُسکے وقت پر مقدم کیا مثلاً اگر ظہر کے وقت مین نماز عصر پڑھی تو نماز عصر فاسد ہے اور فرض کی تاخیر وقت سے مثلاً مغرب کو عشا کے ساتھ ملا کے پڑھنا حرام ہے اگرچہ تاخیر سے نماز فرض صحیح ہوتی ہے بطریق قضا کے مگر حاجی کو جمع کرنا ظہر اور عصر کا عرفات پر وقت ظہر مین اور مغرب اور عشا کا جمع کرنا مزدلفہ پر وقت عشا مین ثابت ہے اور کچھ مضائقہ نہین دوسرے امام کی تقلید کرنی ضرورت کے وقت مثلاً سفر کی ضرورت سے جمع بین الصلوتین مین شافعی کی تقلید کرنی جائز ہے خصوصاً سفر حجاز مین کہ وہان اہل قافلہ ٹھہرتے نہین اور تنہا رہنے مین جان و مال کا خوف ہے اور طحطاوی اور شامی نے کہا کہ اس سے معلوم ہوا کہ بے ضرورت کے تقلید جائز نہین اور یہ ایک قول ہے مذہب مین اور دوسرا قول یہ ہے کہ جائز ہے مطلقاً اگرچہ بے ضرورت ہو گو کہ بعد وقوع اور نزول کے ہو لیکن تقلید مین شروط یہ ہین کہ لازم کر لے سب اُن احکام کو جنکو اس عمل کیواسطے اُس امام نے واجب ٹھہرایا ہے کیونکہ خطبہ مین ذکر کر چکے کہ حکم تلفیق یعنی جو حکم چند مذہب سے مخلوط ہے باطل ہے بالاجماع پس جمع بین الصلوتین مین امام شافعی کے احکام یہ ہین کہ اگر جمع تقدیم ہے تو اُسمین شرط ہے پہلی نماز کی تقدیم اور جمع کی نیت کر لینی پہلی نماز کے فارغ ہونے سے پہلے اور دونون نمازون مین اسقدر جدائی کہ جسکو عرف مین جدائی جانتے ہون اور جمع تاخیر مین صرف یہی شرط ہے کہ نیت کرے

جمع کرنے کی دو نمازون مین یا نماز کے وقت کے خارج ہونے سے پہلے اور جمع تقدیم و تعجیل اگر
مسافر کو منزل پر اور جمع تاخیر بہتر و چلنے کی حالت مین اور پڑھے سورۂ فاتحہ نماز مین گو
مقتدی ہو اور اعادہ کرے وضو کا مس فرج سے و تمیز نیک شروط اور ارکان سے
جو متعلق اس فصل سے ہو باب اذان کے بیان مین اذان شریعت مین
نماز کے لیے خبردار کرنا ہو اور یہ طریقہ خاص کے ساتھ چند الفاظ مین ترتیب دیے گئے کے
اور اذان کی یہ تعریف قضا کی اذان کو اور خطبہ کے سامنے کی اذان کو بھی شامل ہو اور الفاظ
معین کی قید سے یہ اشارہ ہوا کہ دوسری زبان مین اذان درست نہین گو لوگ جانتے ہین
کہ اذان ہوتی ہو اور جس سبب کے حادث ہونے سے اذان سر نو سے کہنی پڑے
وہ داخل ہونا وقت نماز کا ہو اور مردون کے لیے محلہ کے موذن کو اونچے مکان پر
اذان کہنی سنت موکدہ کفایہ ہو فرائض پنجگانہ کے لیے انکے اوقات مین اور جو شخص
اذان کہے اپنے نفس کے لیے یا جماعت حاضرین کے لیے تو اسکے لیے مکان عالی ہونا
سنت نہین اور اگر کل یا بعض اذان قبل وقت کے واقع ہو تو سر نو سے کہے اقامت کے
مانند اور اگر امام حاضر ہوا اقامت کے بعد ایک ساعت کے اور اسنے سنت فجر پڑھی
تو اقامت کو دوسری بار کہنا واجب نہین لیکن اگر اقامت اور نماز مین بہت زیادہ ہو جائے
یا پایا جائے وہ عمل جو قطع اور جدا کرنے والا ہو درمیان اقامت اور نماز کے مثلاً کھانا تو اقامت
سر نو سے کہنی مستحب ہو اور اذان سنت ہو چار بار اللہ اکبر کہنے کے ساتھ شروع اذان مین
اسطرح کہ ایک آواز مین دو بار اور دوسری آواز مین بھی دو بار یعنی چار آوازون سے چارون
تکبیر کو جدا جدا نہ کہے اور اذان مین ترجیع مکروہ تنزیہی ہو اور ترجیع یہ ہو کہ شہادتین کو پہلے آہستہ
پھر بلند آواز سے کہے اور اذان مین لحن نہین اور لحن یہ ہو کہ حروف کے ادا مین اور حرکات

اور سکنات مین کمی اور بیشی واقع ہو اور بغیر متغیر کرنے کلمات اور حرکات اور سکنات کے
تحسین صوت مطلوب اور خوب ہے اذان اور قرآن مین اور اذان مین دو دو کلمہ کے
درمیان مین بقدر اجابت کے سکوت سنت ہے اور سکتہ نکرنے سے اذان کا اعادہ مستحب ہے
اور اگر سوار ہو تو ترک استقبال قبلہ مکروہ نہین ہے اور اذان مین صرف منھ پھیرے داہنے اور بائین
حی علی الصلاح اور حی علی الفلاح کہنے کے ساتھ اور اسی طرح اقامت مین التفات کرے
ہر حال مین اور التفات مذکور ترک نکرے اگرچہ مؤذن تنہا ہو یا بچہ ہونے کے وقت
اذان کہتا ہو اسواسطے کہ التفات اذان کی سنت ہے ہر طرح اور مؤذن گردش کرے
اذان کے منارہ مین اگر وہ کشادہ ہو اور اپنا سر اسکے طاقچے سے نکالے لوگون کے
خبردار کرنے کو اور اذان کہنے مین دو انگلیان دونون کانون مین رکھنی احسن ہے اور اذان
جتنے جملے مین سب کے آخر حرف پر وقف کرے حرکت نہ دے لیکن اول اور تیسرے اور پانچوین
لفظ اکبر کے رے کو چاہے ساکن ادا کرے چاہے فتحہ کے ساتھ آگے کے لفظ مین
ملا دے یہ کہ پیش سے ملا دیگا تو خلاف سنت ہوگا اور اگر اذان سننے والے کو کوئی امر
مانع نہو تو اذان کی اجابت فعلی یعنی مسجد مین پہلی جماعت قائم کرنے کے لیے جانا واجب
اور اُس طرف مخاطب ہو کے پست آواز سے اجابت قولی مستحب ہے اور سننے والا اذان کا
جواب دے اگرچہ وہ جنب ہو اور نہ جواب دے حائض اور نفسا اور سننے والا کسی خطبہ کا اور
نہ جواب دے نماز مین گو نماز جنازہ ہو اور حالت مجامعت مین اور بیت الخلا مین اور فقہ
پڑھنے اور پڑھانے مین اور کھانے مین برخلاف قرآن کے یعنی اگر سننے والا قرآن پڑھتا
پڑھاتا ہو تو موقوف کرکے اذان کا جواب دے یعنی پہلے ہر چار اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور ہر ایک
دونون اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور ہر ایک دونون اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ
(اللہ بہت بڑا ہے) (جانتا اور بیان کرتا ہوں مین یہ کہ نہین کوئی معبود سوا اللہ کے) (گواہ ہوں مین اسکا کہ محمد رسول خدا کے ہین)

اور ہر چار حیعلہ یعنی ہر ایک دونون حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور ہر ایک دونون
آؤ طرف نماز کے سننے پر ۱۲
حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ سننے کے بعد یہی کلمات کہے لیکن ہر ایک حیعلہ سننے کے بعد
آؤ تم مراد ملنے پر ۱۲
اجابت مین حیعلہ کی جگہ حوقلہ یعنی لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ بھی کہے اور ہر ایک دونون
نہین ہو سکتا پھرنا گناہ سے کرساتھ بچانے اللہ کے اور نہین قوت طاعت پر مگر ساتھ
اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور ایک لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سننے کے بعد یہی کلمات کہے پھر اجابت کے
متصل درود پڑھے پھر دعاے وسیلہ کرے اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ
وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ
مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ اور وقت فجر مین فلاح کے بعد ہر ایک دونون
اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ سننے کے بعد صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ کہکے اجابت کرنی
نماز بہتر ہے نیند سے ۱۲ سچ کہا تو نے اور صاحب خیر کثیر کا ہوا ۱۲
مندوب ہے اور اقامت کا جواب دینا زبان سے مستحب ہے اذان کے مانند اور قد قامت الصلوۃ
سننے کے بعد اَقَامَھَا اللّٰہُ وَاَدَامَھَا کہے اور اگر سننے والے نے مؤذن کا جواب نہ دیا
یہانتک کہ وہ اذان سے فارغ ہوا تو مناسب یہ ہے کہ اجابت کرلے اگر بہت عرصہ
نگذر گیا ہو اور جواب دینے والا موذن سے پیشتر کلمات جواب نہ کہے بلکہ ہر ایک کلمہ
تمام ہونے پر اسکا جواب کہے اور اگر اذان اور اقامت مین موخر لفظ کو مقدم کیا تو فقط
مقدم لفظ کو اسی کے محل مین پھر کہے تمام اذان کا اعادہ ضرور نہین اور اذان اور اقامت مین
اصلا کلام نکرے اگرچہ وہ کلام جواب سلام کا ہو نہ اپنے دل مین اور نہ اذان اور اقامت کے
بعد یہی قول صحیح ہے اور کھنکارنا کلام مین داخل ہے مگر تحسین صوت کے لیے جائز ہے پس اگر اذان
اور اقامت مین بولا تو سر نو سے شروع کرے اور اقامت اذان کے مانند ہے حکم مین لیکن
اقامت کہنے والا انگلیان کانون مین نہ رکھے اور گردش نکرے اور جو اذان کہے
وہی اقامت بھی کہے اور اقامت کہنے مین جلدی کرے پس اگر اقامت ٹھہر ٹھہر کے کہے

اذان کے مانند تو اسکا اعادہ نکرے صحیح تر قول مین لیکن اگر اذان کو جلد جلد اقامت کی طرح کہیگا تو اسکا دوبارہ کہنا مستحب ہے اور الصلوۃ خیر من النوم نہ کہے بلکہ فلاح کے بعد دوبار قد قامت الصلوۃ کہے اور مسنون ہے اذان دینی اور اقامت کہنی نماز قضا کے لیے آواز بلند کرکے اگر جماعت سے قضا کرتا ہو یا صحرا مین ہو اور اگر اپنے گھر مین اکیلا قضا کرتا ہو تو بھی اذان کہے اتنی آواز سے کہ اذان کی معمولی آواز بلند سے کم ہو اور پست آواز کے ادنی درجے سے بلند ہو اور اگر چند مجالس مین چند نمازین فائتہ قضا کرے تو ہر مجلس مین اذان و اقامت کہنی مسنون ہے لیکن مسنون نہین ناقص نماز کے لیے اور ناقص نماز وہ ہے جسے اسکے وقت مین پڑھکے اسی وقت مین سر نو سے پڑھے و اگر مجلس ایک ہو تو پہلی نماز کے لیے دونون کہے اور باقی کے لیے مختار ہے چاہے دونون کہے اور یہی اولی ہے لیکن اقامت ترک کرنی مکروہ ہے اور مسنون نہین اذان و اقامت اس نماز کے لیے جسکو عورتین پڑھتی ہون ادا اور قضا اگرچہ نماز پڑھتی ہون اور لڑکے اور غلامون کی جماعت کے لیے اذان و اقامت مشروع نہین اور اذان و اقامت سنت نہین جمعہ کے دن نماز ظہر کے لیے شہر مین اور مسنون نہین اذان و اقامت اس نماز فائتہ مین جسکو قضا کرتے ہون مسجد مین اور بہتر اذان و اقامت کے درمیان مین بیٹھے کے اسقدر فصل کرے کہ ہمیشہ آنے والے آجائین اور وقت مستحب باقی رہے مگر وقت مغرب مین اسقدر فصل کرے جسقدر دو خطبون کے درمیان مین جلسہ مسنون ہے اور اس فصل مین کھڑا رہنا افضل اور بیٹھنا بھی مکروہ نہین اور موذن اذان و اقامت مین بلاوے سب نمازیون کو بدون تخصیص امیر وغیرہ کے سب نمازون مین جسطرح کہ انکے بلانے کی عادت ہو اور بلانے کا طریقہ یہ ہے کہ بعد اذان بقدر پچاس آیہ پڑھنے کے ٹھہر جاوے پھر بلاوے

اصطلاح کہ الصلوۃ الصلوۃ یا کہے کہ چلو نماز تیار ہے یا جس اصطلاح کا رواج ہو پھر اُسکے بعد بقدر بیس آیت کے توقف کرے پھر اقامت کہے مگر مغرب میں ٹھیرنا یعنی ٹھہرنا نہیں اور صحیح ہے اذان اُس شخص کی جو مسلمان بالغ عاقل ہو اور وقت نماز داخل ہونے کی خبر دینے پر اُسکے اعتماد کیا جاوے لیکن علما سے اوقات نماز کے حاضر نہ ہونے کی حالت میں فاسق یا لڑکا عاقل اذان کہے تو مکروہ نہیں سر نو سے نہ کہی جاوے اور کافر اور مجنون اور بے عقل لڑکے کی اذان صحیح نہیں سر نو سے کہی جاوے اور جنبی کی اذان و اقامت مکروہ ہے تو اظہر یہ ہے اور درست تر یہ ہے اُسکو سر نو سے کہنا مستحب ہے لیکن اقامت سر نو سے نہ کہی جاوے اور عورت اور خنثی مشکل اور فاسق کی اور اُس شخص کی جس پر نشہ غالب ہو اگرچہ مباح چیز سے مست ہو گیا ہو اور بے ہوش اور نا عاقل لڑکے کی اذان اور مذہب درست یہ ہے کہ محدث کی اقامت مکروہ ہے اور اِنمیں سے ہر ایک کی کہی ہوئی اذان سر نو سے کہنا مندوب ہے لیکن اقامت سر نو سے نہ کہی جاوے اور محدث کی کہی ہوئی نہ اذان سر نو سے کہی جاوے نہ اقامت اور جہاں مسجد قریب نہ ہو یا ہو لیکن اُسمیں اذان و اقامت نہ ہوتی ہو تو وہاں دونوں ساتھ ہی ترک کرنی مکروہ ہے اور صرف اذان ترک کرنی مکروہ نہیں لیکن اقامت ترک کرنی مکروہ ہے وگر وہاں سے مسجد اسقدر قریب ہو کہ وہاں کی اذان سنتا ہو گو فی الحال نہ سُنے تو دونوں ترک کرنی مکروہ نہیں اور جس مسجد میں امام اور موذن مقرر ہوں اُسمیں اذان اور اقامت کی تکرار جماعت کے لیے مکروہ ہے اور اگر موذن کے غیبت میں اُسکا غیر اقامت کہے تو مکروہ نہیں ہے مطلقاً لیکن اُسکی حضوری میں کہنی مکروہ ہے اور اقامت کہنے کی حالت میں چلنا مکروہ ہے اور موذن کو مکروہ ہے اذان کہنی دو مسجدوں میں جبکہ وہ پہلی مسجد میں نماز پڑھ چکا ہو اور اذان اور اقامت کا اختیار مسجد بنانے والے کے لیے ہے

ہر طرح یعنی خواہ عادل ہو یا غیر عادل اگرچہ لوگوں کو پسند نہ ہو اور اسی طرح مسجد بنانے والا کو
امامت کا اختیار ہے اگر عادل ہو یعنی فاسق نہ ہو اور امام ہی کا مؤذن ہونا بہتر ہے

باب شرائط نماز کے اگر نمازی محدث ہو تو وضو کر لینا اگر جنب ہو تو غسل کر لینا
اور جس قدر نجاست غلیظہ اور خفیفہ کے ساتھ نماز صحیح نہ ہو اسقدر سے نمازی کا کپڑا اور
وہ چیز پاک ہونی جو اسکے جسم سے متصل ہو اور ہلنے نمازی کے ہلنے سے یا نمازی
اُس چیز کا اٹھانے والا شمار کیا جاوے جیسے وہ لڑکا جسپر نجاست ہو بشرطیکہ وہ آپ
نہ تھم سکے بدون تھامنے نمازی کے تو نماز کا منع کرنے والا ہے اگر نمازی کے تھامنے کا
محتاج نہ ہو خود اسکو لیٹا ہو تو نمازی اسکا اٹھانے والا نہ ٹھہریگا پس نماز کا بھی منع کرنے والا
نہ ہوگا اور یہی حکم نجس جیت اور چپیر اور خیمہ نجس کا ہے جبکہ نمازی کا سر کھڑے ہونے سے
ان چیزوں میں مس کرتا ہو جس طرح نماز کا منع کرنے والا نہیں اگر نمازی پر جنب آدمی اور کتا
چڑھ جاوے بشرطیکہ اُس سے لعاب وغیرہ نماز کا منع کرنے والا نہ بہے صحیح تر قول میں اور
اگر نمازی کے پاس وہ انڈا ہے جو اندر سے خون ہو گیا تو نماز جائز ہے کیونکہ وہ اپنے
معدن میں ہے برخلاف اس شیشہ کے جس میں پیشاب ہے یعنی وہ نماز کا منع کرنے والا ہے
اور صرف موضع قدم سے موضع سجود تک دونوں قسم کی اسی قدر نجاست مذکورہ سے
مصلی پاک ہونا اور اپنی ذات کے غیر سے شرمگاہ کو جانب اسفل کے سوا سے
چار طرف سے علی الدوام چھپانا بنابر قول صحیح کے اگرچہ خلوت میں ہو مگر ضرورت کیلیے
کھولنا جائز ہے اور شرط نہیں چھپانا برہنگی کا اپنی ذات سے اسی کا فتویٰ دیا ہے پس
اپنے ستر کو دیکھنا مفسد نماز نہیں گو مکروہ تحریمی ہے اور شرط نہیں چھپانے والی چیز کا
چپٹنا اور عضو کی شکل کا پڑنا اگر عورت نظر نہ آوے اگرچہ حالت ضرورت میں ریشمی کپڑا

یہانتک کہ جہت یا حجرہ پوری نماز تک باقی رہے اور شرط ہے ستر عورت مصلی کا نہ ستر ذات
مصلی کا پس اگر چھپایا اپنے تئیں خلوت یا تاریکی میں یا خیمہ میں اور وہ برہنہ ہے تو اسکی ذات
چھپی اور عورت کھلا ہو لیکن کمبل یا لحاف وغیرہ کے باہر سر نکال کے مطلق یعنی کوئی نماز ہو
صحیح ہوگی اور جیسے پانی کے اندر کوئی نماز درست نہیں لیکن گندلے پانی کے باہر سر نکال کے
صرف نماز جنازہ درست ہو اور ناف کے نیچے سے آخر زانو تک مرد کا ہر ایک عضو عورت
کامل ہے اور جسقدر مرد کا عورت ہے اتنا لونڈی کا بھی عورت ہے اسکی پیٹھ اور پیٹ کے ساتھ
اور اسکا پہلو اسکی پیٹھ اور پیٹ کا تابع ہے اور آزاد عورت اور خنثی مشکل کا قول معتمد یہ کہ
چہرہ اور پہونچوں تک دونوں کف دست اور دونوں قدم کے سوا ہر ایک عضو عورت
کامل ہے یہانتک کہ جو بال سر پر ہیں وہ بالاتفاق اور لٹکے ہوئے بال بھی عورت ہیں یہی
قول صحیح ہے اور اسی میں زیادہ احتیاط اور اسی پر فتوی ہے اور آزاد عورت کی آواز عورت نہیں
مگر آواز کا بلند کرنا بخوف فتنہ حرام ہے اور توڑتا ہے نماز کو اور اسکی ابتدا کو منع کرتا ہے کھلا رہنا
چوتھائی عضو کا بقدر ادا کرنے ادنی رکن کے اگر کھلنا عورت کا نمازی کے فعل سے ہے
تو فی الحال نماز ٹوٹ جائیگی اور جب چند جگہ سے کھلی ہوئی برہنگی جمع کیجائیگی اجزا سے اگر
ایک عضو میں ہو مثلا کان کا پانچواں اور چھٹا اور آٹھواں حصہ اسکا پس اگر مثلا ران ایک جگہ سے
آٹھواں حصہ اور دوسری جگہ بھی اسی قدر کھلی ہے تو دونوں کو جمع کریں گے پس اگر اسکا
چہارم حصہ ٹھہریگا تو نماز کا مفسد اور مانع یعنی نماز موجودہ کا توڑنے والا اور ابتدائی نماز کا
منع کرنے والا ہوگا اور اگر کھلی ہوئی برہنگی متفرق چند اعضا میں ہے تو پیمائش سے
جمع کیجائیگی پس اگر کھلے ہوئے اعضا میں سے کمتر عضو کے چہارم کو پیمائش پہنچ جاویگی
تو نماز کی مفسد اور مانع ہوگی اور یہی قول حق ہے اور نہ پانے والا اس چھپانے والی چیز کا

جسمین جسم نظر نہ آئے نماز پڑھے بیٹھکے جیسے جلسہ تشہد مین بیٹھتے ہین رکوع وسجود کا
اشارہ کرے اور یہ افضل ہے بیٹھکے رکوع اور سجود کرنے سے اور کھڑے ہوکے رکوع اور سجود کے
اشارہ سے یا رکوع وسجود سے اور اگر ننگے کو مباح کیا جاے کپڑا اگرچہ بطور عاریت کے ہو
تو اسکا قادر ہونا چھپانے والی چیز پر ثابت ہوگیا یہی قول صحیح ہے اور اگر کوئی شخص چھپانے والی
چیز کے دینے کا وعدہ کرے تو اسکا انتظار کرنا مستحب ہے جب تک فوت وقت کا خوف ہو
یہی ظاہر تر ہے جیسے انتظار کرے پانی اور کپڑے کا اور طہارت مکان کا امیدوار ہو اور
ظاہر یہ تاخیر بھی مستحب ہے اور اگر لازمی حاجتون سے زیادہ نہ مانگتا ہو تو پانی اور کپڑا
خریدنا واجب ہے اور اگر پائی برہنہ نے وہ چھپانے والی چیز جو بالکل نجس ہے نجاست کے
لگنے سے اصلی نجس نہین ہے جیسے حرام گوشت جانور کی کھال جسکی دباغت نہین ہوئی
تو یہ شخص اس سے ستر نہ کرے نماز مین بلکہ خارج نماز مین اس سے ستر کرے اور اگر وہ
چوتھائی سے کم پاک ہے تو اس سے ستر کرکے نماز پڑھنی مستحب ہے اور اگر چوتھائی حصہ
پاک ہو تو اسی مین بالضرور نماز پڑھے اور یہ حکم اسوقت ہے جبکہ نہ پاوے اس چیز کو جو نجاست
زائل کرے یا کم کر ڈالے اور لازم ہے نماز مین پہننا اپنے دو نجس کپڑون مین سے
اس کپڑے کا جسکی نجاست کم ہے دوسرے سے اور کلیہ اس مسئلہ کا یہ ہے کہ جو شخص مبتلا ہو
دو بلاؤن مین مثلاً دو نجس کپڑون مین پس اگر دونون برابر ہون منع نماز مین تو اسکو
اختیار ہے چاہے اسکو لے اور چاہے اسکو اور اگر دونون مختلف ہین یعنی ایک بلا کم ہے
اور دوسری زیادہ تو کم کو اختیار کرے مثلاً زخمی اگر سجدہ کرتا ہے تو زخم سیلان کرتا ہے
اور نہین تو نہین تو وہ بیٹھکے اشارہ سے نماز پڑھے کیونکہ ترک سجدہ مباح ہے بے وضو
ہونے کے ساتھ نماز پڑھنے سے اور اگر آزاد جوان عورت نے پایا ایسی ستر کرنے والی چیز

جو ایک شرمگاہ کو چھپاوے تو دُبر کو چھپاوے اگر رکوع و سجود کے ساتھ پڑھتا ہو وگر اشارہ سے
پڑھتا ہو تو قُبل کو چھپاوے وگر کپڑا زیادہ ہو تو قُبل کے بعد ران پھر ناف کو چھپاوے
اور ران کے بعد عورت لپنے پیٹ اور پیٹھ کو پھر اُسکو چھپاوے اور اگر عاقل بالغ نہ پایا
اُس چیز کو جس سے نجاست کو دور کرے یا کم کرے بالسبب دور ہونے زائل کرنے
والی چیز کے ایک میل یا بالسبب پیاس کے تو نماز پڑھے نجاست کے ساتھ یا برہنہ ہو کے
اور اُسپر نماز کا اعادہ نہیں اور قمیص اور ازار اور عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنی مرد کو اور قمیص
اور ازار اور مقنعہ کے ساتھ نماز پڑھنی عورت کو مستحب ہے اور مقصود سجدہ کا اللہ تعالی کو
قرار دیکے عرصہ کعبہ کی یعنی کشادگی اور میدان کعبہ کی جہت کا مستقبل ہونا شرط ہے اور یہ
حقیقت میں ہو یا حکما مثلاً بالسبب مرض یا خوف دشمن کے اُس جہت کے مقابل
ہونے سے معذور ہو تو جس طرف قدرت ہو اور علامت قبلہ مساجد ہیں یا دیہ جنگل اور
سمندر میں قطب وغیرہ ستارے ہیں وگر سب جاہل ہوں یا بسبب ابر کے ستارے معدوم
ہوں یا انکو پہچانتا نہ ہو تو اُس جگہ کے باشندہ سے پوچھے اگر وہ جانتا ہو اور اسکی
پکار سنے اور مقبول الشہادت ہو پس کافر اور فاسق اور لڑکا اور جاہل کا کہنا اس
باب میں مفید نہیں وگر بے پوچھے نماز پڑھی اور وہ اُس جہت پر واقع ہوئی تو صحیح ورنہ
صحیح نہیں مگر جاننے والا حاضر نہو تو تحری کرے یعنی فکر کرے وگر بے تحری کے
ایک طرف نماز پڑھی اور وہ قبلہ کی طرف واقع ہوئی تو صحیح ورنہ صحیح نہیں اور جب کسی جہت
تحری نہ واقع ہو تب ایک جہت کو اختیار کرکے اُسی طرف نماز پڑھے اور یہ نماز اُسکی
صحیح ہوگی اگرچہ اُسکی خطا اُسمیں ظاہر ہو اور اگر عین نماز میں کسی جہت پر تحری واقع ہو
تو پھر جاوے وگر تیسری یا چوتھی رکعت ہو تو نہ پھرے اور نماز تمام کرے اور اگر ایک

جماعت نے تاریکی مین نماز پڑھی قبلہ کے مشتبہ ہونے کے وقت تحری سے ایک امام کے ساتھ اور ظاہر ہوا کہ انھون نے مختلف سمتون کی طرف نماز پڑھی تو جس شخص کو انہین سے حالت ادا مین امام کے مخالف جانب نماز پڑھنے کا یا امام سے آگے بڑھ جانے کا ظن غالب ہوا اُسکی نماز درست نہوگی اور ہم حنفیون کے نزدیک ایسا کوئی نہین جو نیت کچھ کرے اور ادا کچھ کرے اور قول معتمد یہ ہے کہ بہت سے فعلون والی عبادت کی نیت اُن سب افعال پر کھنچ جاتی ہے یعنی اُسکے ہر فعل و رکن کے لیے جدا جدا نیت ضرور نہین ایک نیت شروع مین کافی ہے جیسے اُس عبادت مین کہ ایک ہی فعل ہو چنانچہ روزہ کہ بلا اختلاف اُسکے اول مین نیت کر لینی کافی ہے اور اگر شروع کیا عمل کو اخلاص کے ساتھ پھر اُس عمل مین ریا کا یعنی نمود کا خلط ہو گیا تو اعتبار سابق کا ہوگا یعنی عمل اخلاص ہی کے ساتھ رہیگا اور ریا کامل یہ ہے کہ اگر مثلاً نمازی لوگون سے علیحدہ ہوتا تو نماز نہ پڑھتا پس اگر لوگون کے ساتھ ہو کے مثلاً نماز کو اچھی طرح پڑھے اور تنہا اچھی طرح نہ ادا کرے تو اُسکے ذمہ سے واجب ساقط ہو جائیگا بسبب پائے جانے شرائط اور ارکان نماز کے اور اُسکو اصل نماز کا ثواب ملیگا اچھی طرح پڑھنے کا ثواب نہ ملیگا اور ظاہر یہ حکم فرض اور نفل دونون کو شامل ہے اور اگر ایک شخص سے کہا گیا کہ نماز ظہر پڑھ تجھکو ایک دینار ملیگا پس اُسنے اسی ارادے سے نماز پڑھی تو چاہیے کہ یہ نماز اُسکو کافی ہو اور وہ شخص مستحق دینار کا نہو کیونکہ فرض مین ریا کا دخل نہین اور واجب چیز پر اجرت کا استحقاق نہین اور اگر نمازی نے لوگون کو نماز مین پایا اور یہ نہ جانا کہ نماز فرض پڑھتے ہین یا تراویح تو یہ شخص فرض کی نیت سے شریک ہو جائے پھر اگر وہ فرض ہی مین ہونگے تو اُسکا فرض درست ہوگا ورنہ نماز نفل ہو جائیگی

یعنی تراویح نہوگی کیونکہ یہ تو فرض عشا کے بعد ہوتی ہی اور اگر دو عبادتون کو ایک نیت کے
ساتھ جمع کریگا تو اگر ان دونون مین سے ایک قوی ہوگی تو نیت اسی کی ہوجائیگی
و اگر دونون برابر ہونگی تو نیت لغو ہوگی اور کسی مین شروع کرنے والا نہوگا لیکن اگر
دو نفل نمازون کی نیت کریگا جیسے سنت فجر اور تحیۃ المسجد کی تو نیت دونون کی طرف سے
کافی ہوگی یعنی دونون کا ثواب پاویگا اور وقت نماز داخل ہونے کے بعد نیت کرنی اور
نیت عبارت ہی ارادہ کرنے اُس فعل سے جو خالص اللہ تعالی کے لیے ہو اور وہ ارادہ
فعل مذکور کے ساتھ ہو اور علم مین اُس فعل سے پہلے ہو یا مقارن شروع فعل مذکور کے ہو
اور نیت مین معتبر ارادہ یقینی کا علم ہی پس زبان سے تلفظ کرنے کا کچھ اعتبار نہین مگر جبکہ
عاجز ہو حضوری علم سے افکار و تشویشات کے لاحق ہونے سے تب اُسکو زبان کا
عمل بجائے عمل علم مذکور کے کفایت کرتا ہی اور عمل علم مذکور کا اصل نماز کو اور فرض ہونے کو
اور وقت کو معین کرتا ہی لیکن اس زمانہ مین انتشار خاطر غالب ہی پس ارادہ کے
جمع کرنے کے لیے نیت کے الفاظ کو زبان سے تلفظ کرنا فعل حسنہ اور یہی مختار اور
اسی پر عمل ہی اور کہنا لفظ ماضی کے ساتھ ہو کسی زبان مین جو زمانہ گذشتہ پر دلالت کرتا ہو مثلاً
نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ الظُّهْرَ اور صحیح ہو نیت کرنی ساتھ لفظ حال کے کسی زبان مین
جو زمانہ موجود پر دلالت کرتا ہی اور اُن الفاظ سے استقبال نہ مقصود ہو کہ وعدہ ٹھہریگا
پس بہ لفظ حال یون نیت کرے مثلاً اُرِیْدُ اَنْ اُصَلِّیَ الظُّهْرَ اور اُس نیت کا
اعتبار نہین جو تحریمہ کے بعد ہو بنا بر صحیح مذہب کے اور نیت اور تحریمہ کا درمیان خالی ہونا
اُس فعل یا کلام سے جو منافی نماز کا منع کرنے والا ہو اور نیت کا ملانا تحریمہ کے ساتھ مستحب ہی
اور قضا مین تاریخ یا دن معین کرنا شرط نہین صحیح تر قول مین لیکن معین کرنے مین زیادہ

اور اگر فارسی مین
نیت کرے تو
یون کہے نیت
میکنم کہ گذارم
دو رکعت نماز
فرض ظہر ... مین
نیت کرنی ... نیت
کرتا ہون میں ... نماز ظہر ادا کی
نیت کی مین ... فرض ۱۲
یا ... اگر فارسی مین
نیت کرے تو یون کہے
نماز ظہر ادا نیت
میکنم اور ہندی مین
یون کہے نماز
ظہر پڑھنے کی
نیت کرتا ہون ۱۲

احتیاط ہے خواہ فوائت کی کثرت سے ترتیب ساقط ہوگئی ہو یا نہ ہوئی ہو بس یون کہے مثلاً
نویت ان اصلی ظہر الخمیس وگر تاریخ اور دن قضا کے یاد نہون تو آسان
طریقہ یہ ہو کہ کہے اول ظہر یا آخر ظہر مثلاً ایک ہفتہ کی نمازین قضا پڑھنی ہین
تو نیت سب اول ظہر کی کرے تو سب سے پہلے دن کی نماز ذمہ سے ساقط ہوگی
بعد اسکے دوسرے روز کی ظہر اول ہوجائیگی اسی طرح سب ادا ہوجائینگی اور
آخر ظہر کی نیت سے بھی یہی فائدہ ہو اور ضرور نہین معین کرنا شمار رکعات کا فرض اور
واجب مین لیکن معین کرنا افضل ہو اور امام کے تحریمہ کے بعد مقتدی اسکے پیچھے نماز پڑھنے کی
نیت کرے متبعًا للامام لیکن جمعہ اور عید اور جنازہ کی نماز مین اقتدا کی نیت ضرور نہین
اگر غیر ولی نماز جنازہ مین امامت کرے پھر ولی حاضر ہو تو اُسے اقتدا کی نیت ضرور ہو
اور نماز جمعہ فرض وقت کی نیت سے جائز نہین ہوتی اسلیے کہ یہ بدل ہو اُس رب کے
فرض وقت ظہر کی پس فرض ظہر ساقط ہونے کے لیے نماز جمعہ پڑھنے کی نیت کرنی
شرط ہو نویت ان اسقط فرض الظہر عن ذمتی باداء صلوٰۃ الجمعۃ
اور ضرور ہو نیت کا معین کرنا نماز واجب کے لیے لیکن وتر کی یون نیت کرے
نویت ان اصلی الوتر کیونکہ بسبب اختلاف کے اُسکو واجب یا سنت کہنا
لازم نہین اور نذر کی نیت مین نذر کے سبب کو بھی ذکر کرنا چاہیے احتیاطاً پس یون کہے
کہ نیت کی مین نے اُس نماز کے پڑھنے کی جو فلان حاجت کے واسطے یا اللہ تعالیٰ کے
واسطے مین نے نذر مانی تھی اور اسی طرح ضرور ہو معین کرنا سجدہ سہو کا نہ سجدہ شکر کا
اور نماز جنازہ کا پڑھنے والا نیت کرے صرف نماز جنازہ کے پڑھنے کی اُصلّی للّٰہ
تعالیٰ اور شامی مین منقول ہو کہ امام اور قوم یون نیت کرین نویت اداء

هٰذہ الفریضۃ عبادۃً للہ تعالیٰ اور نفل اور سنت موکدہ اور تراویح کے لیے
مطلق نیت نماز کی کفایت ہے معتمد قول پر اگرچہ اینسے نہ کہا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے لیے پڑھتا ہون
لیکن نفل اور سنت کے معین کرنے مین زیادہ احتیاط ہے پس کہے نیت کی مین نے
واسطے اللہ تعالیٰ کے چار رکعت نماز سنت ظہر یا مقدار رکعت نماز تراویح وغیرہ کی
اور نماز واجب و فرض کی اسطرح نیت کرے نیت کی مین نے واسطے اللہ تعالیٰ کے تین رکعت
نماز وتر یا دو رکعت نماز عید یا چار رکعت نماز ظہر پڑھنے کی اور مقتدی کے پیروی کرنے
امام کی اور امام صرف اپنی نماز کی نیت کرے اور اقتدا صحیح ہونے کے لیے شرط نہین ہے
کہ امام نیت امامت کی کرے اگر مردون کا امام ہو بلکہ جماعت کا ثواب حاصل کرنے کو
نیت امامت چاہیے اور نیت اُسوقت ہے جب کوئی امام کا اقتدا کرے پہلے سے یہ بھی
ضرور نہین اگرچہ پہلے سے نیت کرلینی جائز ہے اور اگر نمازی عورتون کا امام ہو تو اگر کوئی
عورت اسکی اقتدا کسی مرد کے برابر کھڑی ہو کے جنازہ کی نماز کے سوا سے مین کریگی تو اُس
عورت کی اقتدا درست ہونے کے لیے اسکی امامت کی نیت ضرور ہوگی اور اگر عورت نے
محاذی مرد کے ہو کر اقتدا نکیا تو بعضے کہتے ہین کہ صحت اقتدا کے لیے نیت امامت کی شرط ہے
اور بعضے کہتے ہین کہ شرط نہین جیسے نماز جنازہ مین بالاتفاق شرط نہین اور جمعہ اور عیدین مین
اصح قول پر شرط نہین اور نیت قبلہ کی جانب منہ کرنے کی شرط نہین ہر حال مین یعنی خواہ نمازی
کعبہ کے قریب ہو یا دور جنگل مین ہو یا مسجد مین بنابر قول قوی کے اور اقتدا کی صحت مین امام
معین کرنے کی نیت شرط نہین اور مظاہر حق کے آخر خطبہ بیان نیت مین اشباہ والنظائر سے
نقل کیا ہے کہ جو چیز واقع ہوتی ہو دل مین گناہ کے قصد سے پانچ مرتبہ پر ہے اول ہاجس کہ
واقع ہو دل مین دوم خاطر کہ وہ جاری ہو اُسکے دل مین سوم حدیث نفس یعنی تردد ہو

کہ اس کام کو کیجیے یا نہ کیجیے چہارم ہم یعنی ترجیح دینا ایک کام کرنے کو پنجم عزم وہ ہے قوت اور
تاکید دینا دل مین اُس قصد کو اوپر کرنے کے پس ہاجس پر مواخذہ نہین کیا جاتا اجماعاً
اور خاطر اور حدیث نفس یہ بھی مرفوع ہے اس امت سے اور ہم اگر نیکی کا ہے لکھی جاتی ہے اس کی ایک نیکی
اور اگر برائی کا ہم ہے تو نہین لکھا جاتا پس یہ بھی مرفوع ہوا اور عزم پس محققین کی تحقیق یہ ہے
کہ اس پر مواخذہ ہو فصل ارکان نماز کے بیان مین اُس نماز کے وقت مین
نیت نماز کے بعد بے فاصلہ اُس فعل یا کلام کے جو بنا نماز کا منع کرنے والا ہو جسم
اور کپڑے اور جاے نماز کی نجاست سے اور حدث سے طہارت کر کے ستر عورت کے ساتھ
جہت عرصہ کعبہ کا مستقبل کھڑے ہو کے نماز شروع کرنے کے قصد سے زبان سے تمام تحریمہ
ذکر کرے اُس ایک جز کے ساتھ ملفوظاً کرنا شرط ہے جو اللہ تعالیٰ کی خالص تعظیم کے لیے ہو اور
دعا اور حاجت کو شامل نہو اور تکبیر تحریمہ کی لئے سوا اور شرطون کو سنت نماز مین پائے گئے
اور بسبب متصل ہونے تحریمہ کے قیام کے ساتھ ارکان نماز کی شرطین اسمین بھی
رعایت کی گئین اور صحیح تر یہ کہ فرض اور جو اس سے متعلق ہے چنانچہ واجب اور سنت بعد ازین تحریمہ کے
بھی کھڑا رہنا بقدر قرات فرض ہے کے فرض اور بقدر واجب اور سنت اور مستحب کے واجب
اور سنت اور مستحب ہے لیکن قیام کو طول دینے کے بعد کل قیام فرض واقع ہوتا ہے جیسے قرات
اور رکوع اور سجود کو طول دینے کے بعد تینون بھی کل فرض واقع ہوتے ہین اور ایک قدم پر
کھڑا ہونا مکروہ تحریمہ اگر عذر ہو تو مکروہ نہین اور دونون قدمون کے درمیان مین بقدر
اتمہ کے چار انگلیون کے فرجہ ہونا چاہیے اور دونون پاؤن کی انگلیون پر یا دونون
ایڑیون پر کھڑا ہونا بے عذر بھی جائز ہے اور جس شخص پر قرات فرض نہین جیسے اُمّی
یا مقتدی کے حق مین اُسقدر قیام کافی ہے جسقدر اُسنے رکوع مین پہونچنے تک کیا اور

قیام فرض ہے اُس شخص پر جو قادر ہو قیام اور سجدہ پر پس اگر صرف قیام پر قادر ہو اور سجدہ پر نہ قادر ہو تو مستحب ہے اشارہ سے پڑھنا بیٹھ کے اور ایسے شخص کو کھڑے ہو کے اشارہ سے پڑھنا بھی جائز ہے اور اسی طرح بیٹھ کے اشارہ سے پڑھنا مستحب ہے اُس شخص کو کہ اگر سجدہ کرے تو منہ کا زخم بہنے لگے اور کبھی لازم ہوتا ہے بیٹھ کے پڑھنا مثلاً کھڑے ہونے سے کسی شخص کا زخم بہنے لگے یا پیشاب جاری ہو جائے یا چوتھائی ستر کھل جائے یا قرأت سے بالکل عاجز ہو جائے یا قیام کی طاقت سے رمضان کے روزہ سے عاجز ہو اور اگر مسجد میں جانے سے اسقدر طاقت نہیں رہتی کہ پھر کھڑا ہو سکے جماعت کا شریک ہو تو نہ جائے بلکہ اپنے گھر میں تنہا کھڑا ہو کے نماز پڑھے شامی کا فتویٰ ہے اور ایک آیہ قرآن مجید کی پڑھنی رکن اصلی ہے اس حالت میں کہ قرأت کے ہونے سے نماز صحیح ہوتی ہے اور نہ ہونے سے صحیح نہ ہوتی ہو اور رکن زائد ہے اس حالت میں کہ قرأت کے نہ ہونے سے صحیح ہوتی ہے اور رکوع کرنا یعنی پشت خم کرنے کے ساتھ سر جھکانا اور سجدہ کرنا یعنی پیشانی کو قلیل ہے اور قدم کو قلیل ہے زمین پر رکھنا اور مکرر کرنا سجدہ کا متعلق عبادت ہے حدیث و اجماع سے ثابت ہے مثل عدد رکعات کے اور سجدہ میں پیشانی کا ٹھہر جانا ہے اسطرح کہ اگر نمازی مبالغہ کرے تو اُسکا سر نیچے نہ ہو جائے اور ایسا سجدہ کے بعد سر اُٹھانا اور قعدہ کے قریب ہو جانا حد جدا کرنے والی دونوں سجدوں کی صحیح ہوئی ہے ورنہ نماز نہ ہوگی اور دوسرے سجدہ میں تاخیر صحیح ہے اور سجدہ گاہ پاک ہونی اگرچہ سجدہ اپنی ہتھیلی کی پشت پر یا اپنے کپڑے کی زیادتی پر واقع ہو اور بے عذر آدھ گز سے زیادہ اونچی جگہ پر سجدہ نکرنا اور قعدہ اخیرہ یعنی آخر نماز میں بیٹھنا فرض اور رکن ہے اور قعدہ اخیرہ اتنی دیر کا صحیح ہوگا جسمیں جلد جلد صحت الفاظ کے ساتھ التحیات عبدہ و رسولہ تک پڑھ سکے اور اسقدر جلسہ بہم کرنا اور اسمیں فاصلہ نکرنا

شرط نہیں اور تقدیم قیام کی رکوع پر اور رکوع کی سجدہ پر اور سجدہ کی قعدۂ اخیرہ پر اور م
امام سے آگے نہ ہونا پس اگر امام کا قدم پیچھا ہو تو صحیح تر یہ ہے کہ اگر قدم مقتدی کا
آگے نہ ہوگا نماز فاسد ہوگی یعنی پیچھا کا بڑھنا شرط نہیں اور اپنے نزدیک ملا بیٹھا اپنی
نماز کو صحیح جاننا اور جہت کعبہ میں امام کے مخالف نہ ہونا اور قضا نماز کا نہ یاد ہونا اگر نماز اس پر
واجب ترتیب ہو اور وقت میں گنجائش ہو اور نہ برابر ہونا کسی عورت کا جو حسب شرط کے
جو امامت میں ذکر ہوگی اور شرط کیگئی ہے ادائے ارکان کے لئے جاگنا یعنی ہوش میں ہونا
اور جاگتا ہونا پس اگر ادا کیا سب شرائط کو یا انمیں سے ایک سونے کی حالت میں مثلاً کہ
سوتے میں قیام کیا یا قرأت کی یا سجدہ یا قعدۂ اخیرہ کیا تو جو رکن سوتے میں ادا کیا
وہ معتبر نہ ہوگا بلکہ اسکو دوبارہ ادا کرے گو قرأت یا قعدہ ہو صحیح تر قول کے موجب ورنہ نماز
ٹوٹ جاویگی اور اگر سوتے کی حالت میں ایک رکعت پوری ادا کی تو اسکی نماز درست نہیں
ہو سکتی جیسے بجائے چار رکعتوں کے کوئی پانچ رکعتیں پڑھ لے تو نماز درست نہیں ہو سکتی
اور رکوع یا سجدہ میں سو جانا مضر نہیں

## فصل واجبات نماز کے بیان میں

جنکے ترک سے نماز فاسد یعنی باطل نہیں ہوتی پس اگر نماز کے واجب اصلی کو سہواً
ترک کیا اور سجدۂ سہو نہ کیا یا بے عذر عمداً ترک کیا تو نماز کا اعادہ کرنا واجب ہے اسی طرح
جو نماز کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی گئی ہو اعادہ اسکا واجب ہے وقت میں اور اسکے بعد
اور دوبارہ پڑھنا اس نماز کا پہلی نماز کے نقصان کا پورا کرنے والا ہے اسلئے کہ فرض
مکرر نہیں ہوتا پس مکرر پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنے والے کا اقتدا صحیح نہ ہوگا
اور واجبات نماز کے یہ ہیں بالکل سورۂ فاتحہ پڑھنی پس آیتیں سے کچھ بھی کم کرنے والا
ترک کرنے والا واجب کا ہوگا اور اسکے ساتھ ملانا سب سے چھوٹی سورہ کا یا جو اسکے

قائم مقام ہو اور وہ تین چھوٹی آیتیں ہیں مثلاً ثُمَّ نَظَرَ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ثُمَّ اَدْبَرَ
وَاسْتَكْبَرَ یا ایک یا دو آیتیں برابر تین چھوٹی آیتوں کے ہیں اور ملانا سورہ یا آیہ کا
واجب ہے فرض کی پہلی دو رکعتوں میں لیکن پچھلی رکعتوں میں خلاف سنت ہونے کی
وجہ سے مکروہ تنزیہی ہے اور ملانا سورہ کا واجب ہے نفل کی سب رکعتوں میں اور وتر کی
ہر رکعت میں اور واجب ہے معین کرنا قراءت کا چار یا تین رکعتوں والی نماز فرض کی
پہلی دو رکعتوں میں اور واجب ہے مقدم کرنا سورۂ فاتحہ کا تمام سورہ پر پس اگر دوسری
سورہ سورۂ الحمد سے پہلے پڑھے اتنی دیر میں ایک رکن ادا ہو تو سجدہ سہو کرے
اور ترک نکرنا ہر واجب اصلی کا واجب ہونے کے مانند اسکے اور فرض کو مکرر نکرنا ہے
اسی طرح مکرر نہ پڑھنا سورۂ فاتحہ کا پہلی دو رکعتوں میں سورہ سے پیشتر پس اگر اسمیں سورہ کے
قبل ایک بار پڑھ کے سورہ کے بعد پھر ایکبار پڑھیگا یا پچھلی رکعتوں میں سورہ سے پیشتر
اُسے مکرر پڑھیگا تو سجدہ سہو واجب ہوگا اور جو ارکان نماز مکرر ہوں تمام نماز میں یا ہر رکعت میں
انمیں ترتیب شرط ہے اور واجب بھی ہے شرط اس معنی کر کہ اگر پہلے رکن پر دوسرے کو
مقدم کیا تو وہ لغو ہو جائیگا اور اُسکا اعادہ کرنا فرض ہوگا اور واجب ہے اس معنی کر کہ
نماز میں زیادتی نکرنی واجب ہے پس جس رکن کو مقدم کیا ہے اُسے اعادہ کرنے سے نماز تو ہو جاتی
نہیں سجدہ سہو واجب ہوتا ہے اور ترتیب کی رعایت کرنی قراءت اور رکوع میں واجب ہے
قبل وجود قراءت کے اور فرض ہے بعد قراءت کے اور ترتیب کی رعایت کرنی واجب ہے
اُن ارکان میں جو مکرر ہوں ہر ایک رکعت میں مثلاً سجدے یا تمام نماز میں مثلاً اعداد رکعات
حتیٰ کہ اگر ایک سجدہ مثلاً پہلی رکعت کا سہواً ترک ہوا تو اس سجدہ کو بھی قضا کرے گو بعد سلام کے
بشرطیکہ اُسوقت تک کوئی مفسد نماز نکیا ہو لیکن اُس سجدہ کی قضا کے بعد قعدہ اخیرہ کرے

پھر سجدہ سہو کرے لیکن بسبب ضرورت اقتدا کے مسبوق یعنی پہلے رکعت کے بعد ملنے
والی کی رکعات فائتہ میں ترتیب ساقط ہوجاتی ہے اور سجدہ میں اکثر پیشانی اور ناک اور
دونوں ہاتھوں اور زانوؤں کو اور دونوں قدموں کو زمین پر رکھنا اور قعدہ اول کرنے
یعنی غیر اخیرہ گو نماز نفل میں ہو صحیح تر قول میں اور ہر تعداد میں تشہد پڑھنا اور درمیان
قعدوں میں تشہد پر زیادتی نکرنی اور دو بار سلام کہنا یعنی دو سرا واجب ہے صحیح تر قول میں
اور لفظ علیکم واجب نہیں پس بعد تلفظ کرنے لفظ سلام کے قبل کہنے لفظ علیکم کے اقتدا
جائز ہوگی مذہب مشہور پر ہمارے نزدیک اور نماز کا تحریمہ سلام اول سے منقطع ہو جاتا ہے
اور تکبیرات عیدین کہنی اور اسی طرح ان میں سے ہر تکبیر واجب جداگانہ ہے اور نماز عیدین کی
آخر رکعت کے رکوع کی تکبیر کہنی اور نماز میں داخل ہونے کے لیے الفاظ تکبیر افتتاح کی
رعایت کرنی خصوص لفظ اللہ اکبر کہنا اور وتر کی آخر رکعت میں مطلق قنوت یعنی جو دعا
چاہیے پڑھنی اور تکبیر قنوت کہنی لیکن اسکے ترک سے سجدہ سہو واجب ہونا صحیح ہے اور
قومہ اور جلسہ اور ان دونوں میں اور رکوع اور سجود میں اعضا کا ساکن کرنا بقدر تسبیح
کہنے کے اور نزدیک امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے فرض ہے اور نزدیک امام ابی حنیفہ
واجب سو یہ بھی فرض عملی ہے اور یہی قول امام ابی یوسف کا ہے پس خلاف نہ رہا اور بلند
آواز سے پڑھنا امام کو اُن نمازوں میں جن میں قرآن پکار کے پڑھا جاتا ہے اور آہستہ آواز سے
پڑھنا سبکو اُن نمازوں میں جنمیں قرآن آہستہ پڑھا جاتا ہے اور نماز سری اور جہری میں
امام کے پیچھے سکوت کرنا اور بدعت اور منسوخ اور اس چیز کے سوائے جو نماز سے
تعلق نہ رکھے ہر ایک افعال میں اور اُن چیزوں میں بھی امام کی متابعت کرنی فرض ہے
جنمیں اختلاف مجتہدین ہے اور متابعت میں تاخیر نکرنی واجب اور امام کے ساتھ

مشابہ ہے کہ نہ سنت ہو اور نہ واجب یا فرض ہو اُسکے محل میں ادا کرنا اور ترک کرنا رکوع کے
دیر کرنے کو اور تشہد کے سہ بارہ کرنے کو اور ترک کرنا قعدہ کا دوسری یا چوتھی
رکعت سے معاً اور ترک کرنا ہر زیادتی کا دو فرض سے یا فرض و واجب کے بیچ میں

فصل نماز کی سنتوں کے بیان میں وقت تحریمہ کے ہاتھ اٹھانے اور
ہاتھ اٹھانے کی حالت میں انگلیوں کو اپنی حالت پر کھلی رکھنا اور تمام قیام میں اپنے سر کو
نہ جھکانا اور داہنے ہاتھ کو بائیں پر رکھنا اور مردوں کو ناف کے نیچے ہاتھ رکھنے اور ثنا
اور اعوذ اور بسم اللہ الخ اور آمین کہنا اور ان چاروں کو آہستہ کہنا اور امام نووی نے صحیح
لکھا ہے کہ مسنون ہے امام اور مقتدی کیلئے کو نماز جہریہ میں جہر کہنا آمین کا اور ایسا ہی مقتدیوں کو
جو مذہب صحیح مذہب ہے اور فتح القدیر میں شیخ ابن ہمام نے طرفین کے اقوال بیان کر کے
اسطرح مطابقت دی ہے کہ روایت آہستہ کہنے کی مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
آواز میں کڑک سخت نہ تھی اور روایت جہر یعنی ظاہر کرنے کی مراد یہ ہے کہ حضرت صلعم کی
آواز معتدل یعنی درمیانی ہوتی کہ سنتے وہ لوگ جو حضرت صلعم کے قریب ہوتے صف
اول سے پس ارتجاج کرتی اُس سے مسجد اور ایسے ہی مقتدی کہتے اور ارتجاج آواز کا
جب کہا جاوے دریا میں تو وہ ہر کہ حاصل ہوتی ہے اُس سے دوی یعنی جھنکار آواز نرم
اور غلیظ ہوتی ہے جیسا کہ دیکھا جاتا ہے مسجدوں میں بخلاف کڑک کے پس شیخ مذکور نے
اسی بات کو ترجیح دی ہے کہ آمین آواز معتدل کے ساتھ ہونا چاہیے حتی کہ قریب کے لوگ
سنیں یعنی نہ وہ ستری ہو کہ آمین کڑک ہو اور ارتجاج اور دوی کے معنی کی تحقیق صحیح نہیں
تحفة المتقین حنفی میں بہت تحقیق سے لکھا ہے اور منفرد اور امام کو تسمیع اور تحمید جمع کرنا
اور مقتدی کو تحمید کہنا اور امام کو تکبیر اور تسمیع اور سلام اسقدر بلند آواز سے کہنا

کہ مقتدیون کو نماز مین داخل ہونے کی اور ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف جانے کی خبر ہو جائے اور جب امام شروع مین تکبیر کہے تو خبردار کرنے کے ساتھ نیت اپنی نماز کے تحریمہ کی بھی کرے ورنہ امام کی نماز ہوگی نہ کسی مقتدی کی اسی طرح ہر جو امام کی آواز دوسرون کو پہونچاتا ہو وہ بھی پکارکے کہنے کے ساتھ اگر تکبیر تحریمہ کا قصد کریگا تو نماز ہوگی ورنہ اسکی نماز ہوگی نہ اس شخص کی جو اسکی آواز پر اقتدا کریگا اور بدون حاجت کے مکبر کا تکبیر پکارکے کہنا مکروہ ہے اور مقتدی اور منفرد کو تکبیر پست آواز سے کہنی اور حالت رکوع مین ہاتھون سے زانو پکڑنے اور مردون کو زانو پکڑنے کی حالت مین انگلیان پھیلانی اور ایک رکن سے دوسرے رکن مین جانے کی تکبیر کہنی اور رکوع اور سجود کی تسبیح تین تین بار کہنی اور حالت تشہد مین مردون کو بایان پانون بچھانا اور جلسہ مین اپنے دونون ہاتھون کو اپنی دونون زانون پر رکھنا جیسے جلسہ تشہد مین اسکا رکھنا مسنون ہے اور درود پڑھنا اور دعا کرنی اور داہنے اور بائین طرف اور پہلے داہنی طرف سلام کے لیے منہ پھیرنا **فصل مستحبات نماز کے** اگر جاڑے وغیرہ کا عذر نہو تو پہلی تکبیر کے وقت آستین سے مردون کو ہاتھ نکالنے اور امام اور مقتدی کھڑے ہون وقت کہنے حی علی الصلوۃ کے اگر امام محراب کے پاس ہو گو صفون کے پیچھے سے اپنی جگہ پر جانا چاہے تو جس صف مین امام پہونچے وہی صف کھڑی ہو جائے وگر امام آگے سے داخل ہو تو لوگ اسوقت کھڑے ہون جب انکی نظر امام پر پڑے مگر جب امام خود اقامت کہے تب مقتدی نہ کھڑے ہون یہان تک کہ امام اقامت پوری کرے اور اقامت تمام ہونے کے بعد نماز شروع کرنی اور حالت قیام مین سجدہ کرنے کی جگہ اور رکوع مین قدمون کی پشت اور سجدہ مین نتھنے

اور جلسہ و قعدہ مین جلسے نہ ذکر از ار کی طرف دیکھنا اور حتی الامکان جمائی کو استادکر جمائی آئے تو دانتون سے نیچے کا لب تھام کے منہ بند کرنا یا اپنے ہاتھ کی پشت سے اور اگر قیام مین نہو تو بائین ہاتھ کی پشت سے منہ بند کرنا فصل روایت ہے عبداللہ ابن ابی اوفی سے کہا آیا ایک مرد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سو بولا مین طاقت نہین رکھتا سیکھنے کی قرآن سے کچھ جو کام آئے میرے فرمایا کہہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم آخر حدیث تک روایت کیا اس حدیث کو احمد اور ابو داؤد اور نسائی نے اور صحیح کہا اسکو ابن حبان اور دار قطنی اور حاکم نے بلوغ المرام فصل صفت نماز کے بیان مین جب نماز شروع کرنے کا ارادہ ہو تب تکبیر کے قبل ہاتھ اٹھائے اور لگیں شانون کے برابر اسطرح ہتھیلیان قبلے کے مقابل کرکے انگوٹھون سے کانون کی لو چھوتے ہوئے عید اور قنوت اور افتتاح کی تکبیر یعنی اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے اور صرف لفظ اللہ یا اکبر سے نماز شروع نہین ہوتی پس اگر امام کے ساتھ لفظ اللہ کہے اور اسکے فارغ ہونے کے قبل اکبر کہے یا حالت قیام مین لفظ اللہ کہا اور حالت رکوع مین اکبر کہے تو نماز شروع ہوگی صحیح تر قول مین جیسے اگر امام نے تکبیر تحریمہ ابھی شروع نہین کی کہ مقتدی لفظ اللہ کہہ چکا تو بھی اقتدا صحیح ہوگا اور اگر کھڑے ہونے کی قدرت ہو تو حالت قیام مین تمام تحریمہ تلفظ کرے پس اگر مقتدی نے امام کو رکوع مین پایا اور جھکے ہوئے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا تو اگر یہ جھکنا قیام سے قریب ہوگا یعنی رکوع کامل ہو گیا ہوگا تو شروع صحیح ہوگا اور مقتدی نے جو اللہ اکبر کہا ہے اس سے اگر رکوع کی نیت کی ہوگی شروع نماز کی نیت نہ کی ہوگی تو یہ تکبیر تحریمہ ہوجائیگی اور رکوع کی نیت لغو ہوجائیگی اور اگر مقتدی نے تکبیر تحریمہ کہا اور

یہ نہین جانتا کہ امام تکبیر تحریمہ کہہ چکا ہے یا نہین پس اگر گمان غالب یہ ہو کہ مین نے
امام سے پہلے تکبیر کہی ہے تب تو اقتدا درست نہوگا اور اگر گمان غالب یہ ہوگا کہ امام کے
ساتھ یا اسکے بعد تکبیر کہی ہے یا کچھ گمان ہی نہو کہ پہلے کہا یا پیچھے تو اقتدا درست ہوگا اور
اگر نمازی نے تکبیر تحریمہ کہنے سے قصد تعجب کا کیا یا موذن کے جواب دینے کا ارادہ کیا
تو نماز کا شروع کرنے والا نہوگا اور مطلق اللہ اکبر کی ر پر پیش جزم ہے اور لفظ اللہ کا
دوسرا الف اور ہا نہ ترک کرے اور دونون ہمزے اور با پر مد نہ کرے کہ لفظ اللہ کے
ہمزہ پر مد کرنا خطا ہے اور شک کا قصد کرکے مد کرنا کفر ہے اور لفظ اللہ کے ہمزہ پر
اور لفظ اکبر کے ہمزہ اور با پر مد کرنے سے نماز شروع نہین ہوتی اور اگر اثنار نماز مین ہو
تو نماز ٹوٹ جائیگی صحیح تر قول مین اور نماز شروع کرنے والا نیت سے ہوتا ہے اللہ اکبر
کہنے کے وقت نہ صرف اللہ اکبر کہنے اور نہ صرف نیت سے بلکہ دونون چیزون سے
اور تحریمہ سے پیشتر بھی نیت جائز ہے اگر کوئی فعل یا کلام مخالف درمیان مین نہ واقع ہو
اور جو شخص پڑھنے سے عاجز ہو جیسے گونگا اور اُمّی اُسکو تحریمہ اور قرات اور
تلبیہ کے لیے زبان ہلانی ضرور نہین اور صحیح ہے شروع کرنا نماز کو کراہت تحریمی کے ساتھ
سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ یا الحمد للہ کہنے سے اور سب اللہ تعالی کی خالص تعظیم کے
کلمات سے جو دعا اور حاجت کو شامل نہون اگرچہ مشترک ہون مثل رحیم اور کریم کے
صحیح تر قول مین اور قرات کے سوائے تحریمہ اور سب اذکار نماز دوسری زبان مین جائز ہے
اگرچہ زبان عرب پر قدرت ہو اور جو امور کہ نماز کے ذکر مین داخل نہین مثلاً ایمان لانا
یا لبیک کہنا یا خطبہ پڑھنا یا ذبح کے وقت خدا تعالی کا نام لینا یا سلام کرنا یا
سلام کا جواب دینا بھی غیر زبان عرب مین جائز ہے اگرچہ زبان عرب سے عاجز نہو

اور اگر زبان عربیت سے عاجز ہو تو قرات بھی دوسری زبان مین جائز ہے لیکن عربی کے
سوا صحیح تر قول کے موجب دوسری زبان مین دی ہوئی اذان کو اگرچہ لوگ اذان جانین
مگر جائز نہو گی اور اگر قرات پڑھی فارسی مین یا بجائے قرآن کے توریت یا انجیل پڑھی
پس اگر فارسی مین قصون یا امر و نہی کی جگہ سے پڑھیگا تو نماز فاسد ہوجائیگی
اور اگر ذکر اور تنزیہ کے مقام کو پڑھیگا اور اُسی پر اکتفا کریگا تب بھی فاسد ہوجائیگی
کہ نماز قرات سے خالی رہیگی اور اگر کسی قدر قرآن اُسکے ساتھ ملالیگا تو فاسد نہوگی
اور موجہ تر یہ ہے کہ روایت شاذ نماز کو فاسد نہین کرتی اور نہ قرات واجب کا فی ہوتی ہے
چنانچہ ہجے کرکے قرآن پڑھنا اور اگر نماز شروع کی اُن الفاظ کو تلفظ کر کے جو دعا
اور حاجت کو شامل ہون مثلاً تعوذ یا بسم اللہ یا حوقلہ تو درست نہین یا ذکر کیا
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ کو ذبح کے وقت تو ذبح درست ہوگا بخلاف صرف لفظ اللّٰھم کے
کہ اسکو تلفظ کرنے سے دونون جائز ہین صحیح تر قول مین مثل یا اللہ کے اور ہاتھ
باندھنے مین داہنی ہتھیلی بائین کی پشت پر رکھے اور بیچ کی تین اُنگلیان پہونچے پر رکھے
اور چھنگلی اور انگوٹھے کو گٹے کا حلقہ کرے اور عورت اور خنثیٰ مشکل اسقدر ہاتھ
اُٹھائے کہ اُنگلیون کے کنارے شانون کے برابر ہوجائین اور عورت داہنی ہتھیلی
بائین ہتھیلی کی پشت پر رکھکے سینہ پر رکھے تحریمہ سے فارغ ہونے کے ساتھ بے دونون
ہاتھ لٹکائے رکھنے کے ثنا پڑھنے کی حالت مین یہی صحیح تر اور ظاہر الروایہ ہے اور ہاتھون کا
باندھنا سنت ہے اُس قیام کی جسمین قبح کر مشروع طویل ہو اور قیام حقیقی ہو خواہ حکمی
مثلاً بیٹھے ہوے کا پس ہاتھ باندھے ثنا اور قنوت پڑھنے کی حالت مین اور اسی طرح
خطبہ پڑھنے کی حالت مین ہاتھ باندھنے چاہیین کہ وہ بھی ذکر مشروع طویل ہے

خالی نہیں پس عیدین کی تکبیرون مین ہاتھون کا باندھنا مسنون نہین بسبب نہونے
ذکر کے اور مسنون نہین ہاتھ باندھنا قومہ مین بسبب نہ زیادہ ہونے قیام کے
پس اگر قیام کو طول دے تو ہاتھ باندھے پس ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صلوٰۃ التسبیح کے
قومہ مین ہاتھ باندھنا مسنون ہو کیونکہ اسمین طول اور ذکر دونون ہین اور ہر نماز کی
پہلی رکعت مین بمجرد تکبیر کہنے کے ثنا یعنی سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ
وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ پڑھے آہستہ اور
مشاہیر مین منقول نہین ہے ثنا مین قول وَجَلَّ ثَنَاؤُکَ نماز فرائض مین
نہ نماز جنازہ مین اور جو مروی ہے وہ نماز تہجد مین ہے اور ثنا کے ساتھ
وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا
مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ
لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ نہ ضم کرے بلکہ قبل نیت کے
کہے لیکن نوافل مین ثنا کے بعد ملا لے اور ذکر کیا شیخ ابن ہمام نے فتح القدیر مین دعا
اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَ بَیْنَ الْمَشْرِقِ
وَالْمَغْرِبِ اَللّٰھُمَّ نَقِّنِیْ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ
اَللّٰھُمَّ اغْسِلْ خَطَایَایَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ صحیح ہے کل روایتون سے اسلیے
کہ اتفاق کیا اسپر بخاری اور مسلم وغیرہ نے اور اگر امام نے قرأت بلند آواز سے
شروع کر دی ہو یا امام کو رکوع یا دوسرا سجدہ کرتے ہوے یا قعدہ مین پایا تو تحریمہ کہکے
ثنا کو ترک کرے پھر ثنا کا پڑھنے والا ثنا پڑھنے کے بعد بے تاخیر اور بے کوئی چیز
پڑھے ہوے تعوذ ساتھ لفظ اعوذ کے پڑھے بنا بر مذہب قوی کے آہستہ لیکن اگر

تحریمہ کے بعد سہواً قرأت شروع کر دی تو ثنا اور اعوذ کو نہ پڑھے اور اعوذ کا پڑھنا
قرأت قرآن کے لیے مسنون ہے اور غیر قرآن کے لیے مسنون نہیں پس اعوذ پڑھے
مسبوق جس وقت کھڑا ہو اپنی باقی نماز پوری کرنے کے لیے اور مقتدی نہ پڑھے
بسبب نہ پڑھنے قرأت کے اور امام اعوذ کو عید کی تکبیروں کے بعد پڑھے اور بعد
اعوذ پڑھنے کے غیر مقتدی اللہ کا نام لے ساتھ لفظ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے
آہستہ اگرچہ رکعت جہری ہو اور سورہ سے پیشتر بسملہ کہنا احسن ہے اور بسم اللہ ایک آیہ
اور کل قرآن کا جزو ہے نازل ہوئی ہے جدائی کے لیے درمیان سورتوں کے اور نہ سورۂ
فاتحہ کا جزو ہے صحیح تر قول میں اور نہ ہر سورہ کا اور نہیں جائز ہے نماز صرف بسم اللہ سے
احتیاطاً اور باقی ہر رکعت میں امام اور اکیلا سورۂ فاتحہ کے قبل صرف بسم اللہ کو
پڑھے اور جب بسملہ کل قرآن کا جزو ہے تو اسے پڑھنا لازم ہے تراویح میں ایک بار
بلند آواز سے کہ بغیر اسکے ختم کامل نہیں شرح سلم بحر العلوم اور حفاظ اسوقت شروع
سورۂ اخلاص میں اسے پڑھتے ہیں عادۃً اور آمین سے کہ الف کے مد کے ساتھ
بروزن یسین اور یہی مشہور تر اور صحیح تر ہے اور جائز ہے قصر کے ساتھ امین بروزن
قرین اور یہ مشہور ہے اور امالہ کے ساتھ ایمین بروزن بے کین اور نماز فاسد نہیں ہوتی
مد الف سے تشدید میم کے ساتھ یا حذف ی کے ساتھ بلکہ فاسد ہوتی ہے قصر سے
تشدید یا حذف کے ساتھ اور مد اور قصر سے دونوں کے ساتھ حاصل یہ کہ آمین کی
نو صورتیں ہیں پانچ سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور چار سے فاسد ہو جاتی ہے
جنسے فاسد نہیں ہوتی انمیں سے تین تو اوپر بیان کر دیں وزن کے ساتھ
چوتھی صورت الف کو مد اور میم کو تشدید کے ساتھ یعنی آمّین بروزن

نسائیں پانچویں صورت الف کو مد کے ساتھ پڑھنا اور ی کو دور کر دینا یعنی آمن پڑھنا
خامس اور چار صورتیں نماز کی مفسد ہیں اول الف کو قصر کے ساتھ پڑھنا مع تشدید میم
یعنی امّین دوم الف مقصورہ پڑھنا مع دور کر دینے ی کے یعنی امن سوم الف کو مد
پڑھنا تشدید اور حذف دونوں کے ساتھ یعنی آمّن چہارم الف مقصورہ پڑھنا
تشدید اور حذف دونوں کے ساتھ یعنی امّن اور جب خاص سورۂ فاتحہ تمام کرلے
تب آمین کہے امام آہستہ مثل مقتدی اور تنہا نماز پڑھنے والے کے گو مقتدی
نماز سری میں ہو بشرطیکہ مقتدی امام کی آمین سُنے یا بواسطہ مثل اپنے مقتدی کے
سُنے اور بعد سورۂ فاتحہ کے جب تک کوئی سورۂ قرآن کی یا دو یا ایک آیہ برابر
چھوٹی تین آیتوں کے نہ پڑھی جائیگی کراہت تحریمی زائل نہ ہوگی اور جب تک مسنون
قرأت نہ ہوگی کراہت تنزیہی زائل نہ ہوگی اور اگر قرأت کا آخر ثنا ہو مثلاً وکبرہ تکبیرا
تو تکبیر کے ساتھ وصل یعنی ملانا اولی ہے اور اگر ثنا نہ ہو مثلاً ان شانئک ہو الابتر تو اولی
یہ کہ توقف اور فصل کرے جھکنے کے ساتھ ہی تکبیر کہتا ہوا رکوع کرے اور انتہاء
تکبیر کی وقت پیٹھ برابر کرنے کے ہو اور مسنون ہے اپنے دونوں ہاتھوں کو زانوؤں
سہارا دے کے رکھنا اور ہاتھوں کی انگلیوں کو پھیلانا تاکہ زانو کو اچھی طرح
پکڑ سکے اور دونوں پنڈلیوں کو سیدھا رکھنا اور سر اور پیٹھ اور سرین برابر رکھنے
اور عورات ان سب کے خلاف کریں اور کچھ جھکیں اور انگلیاں بے پھیلائے ہوئے
ہاتھ زانوؤں پر رکھ لیں اور اپنے بازوؤں کو علیحدہ نہ کریں اور جو شخص بیٹھا ہوا
نماز پڑھتا ہو وہ رکوع کامل حاصل ہونے کے لیے اپنی پیشانی آگے اپنے دونوں
زانوؤں کے برابر کرے اور سُبحَانَ رَبِّیَ العَظِیمِ کہے اور رکوع و سجود میں

اقل عدد تسبیح کہنے کی تین بار ہے اور اسقدر باعتبار روایت کے سنت اور قاعدہ مذہبی
واجب ہے پس اسکے ترک کی کراہت کراہت تنزیہی سے زیادہ اور تحریمی سے کم ہے اور
اگر نماز میں اہل دنیا کے پانے کے لیے قرأت یا رکوع کو طویل کیا اسقدر کہ لوگوں پر
شاق ہو تو مکروہ تحریمی ہے لیکن اہل خیر کی طاعت پر اعانت کے لیے تاخیر قلیل کا
مضائقہ نہیں پس تاخیر بقدر ذکر فی افضل ہے اور اگر امام نے اپنا سر اٹھایا رکوع یا سجود سے قبل
اسکے کہ تمام کرے مقتدی تسبیحون کو تین بار تو متابعت کرے اور اسی طرح اگر مقتدی نے
اپنا سر اٹھایا قبل اسکے کہ تمام کرے امام تسبیحون کو تین بار تو واسطے کامل ہونے
رکوع کے عود کرے سو اگر عود نہ کیا تو مرتکب کراہت تحریمی کا ہوا لیکن اگر مقتدی کا
تشہد تمام ہونے کے قبل امام نے سلام کیا یا تیسری رکعت کے لیے اٹھا تو مقتدی
تشہد تمام کرکے متابعت کرے اور بے تشہد تمام کیے ہوئے بھی متابعت کرنی
کراہت تحریمی کے ساتھ درست ہے اور اگر امام سلام کرے اور مقتدی دعا پڑھتا ہو
تو متابعت کرے اور دعا میں درود بھی داخل ہے پھر تسمیع یعنی سمع اللہ لمن حمدہ کہتا ہوا
رکوع سے اٹھے اور آخر میں جزم کے ساتھ توقف کرے اور جب کھڑا ہو جائے تب تحمید
ربنا لک الحمد آہستہ کہے اور مقتدی آہستہ تحمید پر کفایت کرے پھر جھکنے کے
ساتھ ہی تکبیر کہتا ہوا سجدہ کرے زمین پر یا اس چیز پر جس میں مثل زمین کے سختی پائی جا
یعنی مبالغہ کے ساتھ دبانے سے سر بہت نیچا نہ ہو جائے اس چیز پر رکھنے کی
حالت میں نماز اور سجدہ میں پیشانی کا رکھنا فرض ہے اگرچہ قلیل ہو اور اکثر پیشانی کا
رکھنا واجب ہے اور مکروہ تحریمی ہے اکتفا کرنا سجدہ میں پیشانی اور ناک میں سے
ایک پر و اگر عذر ہو تو جائز ہے اور بے عذر صرف ناک پر سجدہ نہ ہوگا اور

اسی قول صاحبین کی طرف صحیح ہوا ہے رجوع کرنا امام کا اور اسی قول پر فتویٰ ہے اور
اگر سجدہ مین دونون قدم زمین سے اٹھ جاینگے تو سجدہ درست نہوگا اور اگر
ایک اٹھ جائیگا تو درست ہوجائیگا اور بخلاف عورات کے مردون کے سجدے مین
پانون کی انگلیان کھڑی کیجائین اور قبلہ کی طرف مقابل رکھنا پانون کی انگلیون کے
سرون کا سنت ہے اور انتہا تکبیر کی وقت سر رکھنے کے ہو اور بے عذر عمامہ کے
پیچ پر سجدہ کرنا مکروہ ہے بشرطیکہ زمین پاک ہو اور سجدہ گاہ کی سختی محسوس ہوتی ہو
ورنہ سجدہ درست نہین اور صرف سجدہ کے لیے زمین پر ایسی چیز بچھانے کہ اسپر سجدہ کرے مین
کراہت نہین بالاجماع جو نمازی کے ملنے سے پہلے اگر زمین پاک ہو اور افضل ہے امام کے
نزدیک سجدہ کرنا زمین پر یا اُس چیز پر جو زمین سے اُگے اور بسبب عذر کے
مثلاً بسبب ازدحام کے سجدہ کے لیے اگر کشادگی نہو تو دونون زانو زمین پر
رکھکے آدمی سکے اور پھر ماکرل کی پشت پر یا کہ پشت کے سوا ہے اور چیز پر اگرچہ
وہ چیز نمازی کا جز ہو مثلاً اُسکی ہتھیلی یا دونون ران یا زانو پر سجدہ کرنا جائز ہے
لیکن بے عذر درست نہین اور بہ نسبت موضع قدم کے آدھ گز سے زیادہ بلند ہوگا
بے عذر سجدہ درست نہین اور سجدہ کی طرف جانے کے وقت پہلے دونون زانو
زمین پر برابر رکھے پھر دونون ہاتھون کو رکھے بلاغ المبین کی فصل سجدہ مین سجدہ کی
کیفیت کے بیان مین لیکن اگر کسی عذر سے قبل زانو رکھنے کے ہاتھ رکھے
تو مضائقہ نہین پھر کف دست کے درمیان مین پیشانی پھر ناک رکھے اسطور پر
کہ انگوٹھے کانون کی لو کے برابر ہوجائین اور ہاتھون کی انگلیان ملی ہوئی رکھے
تاکہ سب قبلہ کی طرف متوجہ رہین اور نہین مستحب ہے کشادہ رکھنا انگلیون کا

مگر رکوع کے اندر اور نہ باہم ملی رکھنی مگر سجدہ کے اندر اور اُسکے برعکس اُٹھے اور
کم سے کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہے اور کشادہ کرے اپنے دونون
بازوؤن کو اگر دوسرے کو ایذا نہو اور دور رکھے اپنے پیٹ کو رانون سے اور عورت
سجدہ مین پست ہو اور سارے اعضا باہم ملے رکھے پھر سجدہ سے اپنا سر اُٹھاوے
تکبیر کہتا ہوا اور اُٹھنے کے وقت پہلے چہرہ پھر ہاتھ اُٹھاوے اور سجدہ سے
سر اُٹھانے مین اگر نمازی بیٹھنے کے قریب ہو جائیگا تو سر اُٹھانا صحیح ہوگا
ورنہ درست نہوگا اور ہدایہ مین اسی قول کی تصحیح کی ہے اور نہر الفائق اور شرنبلالیہ مین
اسی قول کو ترجیح دی ہے اور نماز کا سجدہ پورا ہوتا ہے سر اُٹھانے سے اسی قول پہ
فتویٰ ہے جیسے سجدۂ تلاوت سر اُٹھانے سے پورا ہوتا ہے بالاتفاق اور بیٹھے
دونون سجدون کے درمیان مین اطمینان سے یعنی بقدر ایک بار سبحان اللہ
کہنے کے اور رکھے اپنے دونون ہاتھ رانون پر جیسے تشہد مین رکھتے ہین
اور دونون سجدون کے درمیان مین کوئی ذکر اور قومہ مین کوئی دعا مسنون
نہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اُٹھاتے سر اپنا رکوع سے کہتے سمع اللہ
لمن حمدہ تو کہا ایک شخص نے آپ کے پیچھے سے ربنا لک الحمد حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ
بعد نماز کے حضرت نے فرمایا کون تھا کہنے والا ان کلمون کا کہا ایک شخص نے
مین تھا فرمایا کہ دیکھا مین نے کتنے اور تیس فرشتہ ہین کہ جلدی کرتے ہین کونسا
اُنمین سے لکھے ثواب اُنکا پہلے الخ ملخصا بخاری بلاغ المبین قومہ مین عا پڑھنے کے
بیان مین اور اسی طرح جلسے رکوع اور سجدہ مین تسبیح کے سوا اور کچھ نہ کہے اور جو ذکر
یا دعائین کہ ان مواضع مین وارد ہین وہ نماز نفل پر محمول ہین لیکن جس احتلاف کی

مسئلہ پر عمل کرتے ہین کراہت ہو تو احتیاطاً اسکی رعایت کرنی مستحب ہے مثلاً یہ جلسہ اگر
نفل کا ہو تو اسمین طلب مغفرت کا اللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ وَاھْدِنِیْ
وَارْزُقْنِیْ کہنا سنت ہے اور نسائی اور ابن ماجہ مین یہ استغفار مروی ہے رَبِّ اغْفِرْلِیْ
رَبِّ اغْفِرْلِیْ اور اگر فرض کا جلسہ ہو تو طلب مغفرت مستحب ہے اور امام احمد کے نزدیک مطلقاً
فرض ہے عمداً اسکے ترک سے نماز باطل ہو جاتی ہے پھر تکبیر کہتا ہوا دوسرا سجدہ اطمینان سے
کرے اور اسمین تسبیحات کہے اور اسکے بعد تکبیر کہے اٹھنے کے لیے اپنے دونون
قدم کے بل بدون زمین پر سہارا دیے اور آرام کے لیے بیٹھنے کے اور اگر سہارا
دیگا تو کچھ مضائقہ نہین اسکی حدیث بہت صحیح ہے اور مکروہ ہے اٹھنے کے وقت
اپنا ایک پانون آگے بڑھانا اور دوسری رکعت مثل اول کے ہے یعنی ارکان اور
واجبات اور سنن مین دونون یکسان ہین بجز اسکے کہ دوسری رکعت مین ثنا
اور اعوذ نہ پڑھے اسلیے کہ ثنا اور اعوذ صرف ایک بار مشروع ہوئی ہین اور سنت
موکدہ مین ہاتھ اٹھانا اگرچہ چند جگہ ہین تو نماز مین یعنی تکبیر تحریمہ کے لیے اور قنوت کے لیے
اور عید کی تکبیرون کے لیے اور دعا مین اور مینھ کی طلب مین ہاتھون کا اٹھانا مستحب ہے
پس اپنے دونون ہاتھ اپنے سینہ کے برابر اٹھا کے پھیلاوے آسمان کی طرف
کہ وہ دعا کا قبلہ ہے مگر کوئی یہ وہم نہ کرے کہ کریم متعال جس سے دعا مانگتے ہین
وہ اوپر کی جانب ہے اور دونون ہاتھون مین دعا کے وقت فرجہ ہے اگرچہ
تھوڑا ہی ہو اور دعا کے بعد ہاتھون کا اپنے منھ پر پھیر لینا سنت ہے صحیح تر قول ہین
اور رکعت ثانی کے دونون سجدون سے فراغت ہونے کے بعد مرد اپنا بایان پانون
بچھاوے اور اپنے دونون سرین اسپر رکھ کے بیٹھ جاوے اور داہنے قدم کو

کھڑا کرے اور اُسکی اُنگلیون کو کھڑی کرکے اُنکے سر قبلہ کی طرف کرے یہی سُنت ہے فرض اور نفل مین اور بچھے ہوئے پاؤن کی اُنگلیون کے سر بھی قبلہ رُخ رکھے جسقدر ہو سکین اور داہنا ہاتھ داہنی ران پر اور بایان ہاتھ بائین ران پر رکھے اور اُنکی اُنگلیون کو پھیلائے تھوڑے فرجہ کے ساتھ اور اُنگلیون کے سر دونون زانو کے پاس رکھے اور افضل یہ کہ زانو کو نہ پکڑے یہی صحیح تر ہے اور صرف تشہد پڑھے اور خاص ابن مسعود کا تشہد پڑھنا احسن ہے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اور تشہد کے الفاظ کو اُسوقت تصور کرے اسطرح کہ گویا نمازی اللہ تعالی کو تحیت پہونچاتا ہے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اپنے نفس اور احباب پر سلام بھیجتا ہے اور اشارہ کرنا سنت غیر موکدہ ہے یہی قول صحیح اور مفتی بہ اور قول جمہور ہے اپنے وقت داہنے ہاتھ کی اُنگلیون سے ترپن کا عقد کرے یا خنصر اور بنصر کا عقد اور وسطی اور ابہام کے سر ملا حلقہ کرکے مُسبحہ سے اشارہ کرے یعنی شہادت ذکر کرنے کے وقت حلقہ کرکے لا الٰہ کہنے کے وقت مُسبحہ کچھ اُٹھالے کہ یہ اشارہ نفی کا ہے اور الا اللہ کہنے کے وقت رکھدے کہ یہ اشارہ اثبات کا ہے اور اگر مقتدی اپنے امام سے پہلے تشہد پڑھ چکے تو ساکت بیٹھا رہے بالاتفاق اور مسبوق قعدہ آخر میں اتنا ٹھہر کے تشہد پڑھے کہ امام کے سلام پھیرنے کے وقت پڑھنے سے فراغت پاوے اگر قعدہ آخر ہو تو اُسمین مسبوق اور مقتدی برابر ہین اور فرض پڑھنے والے کو پہلی دو رکعتون کے بعد کی رکعتون مین سورہ فاتحہ کے پڑھنے پر اکتفا کرنا سنت ہے

ظاہر الروایہ میں اور اگر سورۂ فاتحہ سے زیادہ پڑھیگا تو مضائقہ نہیں ہے اور قعدۂ آخر مثل قعدۂ اول کے ہے لیکن قعدۂ آخر میں تشہد کے بعد درود پڑھے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اور عمر بھر میں ایک بار درود پڑھنا فرض ہے اسلیے کہ امر قطعی پر عمل ہو پھر اگر نماز میں بالغ ہوا اور قعدۂ اخیر میں درود پڑھا تو یہ درود قائم مقام فرض کا ہوگا اور جس مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اسم شریف ذکر کیا جائے ذکر کرنے والے اور سننے والے پر درود واجب مکرر واجب ہوگا لیکن ایک مجلس میں ایکبار واجب اور کفایت اور مکرر مستحب ہوگا اور یہی صحیح اور معتمد اور مفتی بہ ہے اور درود کے ترک سے قضا ہوگی جیسے چھینکنے والے کے جواب کی قضا ہوگی اور چھینکنے والے کی تحمید کا جواب ایک مجلس میں واجب ہے ایک بار اور بعضوں نے کہا کہ تین بار تک اور صحیح تر یہ کہ اگر زیادہ ہو تین بار سے تو اسکا جواب سنت ہے اور اسی طرح خداوند جل وعلا کے نام پر بھی ثنا کرنا واجب ہوگا لیکن ایک مجلس میں مکرر ذکر کرنے اور سننے سے ایک بار ثنا واجب وکافی اور مکرر مستحب ہوگا اور اگر اسکو ترک کیا تو اسپر قضا نہیں اور درود پڑھنا مکروہ تحریمی ہے نماز میں بجز قعدۂ اخیرہ اور آخر قنوت اور نماز جنازہ کے اور مستثنیٰ کیا ہے اُس نام کو جو ضمن میں درود شریف کے پڑھتا ہو لیکن اس صورت میں بھی غیر ذاکر پر درود واجب ہونے کو خاص کیا ہے اور اسی طرح مستثنیٰ کرنا چاہیے اُس صورت کا بھی کہ اسم شریف قرأت میں یا وقت خطبہ کے سُنے اسلیے کہ قرآن کا

سننا فرض کفایہ اور خطبہ کا سننا واجب ہے لیکن اپنے نفس مین درود پڑھنے اور
زبان سے سکوت اختیار کرنے مین دونون امر پر عمل ہوجاتا ہے وگر اُسے خود
پڑھتا ہو اور اسم شریف آجاوے تو افضل یہ ہے کہ پڑھنا قطع نکرے اور بعد پڑھنے کے
درود پڑھ لینا افضل ہے وگر نہ پڑھا تو اُسپر کچھ نہین اور درود کے بعد وہ دعا کرے
جو قرآن یا سنت مین ہو یا اُنکی نفس دعا سے مشابہ ہو یا وہ دعا کرے جو مخلوق سے
طلب کرنا محال ہو اور جو دعا قرآن و حدیث مین سے کسی مین نہو پس اگر اُسکا
مانگنا خلق سے محال ہو تو مفسد نماز نہین اور اگر اُسکا مانگنا اُنسے محال نہو گا تو
مفسد ہو گی بشرطیکہ دعا مذکور مقدار التحیات سے بیشتر ہو اور اگر قعدہ اخیرہ مین
اس مقدار کے بعد پڑھے تو نماز اُس سے کراہت تحریمی کے ساتھ تمام ہوجائیگی
جبتک کہ بھولا ہوا سجدہ نماز یا سجدہ تلاوت یاد نہ پڑے اسلیے کہ اُنکے یاد آنے سے
قعدہ اخیرہ باطل ہوجاتا ہے تو دعا نماز کے بیچ مین واقع ہو گی اسلیے مفسد ہو گی
اور فاسد ہو گی نماز دعاء مغفرت سے مطلقاً یعنی خواہ وہ دعا قرآن مین ہو
یا نہو اور اسی طرح فاسد نہو گی نماز طلب رزق سے اگر اسکو مقید مال وغیرہ سے
نکرے واسطے مستعمل ہونے رزق کے بندون مین بطور مجاز کے اور بعید نہین
کہ زبان عربی کے سوائے دوسری زبان مین دعا کرنی مکروہ تحریمی وگر نماز مین
نہو تو مکروہ تنزیہی ہو اور آیہ رَبَّنَا اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ
يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ پڑھنی مستحب ہے اور قرآن کی دعا اگر پڑھے تو نیت قرآن
ہونے کی اُس سے نکرے اسلیے کہ قرأت قرآن سوائے قیام کے دوسرے
رکن مین مکروہ ہے اور جب یاد ہو جاوے تب دعاے ماثورہ پڑھنی مستحب ہے

۱۲ سے آگو اس مسئلہ کی شامی دریافت کے فصل قرأت فی میں فتح سے شرح منیہ پر اتنا کل کیا منہ

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ
الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ
اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَمِنَ الْمَغْرَمِ اور حق یہ ہے کہ دعا مانگنی کافر کی مغفرت کے لیے حرام
اور سب مومنین کے لیے اُنکے سب گناہ بخشے جانے کی دعا حرام نہین اور اُسکے
بعد دونون طرف سلام کے لیے منھ پھیرنے مین مبالغہ کرے اسقدر کہ
داہنی طرف والے اور بائین طرف بائین رخسارہ کی سفیدی دیکھی جائے اور اگر
پہلے بائین طرف سلام پھیرا پھیر داہنی طرف تو سلام پھیرے صرف داہنی طرف
اور اگر سلام پھیرا اپنے سامنے کی طرف تو دوسرا سلام بائین طرف کو پھیرے اور
اگر بائین سلام کو پھیرنا بھول گیا تو اُسکو ادا کرلے جب تک کہ قبلہ کی طرف نشست
نکرلی ہو صحیح تر قول مین اور نہ کلام کیا ہو اور مقتدی سلام پھیرے امام کے ساتھ
اگر التحیات الخ پڑھ چکا ہو ورنہ پوری کرکے سلام پھیرے اور سلام مین اور تحریمہ مین
افضل یہ ہے کہ بعد امام کے ہو اس طرح کہ مقتدی ملاوے حرف ہمزہ لفظ اللہ کو
ساتھ حرف را اکبر کے اور مقتدی نماز سے نہین نکلتا امام کے سلام سے بلکہ اُسکو
سلام پھیرنا واجب ہے اور سلام پھیرے یہ کہتا ہوا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ
کہ ان الفاظ کو کہنا سنت اور افضل ہے اور سنت دونون ہے دوسرے سلام کو بہ نسبت اول کے
پست کہنا اور مُنیہ مین اس بات کو امام کے لیے خاص کیا ہے اور نیت کرے اپنے
خطاب السلام علیکم سے سلام اُن لوگون پر جو اُسکے داہنی اور بائین طرف اُسکی
نماز مین شریک ہون گو جن ہون سوائے عورات کے اور نیت کرے فرشتون محافظون کی
دونون سلامون مین بدون نیت شمار کے اور اسی طرح کاتب اعمال کی اور مقتدی قوم

اور فرشتون کی نیت پر زیادہ کرے سلام اپنا امام پر داہنی طرف اگر امام اُس طرف ہو
ورنہ بائین طرف اور اگر امام اُسکے سامنے ہو تو دونون سلامون مین امام کی نیت
کرے اور منفرد صرف محافظ فرشتون کی نیت کرے اور کاتبِ اعمال کی اور نماز پڑھکے
داہنی یا بائین طرف سے پھرکے مقتدیون کے سامنے ہو بیٹھے بلاغ المبین مین بخاری
اور مسلم سے لکہا اور جتنے عرصہ مین اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ
تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ پڑھی جائے اُس سے زیادہ فرض کے بعد
ادائے سنت مین تاخیر کرنی مکروہ تنزیہی ہے اور نفل پڑھنے کے لیے صفون کو توڑ دینا
سنت ہے اور سلام کے بعد گھر جاکے سنت پڑھنی اولیٰ ہے اور احادیث مین جو
وظائف بعد نمازون کے آئے ہین اُنمین یہ ذکر نہین ہے کہ سنتون سے پہلے اُنکو
پڑھنا چاہیے بلکہ وہ اسی پر محمول ہین کہ بعد سنتون کے پڑھی جائین کیونکہ سنتین
فرضون کی تابع ہین اُنسے اجنبی نہین تو جو ذکر سنتون کے بعد ہوگا وہ فرضون کے
بعد کہلائیگا اور نماز کے بعد مستحب ہے استغفار کرنا تین مرتبہ اور استغفار کو سارے
اذکار پر مقدم رکھے اور بخاری مین شداد بن اوس سے روایت ہے کہ فضل استغفار یہ ہے کہ کہے
اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى
عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ
لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ
اِلَّا اَنْتَ اُسکے بعد اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ الخ ایک مرتبہ اُسکے بعد تہلیل
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ

وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ ایک مرتبہ پڑھے فصل قرأت کے احکام میں نماز جمعہ اور عیدین اور صبح اور نوافل شب اور صحیح یہ کہ وتر کی ہر رکعت میں اور مغرب اور عشا کی پہلی دو رکعتوں میں ادا ہو یا قضا امام پر بلند آواز سے قرآن پڑھنا واجب ہے اور اگر اقتدا کیا نمازی کا بعد تھوڑی یا کل سورۂ فاتحہ آہستہ پڑھنے کے تو سورۂ مذکورہ کو بلند آواز سے اعادہ کرے اور نماز ظہر اور عصر کی اور نوافل روز کی ہر رکعت میں اور نماز مغرب کی تیسری رکعت میں اور نماز عشا کی آخر کی دو رکعتوں میں امام اور منفرد پر اور نماز وتر کی ہر رکعت میں منفرد پر پست آواز سے قرآن پڑھنا واجب ہے اور جس نماز میں بلند آواز سے پڑھا جاتا ہے اسمیں تنہا نماز پڑھنے والے کو بلند اور پست آواز سے قرآن پڑھنے کا اختیار ہے اور جہر افضل ہے لیکن جہر کے ادنی درجہ پر کفایت کرے اگرچہ اسے پست آواز سے پڑھنے کے وقت میں قضا کرتا ہو صحیح تر قول کے بموجب جیسا مختار ہے پست اور بلند آواز سے پڑھنے میں رات کا نفل پڑھنے والا تنہا جیسے وہ مسبوق کہ نماز جمعہ یا مغرب یا عشا و فجر کی ایک رکعت نہ پائے اور کھڑا ہو کے اسے پڑھنے لگے یعنی اسکو بھی اختیار ہے اور قرأت خفی کا ادنی درجہ سنانا اپنے کو ہے یا اپنے قریب کے شخص کو اور اعلی درجہ اسکا صرف حروف کا صحیح کرنا ہے اور ادنی جہر کا سنانا اُن غیر کو جو اُسکے قریب نہوں اور اسکے اعلی کی حد نہیں اور اگر ترک کرے سورہ کو پہلی دو رکعتوں میں مثلاً اگرچہ عمداً ہو تو آخر کی دونوں رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ بلند آواز سے اسے پڑھنا سنت ہے اور اگر سہو سے سورہ نہ پڑھی رکوع میں یاد آئے تو کھڑا ہو کے اسے پڑھے اور رکوع کا اعادہ کرے اور اگر پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کو ترک کرے تو آخر کی

دونون رکعتون مین نہ قضا کرے لیکن اگر رکوع مین یاد آسے تو کھڑا ہو کے اُسے پڑھے اور سورہ اور رکوع کو اعادہ کرے اور زبان سے قرآن مجید کی ایک آیہ پڑھنی فرض ہی ظاہر مذہب یہ یعنی وہ ایک جملہ نماز مین پڑھنا فرض ہی جسکی ابتدا اور انتہا کا اعتبار کیا گیا ہو اور اُس جملہ مین کم سے کم چھ حرف ہون اگرچہ تقدیرا ہون مثلاً لم یلد کہ فی الحال پانچ حرف ہین مگر چونکہ اصل مین لم یولد تھا پس تقدیرا چھ حرف ہوے اور ایک آیہ کا حفظ کرنا ہر شخص عاقل بالغ مسلمان پر فرض عین ہی اور سب قرآن کا حفظ کرنا فرض کفایہ ہی اور سنت عینی ہی ہر شخص مکلف کے لیے اور سیکھنا مسائل دینی کا فرض عین ہی اور جو مسائل اُس شخص کی حاجت سے زائد ہون اُنکا سیکھنا افضل ہی نفل پڑھنے اور باقی قرآن کے حفظ کرنے سے بشرطیکہ کچھ لوگ سب قرآن کو حفظ کرتے ہون اور قرآن مجید کا بھول جانا حرام نہین مگر جب بھولجاوے مصحف سے بھی طحطاوی مین شرح منیہ سے منقول ہی اور سورہ فاتحہ اور ایک چھوٹی سورہ کا حفظ کرنا واجب ہی ہر مسلمان پر اور مکروہ تحریمی ہی کم کرنا کسی چیز کا واجبات مین سے جیسے مکروہ تنزیہی ہی سنتون مین سے کسی چیز کا کم کرنا اور مسنون ہی کہ اگر مسافر کو جلد چلنا ہو تو بعد سورہ فاتحہ کے جس سورہ کو چاہے پڑھے و گر اطمینان ہو تو فجر مین طوال مفصل پڑھے اور ظہر مثل فجر کے ہی اور عصر اور عشا مین اُس سے چھوٹی اور مغرب مین بہت چھوٹی سورتین پڑھے اور مسنون ہی پڑھنا ضرورت مین بقدر حال کے اور مسنون ہی حضر مین امام اور منفرد کو پڑھنا طوال مفصل کا جو سورہ حجرات سے سورہ بروج تک ہین فجر اور ظہر کی نمازون مین اور سورہ بروج سے آخر لم یکن تک اوساط مفصل نماز عصر اور عشا مین پڑھنا اور باقی قصار مفصل نماز مغرب مین پڑھنا یعنی

ہر رکعت مین ایک سورہ ان سورتون مین سے جو مذکور ہوئین پڑھنا مسنون ہے اور
بدائع مین اندازہ نکرنے کو پسند کیا اور یہ کہ حال قرأت کا مختلف ہوتا ہے وقت اور قوم
اور امام کے باعث سے اور اب لوگون کا عمل اُسی پر ہے جسکو صاحب بدائع نے
اختیار کیا اور نماز فرض مین قرأت ٹھہر ٹھہر کے ہر حرف کو جدا پڑھے اور تراویح مین
متوسط طور پر اور نوافل شب مثلاً تہجد مین جلد پڑھنا جائز ہے نہ اسقدر کہ ترتیل ترک
ہو جائے اور صرف امام کو مسنون ہے اجماعاً فقط نماز فجر کی دوسری رکعت پر پہلی رکعت کو
طویل کرنا اور پہلی رکعت مین دو ثلث اور دوسری رکعت مین ایک ثلث قرأت مندوب ہے
اور باقی نمازون کی بھی پہلی رکعت کو طویل کرے اسطرح کہ ثنا اور اعوذ پڑھکے بہ نسبت
دوسری رکعت کی قرأت کے پہلی رکعت مین قرأت زیادہ کرے مگر تین آیتون سے کم
لیکن نماز سنن اور نوافل مین رکعت اول کو طویل کرنا مکروہ نہین مطلقاً اور فرائض
اور نوافل مین بہ نسبت پہلی رکعت کے دوسری رکعت کا طویل کرنا مکروہ ہے
بقدر تین آیتون کے اور متعین نہین ہے قرآن مین سے کچھ نماز کے لیے بطور فرض
کہ بے اُسکے نماز درست نہو بلکہ متعین ہے سورۂ فاتحہ ہر نماز مین بطور واجب کے
اور مکروہ ہے معین کرنا کسی سورہ کو نماز کے لیے بشرطیکہ اُسے واجب جانے اور
دوسرے کو جائز نہ سمجھے وگر پیروی سنت کی وجہ سے معین کو پڑھے اور بعضے
اوقات مین دوسری سورتون کو بھی پڑھ لیا کرے یا اُسکے سوا دوسری سورت
زیادہ ہو یا اُسے پڑھنا اُسکو سہل ہو تو مکروہ نہین اور مقتدی قرأت نہ جہری
نماز مین پڑھے نہ سری مین اور نہ سورۂ فاتحہ پڑھے نماز سری مین بالاتفاق بلکہ
مقتدی امام کی قرأت سُنے جب وہ پکار کے پڑھے اور چپ رہے جب وہ آہستہ پڑھے جیسا کہ

حضرت ابوہریرہؓ کا قول ہے کہ ہم امام کے پیچھے پڑہا کرتے تھے پس حکم نازل ہوا کہ جب قرآن پڑہا جاوے تو اسکو سنو اور چپ رہو پس سننا تو جہری نماز کے لیے خاص ہے مگر سکوت خاص نہیں اسلیے وہ جہری اور سری دونوں نمازوں میں مطلقاً واجب رہیگا اور اکثر کہتے ہیں کہ اکثر احادیث اسکے پڑہنے کی موید ہیں چنانچہ ابوداؤد کی حدیث کا ملخص یہ ہے کہ یہ محل ہے کہ پڑہے سورۂ فاتحہ سکتہ امام میں یا امام سے پہلے یا ساتھ یا پیچھے اُسکے یعنی رکوع میں جانے سے پہلے جہاں موقع پاوے آہستہ پڑہے لیکن مسبوق سے اسکا پڑہنا ساقط ہو جاتا ہے جب امام کو رکوع میں پاوے لیکن جسقدر احادیث امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑہنے میں وارد ہیں انکی کئی حالتیں ہیں بعض ضعیف اور بعض صحیح مرفوع معارض صحیح مرفوع کی اور بعض ماول اور ایسے ہی آثار صحابہ رضی اللہ عنہم لہذا کتابہ مولف عفا اللہ تعالیٰ عنہ وعن والدیہ کہ نہ پڑہنے کے واجب ہونے میں ہے اگر مقتدی ہمارا پڑہیگا تو نماز صحیح ہوگی صحیح تر قول میں در مختار وغیرہ کراہت کے ساتھ بقول امام ابی حنیفہ مظہری و تنویر الابصار اور یہی قول ہمارے مخالف فروع کے بھی ہیں اسکے نہ پڑہنے میں لیکن مولانا المولوی عبدالحی صاحب لکھنوی نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے اُسکا ملخص یہ ہے کہ نماز جہریہ میں امام کی قراءت مقتدی کو سننا اور چپ رہنا واجب اور نماز سریہ میں اُسے سورۂ فاتحہ پڑہنی مستحب ہے اور اسی طرح امام کے خطبہ پڑہنے کے وقت آدمی وہ بات نکرے جس سے سنا جاتا ہے اگرچہ لکھنا یا سلام کا جواب دینا ہی ہو مگر جب خطیب آیہ صلوا علیہ پڑہے تو سننے والا خطبہ کا اپنے نفس میں درود پڑہے اور زبان سے سکوت کرے خطبہ جمعہ کا ہو یا نکاح کا یا عید کا اور خطیب سے دور کے اشخاص اور نزدیک کے

برابر ہین سکوت اختیار کرنے کے واجب ہونے مین اور ترک سکوت مکروہ تحریمی ہی
اور فرض کفایہ ہی سننا قرآن کا لیکن واجب ہی قاری پر احترام اُسکا یہ کہ نہ پڑھے اُسے
راستہ اور موضع اشتغال مین اگر پڑھا تو قاری گنہگار ہوگا نہ اہل اشتغال واسطے
دفع حرج کے اور اگر پڑھے ایک سورہ ایک رکعت مین اور دوبارہ پڑھے اسی کو دوسری مین
عمداً تو مکروہ تنزیہی ہی لیکن اضطرار کی صورت مین بے کراہت جائز ہی اور کچھ مضائقہ نہین
اگر پہلی رکعت مین ایک جگہ سے پڑھے اور دوسری رکعت مین دوسرے مقام سے
اگرچہ دونون مقام ایک ہی سورہ مین سے ہون بشرطیکہ دونون مقامون مین
دو آیتون کا یا زیادہ کا فاصلہ ہو پس اقتضا مضایقہ نہین سے فائدہ دیا اسبات کا کہ
یہ مکروہ تنزیہی ہی تو اولی یہ کہ بے ضرورت ایسا نکرے پس اگر ایک آیہ کا فاصلہ ہوگا
تو مکروہ ہوگا اور لائق ہی یہ کہ پڑھے دو رکعتون مین ایک سورہ کے آخر سے اور دوسرے کو آن
آخر سے پڑھنا مکروہ تحریمی نہین مگر مکروہ تنزیہی ہی اور اسی طرح پہلی رکعت مین
اگر پڑھا کسی سورہ کے درمیان سے یا اول سے پھر دوسری رکعت مین پڑھا دوسر
سورۂ کے درمیان سے یا اول سے یا پڑھی چھوٹی سورہ تو صحیح تر یہ کہ مکروہ نہین لیکن
اولی یہ کہ بے ضرورت ایسا نکرے اور مکروہ ہی قرآن کو اُلٹا پڑھنا عمداً مثلاً پہلی
رکعت مین سورۂ اخلاص اور دوسری مین تبت یا ایک آیہ سے طرف دوسری آیہ کے
انتقال کرنا ایک رکعت مین یا خارج نماز مین گو دونون کے درمیان مین چند آیتون کا
فاصلہ ہو کیونکہ ترتیب آیتون کی واجبات قرأت سے ہی پس اگر سہواً کیا پھر یاد کیا
تو اعادہ کرے اور لڑکون کے لیے جو ترتیب بدل کے پڑھاتے ہین وہ تعلیم کی ضرورت کے
سبب سے ہی مگر جبکہ نماز مین قرآن کو ختم کرے تب آخر رکعت مین بعد سورۂ فاتحہ کے

پڑھی سورہ بقرہ ہم المفلحون تک اور اگر اول رکعت مین سورہ کافرون پڑھی اور دوسری مین
سورہ فیل یعنی خلاف ترتیب کے یا پہلی مین سورہ کافرون اور دوسری مین سورہ
تبت یعنی چھوٹی سورہ کا فاصلہ چھوڑ کے تو مکروہ ہے جب قصد ہو اور اگر سہو کیا یا بھول
یا ذکیا تو اسی سورہ کو تمام کرے جسے فی الحال پڑھتا ہے اور اگر نماز نفل ہو تو مکروہ نہین

باب امامت کے بیان مین امامت کی دو قسم ہے امامت صغری اور کبری
امامت صغری یہ تعلق ہونا مقتدی کی نماز کا ہے امام کی نماز سے سولہ شرطون کے
ساتھ دس شرطین اقتدا کی اور چھ امامت کی مسلمان ہونا بالغ ہونا عاقل ہونا مرد
ہونا عذرون سے سلامت ہونا جیسے نکسیر جاری رہنی اور توتلا ہونے وغیرہ سے
اور موجود ہونا شروط نماز کا مثل طہارت اور ستر عورت وغیرہ کے اور دس شرطین
اقتدا کی یہ ہین مقتدی کو اقتدا کی نیت کرنی اور امام اور مقتدی کی نماز کا مکان
متحد ہونا اور سوا ے فرض امام کے مقتدی اور کوئی فرض نہ پڑھتا ہو اور
مقتدی کے گمان مین امام کی نماز کا صحیح ہونا اور مرد کے برابر عورت کو کھڑا نہ ہونا
اور آگے نہ بڑھنا مقتدی کا اپنے امام سے بلحاظ ایڑی کے اور جاننا مقتدی کا
امام کے ایک رکن سے دوسرے مین جانے کو اور فی الجملہ جاننا مقتدی کا
امام کے حال کو یعنی اسکے مسافر یا مقیم ہونے کو ابتدا ے نماز مین معلوم ہو
خواہ انتہا مین اور ضروری نہین شروع ہی مین معلوم ہونا اور شریک ہونا مقتدی کا
امام کے ساتھ ارکان نماز مین اور ہونا مقتدی کا امام کے مانند یا اس سے کم
ارکان و شرائط نماز مین اور جماعت واجب ہے اسی قول پر ہین عامہ علما اور
یہی قول یقینی اور ٹھیک اور قوی تر ہے مگر جمعہ اور عیدین مین جماعت شرط ہے

ان دونوں کے صحیح ہونے کی اور تراویح میں جماعت سنت کفایہ ہے کہ محلہ میں کچھ لوگوں کے
ادا کرنے سے سب کے ذمہ سے ادا ہو جاتی ہے اور ماہ رمضان کے وتروں میں
جماعت مستحب ہے اور مکروہ ہے تکرار جماعت کا اذان واقامت کے ساتھ محلہ کی مسجد میں اور
مسجد محلہ سے یہ مراد ہے کہ جسکا امام اور جماعت مقرر ہو اور اگر اہل محلہ بدون اذان
واقامت کے جماعت کریں یا مسجد شارع عام پر ہو تو دوسری جماعت جائز ہوگی
بالاتفاق جیسے اُس مسجد میں جسکا امام اور موذن نہیں اور آدمی گروہ گروہ آکے
نماز پڑھتے ہوں تو افضل یہ ہے کہ ہر گروہ اذان واقامت جداگانہ سے نماز پڑھے اور
مسجد محلہ میں تکرار جماعت کی بدون اذان کے بھی مکروہ ہے اور یہ ظاہر الروایۃ ہے
لیکن جب دوسری جماعت پہلی جماعت کی صورت پر نہ ہو تو مکروہ نہ ہوگی یہی صحیح
اور اسی قول کو ہم لیتے ہیں اور محراب سے ہٹ کے کھڑے ہونے میں پہلی جماعت کی
صورت بدلجاتی ہے اور کمتر جماعت دو شخص ہیں یعنی ایک مقتدی امام کے ساتھ
اگرچہ مقتدی لڑکا تمیزدار ہو اور تنہا جن نماز مسجد میں ہو یا غیر مسجد میں اور صحیح یہ ہے امام ہونا جن کا
اسلیئے کہ وہ بھی مکلف ہیں اور جماعت واجب ہے مرد عاقل بالغ آزاد جماعت کی نماز پر
قدرت رکھنے والوں پر بدون حرج کے پس واجب نہیں بیمار اور اپاہج اور بہت کے
بیمار پر اور اُسپر جسکا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں مخالف جانب سے کٹا ہو یا اُسپر
جسکا فقط ایک پاؤں کٹا ہو اور واجب نہیں فالج زدہ اور اُس بوڑھے پر جو چلنے سے
عاجز ہو اور اندھے اور عاجز پر اگرچہ لیجانے والا موجود ہو اور واجب نہیں اُس شخص پر
جسمیں اور جماعت میں مینہ اور کیچڑ اور شدت کا جاڑا اور سخت اندھیرا حائل ہو
جس سے رستہ نظر نہ آئے اور آندھی صرف رات میں سند ہے یا خوف ہو مال کے

چوری جانیکا یا خوف ہو قرض خواہ یا کسی ظالم سے یا بول یا براز یا ریح کو ضبط کیے ہو یا خوف ہو قافلہ کے چلے جانے کا بشرطیکہ یہ شخص اُس قافلہ کا شریک ہو یا مریض کی خبر لینے والے کے چلے جانے سے خوف ہو مریض کو ایذا ہونیکا یا حاضر ہونا کہانیکا اگر بہوکہا ہو یا ایسا کہانا ہو جو رکنے سے بگڑ جائیگا یا مشغول ہو حصول فقہ مین اور یہ عذر بعض اوقات مین مقبول ہے اور جماعت مین زیادہ مستحق امامت کا وہ شخص ہے جو احکام فقط نماز کی صحت اور فساد کے زیادہ جانتا ہو بشرطیکہ ظاہری گناہون سے بچتا ہو اور دین مین مطعون نہو اور بقدر فرائض اور واجبات اور سنت نماز کے یاد رکہتا ہو اُسکے بعد جو شخص قرأت کی تجوید یعنی حروف اور مخارج اور مد اور شد وغیرہ کو خوب جانتا ہو اُسکے بعد اورع یعنی زیادہ تر بچنے والا اُن چیزون سے جنمین حلال و حرام ہونیکا شبہہ ہو اُسکے بعد جو پہلے مسلمان ہوا ہو اگر دو شخص ساتھی مسلمان ہوے ہون تو جسکا سن زیادہ ہو اور جس شخص کا ورع بہت دن کا ہو وہ مقدم کیا جائے اُسپر جسکا ورع کم مدت کا ہو اور ورع پر سب خصلتون کا قیاس ہوگا اور والی مقدم ہے پھر امیر پھر قاضی اور اگر کوئی شخص ایک قوم کا امام ہو اور وہ لوگ اُس سے نفرت کرتے ہین پس اگر اُنکی نفرت امام مین کسی خرابی کے لیے تھی یا اسوجہ سے کہ لوگ بہ نسبت امام مذکور کے زیادہ مستحق امامت ہین تو اُس شخص کو امام ہونا مکروہ تحریمی ہے وگر امام مذکور زیادہ حقدار امام ہونیکا ہو تو اُسکو امام ہونا مکروہ نہین اور مقتدیون کو اُس سے نفرت کرنی مکروہ ہے اور بندہ اور گنوار اور ولد الزنا اور اندہے کو امام ہونا مکروہ تنزیہی یعنی ترک اولی ہے اگر اُنکے سوا دوسرا امام اُنسے بہتر ہو جو حاضر ہو

ورنہ کراہت بھی نہیں بلکہ اگر ہر ایک اُن مین کا زیادہ عالم ہو قوم مین تو اُسی کو امام کرنا
اولیٰ ہے اور فاسق یعنی گناہ کبیرہ کے مرتکب کو امام ہونا مکروہ تحریمی ہے اور مبتدع کو
امامت کرنی مکروہ تحریمی ہے اور مبتدع وہ شخص ہے جو کسی قسم کے شبہ سے کوئی چیز
پیدا کرے مخالف اُس حق کے جسکی تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یا اصحاب
رضی اللہ عنہم نے کی ہو خواہ وہ حق بات علم ہو یا عمل یا حال اور اُس چیز کو دین متین
اور صراط مستقیم ٹھہرالیا ہو اگر عناد کی راہ سے نہو اور سرحد کفر کو نہ پہونچے وگر فاسق
یا بدعتی کے پیچھے نماز پڑھی تو جماعت کا ثواب پاویگا اور مکروہ تنزیہی ہے
نماز پیچھے بے ریش خوبصورت کے کہ محل فتنہ ہے اور پیچھے کم عقل کے وگر وہ
خوبصورت سب مین زیادہ عالم ہو اور خوف شہوت یا لوگون کی نفرت کا نہو
تو بے کراہت صحیح ہے اور اسی تنفر کی وجہ سے مکروہ ہے نماز پیچھے فالج زدہ کے اور پیچھے
اُس مبروص کے جسکا عارضہ برص پھیل گیا ہو اور مکروہ ہے نماز اُس شخص کے
پیچھے جو امامت کرے مزدوری لیکے کیونکہ معصیت اور طاعتون پر اجر لینا
باطل ہے لیکن مفتیٰ بہ متاخرین کے نزدیک یہ ہے کہ تعلیم قرآن اور اذان اور امامت پر
اجرت لینی درست ہے ضرورت کی وجہ سے اور اگر مذہب مقتدی کے فرض کا
مخالف کوئی شخص امام ہو پس اگر مقتدی یقین کرے کہ اُس امام نے فرائض یعنی
جو شرطین اور رکن اُس مقتدی کے اعتقاد مین ہین اُنکی رعایت کی ہے تو اقتدا
جائز ہے اور فتاویٰ غیاثیہ مین ہے کہ مختار یہ ہے کہ جب اِن اشیاؤن سے کچھ
معلوم نہو تو بھی اقتدا اُسکا جائز ہے اسلیے کہ اصل بات اُسکا نہونا ہے اور یہ
اطلاق اسبات کا فائدہ دیتا ہے کہ جب اسکے حال سے معلوم ہو کہ وہ موضع خلاف مین

حفاظت نہین کرتا تب بھی اقتدا اُسکا جائز ہی اور یہ قول سب اقوال سے زیادہ عدل و
انصاف ہی اور حقیقت حال کو خدا تعالی خوب جانتا ہی اور مکروہ تحریمی ہی طول دینا نماز کا
قوم پر قرأت اور اذکار مین مقدار سنت سے زیادتی کرکے قوم راضی ہون یا نہ اور مقدار
مسنون سے کم نہ کرے مگر ضرورت کی وجہ سے اور مکروہ تحریمی ہی جماعت صرف عورتون کی
اگرچہ نماز تراویح کی جماعت ہو لیکن نماز جنازہ مین صرف اُنکی جماعت مکروہ نہین
اور اگر نماز جنازہ مین مردون کی امام عورت ہوئی تو مردون کی نماز نہوئی تنہا
اُسی امام کی نماز ہوئی اُس سے فرض ساقط ہوگیا دوبارہ نماز نہ پڑھی جائے
مگر جبکہ مرد امام کے پیچھے مرد اور عورتین ہون اور مرد امام عورت کو خلیفہ کرے
تو اعادہ نماز کا کیا جائے اور اگر باوجود کراہت کے عورتین جماعت کرین تو امام
عورت اُنکے بیچ مین کھڑی ہو اور اگر آگے بڑھکے کھڑی ہوگی تو گناہگار ہوگی
بسبب خنثی کے کہ وہ عورتون کے بیچ مین نہ کھڑا ہو بلکہ آگے بڑھکے کھڑا ہو جیسے
بے ستر آدمیون کی جماعت مین بے ستر امام اُنکے بیچ مین رہے اور اُنکی جماعت
مکروہ تحریمی ہی اور مکروہ ہی حاضر ہونا عورتون کا جماعت مین اگرچہ حاضر ہونا جمعہ مین
یا عیدین یا وعظ مین ہو مطلقاً یعنی اگرچہ بوڑھی عورت ہو یا جوان وقت رات کے
مجمع مین حاضر ہو یا دن مین مذہب مفتی بہ پر اور اگر عورتون کا امام مرد ہو تو خلوت کے
مکان مین امامت نہ کرے حتی کہ اگر مسجد مین ہو تو دروازہ مسجد کھلا ہوا اور جماعت
گوشۂ مسجد مین نہو اور اگر خلوت مین جماعت ہو تو دوسرے مرد کا ہونا یا امام کی
محرم عورت کا ہونا ضرور ہی اور کہا امام شوکانی نے کہ حضرت بی عائشہ رضی امامت
عورتون کی اُنکے درمیان مین کھڑے ہوکے کی روایت کیا اس حدیث کو عبد الرزاق

اور دارقطنی اور بیہقی اور ابن ابی شیبہ اور حاکم نے اور مثل اسی کے بی بی ام سلمہؓ سے روایت کیا اسکو شافعی اور ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق اور دارقطنی نے بلوغ المرام اور مسک الختام میں لکھا ہے کہ حدیث ابو داؤد کی ابن خزیمہ کی تصحیح کی ہوئی دلیل ہے اثبات پر کہ امامت عورت کی اپنے گھر والوں کے لیے جائز ہے اگرچہ گھر میں مرد بھی ہوں کیونکہ موذن ام ورقہ کا ایک مرد بوڑھا تھا اور ظاہر یہ ہے کہ وہ اس بوڑھے کی اور اپنے غلام اور لونڈی کی امامت کرتی تھی اس سے معلوم ہوا کہ بوڑھے مرد اور غلام کو عورت کے پیچھے نماز پڑھ لینی منع نہیں بلوغ المرام میں جماعت کے ساتھ عورتوں کے نماز پڑھنے کے بیان میں اور اگر ایک مقتدی ہو لڑکا یا مرد ہو تو امام کی داہنی طرف قدم سے قدم برابر کر کے کھڑا ہو اگر مقتدی کا قدم امام کے قدم سے چھوٹا یا بڑا ہو تو ٹخنے سے ٹخنا برابر کر کے کھڑا ہو مذہب قوی پر یعنی بخلاف اس قول کے جو امام محمدؒ سے منقول ہے کہ مقتدی اسقدر پیچھے ہٹ کے کھڑا ہو کہ اسکی انگلیاں امام کی ایڑی کے برابر ہوں اور بائیں طرف اور پیچھے کھڑے ہونا جائز اور اساءت ہے یعنی برا کرنے کا موجب ہے اور اساءت میں ملامت مکروہ تحریمی سے کم اور تنزیہی سے زیادہ ہے اور امام حکم کرے مقتدی کو داہنی طرف کھڑا ہونے کے لیے اور اگر نماز شروع کر چکا تو اشارہ کرے اسکی طرف اپنے ہاتھ سے اور اگر ایک سے زائد مقتدی ہوں تو امام کے پیچھے کھڑے ہوں پس امام کو دو کے بیچ میں کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی اور دو سے زیادہ کے بیچ میں کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے اور اگر امام کے پیچھے جماعت ہو تو امام کے برابر ایک شخص کا کھڑا ہونا مکروہ ہے پس اگر اقتدا کی ایک کی دوسرے نے پھر آئے

تو بعضے کہتے ہین کہ امام کو آگے بڑھ جانا جائز ہی لیکن اولیٰ یہ ہی کہ امام بجائے خود ثابت رہے اور لائق ہی کہ پہلا مقتدی پیچھے ہٹ آوے اگر دیر کرے تو دوسرا مقتدی تکبیر تحریمہ کہکے پہلے مقتدی کو پیچھے کی طرف اپنے برابر کھینچ لے اور قبل تکبیر کے بھی کھینچ لینا مضائقہ نہین اگر دوسرا مقتدی امام کی بائین جانب کھڑا ہو جائے تو امام اُن دونون کو پیچھے ہٹنے کا اشارہ کرے اور یہی امر بہتر ہی اور سزاوار ہی کہ امام مقتدیون کو حکم کرے ایک دوسرے کے شانہ سے شانہ برابر کرکے صف باندھنے کا اسطرح کہ دو شخصون کے درمیان مین جگہ خالی نرہے اور امام کو صف سے آگے بڑھکے کھڑا ہونا واجب اور محراب مین کھڑا ہونا سنت ہی تاکہ جماعت کی دونون طرفین برابر ہو جائین اور ایک طرف امام کو کھڑا ہونا مکروہ ہی اور جب امام کی دونون طرفین برابر ہون تو اب جو مقتدی آوے وہ داہنی طرف ملے اور اگر صف مین جگہ چھوٹی ہو تو آنے والا اپنے داخل ہونے سے اُسے بھر لے اور اگر صف اول مین جگہ خالی دیکھے تو پچھلی صف والون کو چیر کے اُس جگہ مین داخل ہو جائے اور اگر بدون حکم آنے والے کے صف مین نمازی نے اُسے جگہ دی یا اُسکا حکم پا کے ہٹ گیا یا آنے والے نے اُسے صف مین سے پیچھے کھینچ لیا تو اگر ہٹنے والا یہ سمجھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی اطاعت کرتا ہون تو کسی صورت مین اُسکی نماز نہ ٹوٹیگی و اگر شریک ہونے والے کی خاطر سے نمازی ہٹیگا تو نماز ٹوٹ جائیگی آہ اول صف آزاد بالغ کی ہو دوم آزاد لڑکون کی سوم بالغ غلامون کی چہارم صف غلام لڑکون کی ہو پنجم صف آزاد و غلام بالغ خنثی کی ہو اسطرح کہ دو شخصون کے بیچ مین کوئی چیز آڑ ہو یا فاصلہ ایک شخص کا چھوڑا رہے ششم صف آزاد لڑکے خنثی کی ہفتم غلام لڑکے خنثی کی ہشتم

آزاد بالغہ عورتون کی تیسرم آزاد نابالغہ عورتون کی دہم بالغہ لونڈیون کی یازدہم صف
نابالغہ لونڈیون کی ہو اور جبکہ محاذی ہو کوئی عورت مرد کی ایڑی اور ٹخنہ کے ساتھ
گو لونڈی یا کوئی اور محرم ہو تو مرد کی نماز ٹوٹ جائیگی دہ من اثر طون کے پائے
جانے سے اور نہین صحیح ہے اقتدا مرد کا پیچھے عورت کے اور خنثی کے اور مختار یہ ہے
کہ نہین صحیح ہے اقتدا مرد بالغ کا پیچھے لڑکے کے کسی نماز مین اور اقتدا نابالغ کا نابالغ کے
پیچھے صحیح ہے اور نہین صحیح ہے اقتدا پیچھے مجنون کے اور پیچھے اس شخص کے جسپر نشہ
غالب ہو اور پیچھے کم عقل کے اور نہین صحیح ہے اقتدا صحیح کا پیچھے معذور کے اور اپنے
مثل کی اقتدا جائز ہے لیکن بنا اتحاد کی اور خنثی مشکل خنثی مشکل کی اقتدا نہ کرے
اور نہین درست ہے اقتدا اس شخص کا جسکو ایک آیہ بطریق احسن یاد ہو پیچھے
غیر احسن پڑھنے والے کے اور نہین جائز ہے اقتدا امی کا پیچھے گونگے کے بسبب
قادر ہونے امی کے تحریمہ پر اور اقتدا گونگے کا پیچھے امی کے درست ہے اور صحیح ہے نماز
اگر پڑھی ہر ایک یعنی امی اور قاری نے تنہا صحیح قول مین اگرچہ شروع کی ہو دونون نے
ساتھ یا پہلے شروع کی ہو امی نے یا قاری نے اور نہین صحیح ہے اقتدا ستر پوش کا
پیچھے ننگے کے پس اگر بے ستر امام ہو لئے ستر ون کا اور ستر پوشون کا تو امام کی
اور بے ستر مقتدیون کی نماز جائز ہے بالاتفاق وگر امی امام ہو چند امی اور قاریون کا
تو سبکی نماز فاسد ہوتی ہے اور نہین درست ہے اقتدا اس شخص کا جو رکوع و سجود
کر سکتا ہے پیچھے اس شخص کے جو اشارے سے پڑھتا ہو اسلیے کہ بنا قوی کی ضعیف پر
نہین ہو سکتی اور نہین صحیح ہے اقتدا فرض پڑھنے والے کا پیچھے نفل پڑھنے
والے کے اور پیچھے دوسرا فرض پڑھنے والے کے اور نہین درست ہے اقتدا

نذر کرنے والے کا پیچھے فرض پڑھنے والے اور دوسرے نذر کرنے والے کے اسلیے
کہ ایک ہونا نماز کا جو شرط اقتدا ہی ان دونون صورتون مین نہین پایا جاتا اگر اس صورت مین
جائز ہی کہ اُسنے بھی وہی نذر کیا ہو جو دوسرے نے کی اور نہین درست ہی اقتدا نماز
نذر پڑھنے والے کا پیچھے قسم کی نماز پڑھنے والے کے اور قسم کی نماز والے کا اقتدا
پیچھے نذر کی نماز والے کے اور قسم کی نماز والے کے اور نفل پڑھنے والے کے درست ہی
اور نہین صحیح ہی اقتدا دوگانہ طواف پڑھنے والے کا پیچھے دوگانہ طواف پڑھنے
والے کے اور نہین درست ہی اقتدا لاحق اور مسبوق کا پیچھے اپنے مثل کے اور یہی
حال ہی اگر اقتدا کرے لاحق پیچھے مسبوق کے اور مسبوق پیچھے لاحق کے اور
نہین صحیح ہی اقتدا پیادہ کا پیچھے سوار کے اور نہ اقتدا سوار کا پیچھے دوسرے جانور پر
سوار کے بسبب اختلاف مکان کے اور نہین صحیح ہی اقتدا فصیح کا پیچھے
توتلے کے بموجب اصح قول کے اور توتلا وہ شخص ہی جسکی زبان سے ایک حرف کی
جگہ دوسرا نکلے اور ہکلا توتلا نے مین داخل ہی اور ہکلا وہ شخص ہی جو کوئی حرف
حروف تہجی سے نہ بول سکے یا حرف بدون مکرر کرنے کے نہ نکال سکے اور توتلے کو
ہمیشہ واجب ہی کہ صحیح کرنے مین الفاظ کے کوشش کرے اگر بعد کوشش کے الفاظ
صحیح نہ نکال سکیگا تو اُسکی نماز جائز ہوگی وگر بدون کوشش پڑھیگا تو نماز
فاسد ہوگی بشرطیکہ بقدر فرض کے اس طرح قرآن نہ پڑھ سکے جسمین تتلاوے
وگر پڑھ سکتا ہی تو اسپر کوشش کرنی ضرور نہین نہ دوسرے صحیح پڑھنے والے کا
اقتدا الاتم ہی اور جس صورت مین اقتدا مین فساد آنے کے بسبب نہ پائے جانے کسی
شرط کے مثلاً اقتدا صحیح کا پیچھے معذور کے تو نماز اصل سے منعقد نہوگی اور

اگر دو نمازون کے مختلف ہونے کی جہت سے اقتدا مین فساد ہو تو اُس مقتدی کی
وہ نماز نفل غیر مضمون منعقد ہو کے اقتدا باقی رہیگی یعنی اُسکو توڑنے سے اُسکے ذمہ
قضا لازم نہوگی اور منع کرتی ہی اقتدا سے عورتون کی صف بدون ایسے حائل یعنی
آڑ کے جو مقدار ایک ہاتھ کے ہو یا بدون اُنکے مرتفع ہونے کے قدآدم کے برابر
اور عورتون کی صف اگر پوری ہو تو جتنی صفین مردون کی اُنکے پیچھے ہونگی
سبکی نماز فاسد ہوگی اور اگر تین عورتین ہونگی تو مردون کی پچھلی صفون مین سے
تین تین محاذیون کی نماز آخر صف تک فاسد ہوگی اور اگر دو عورتین ہونگی تو صرف
اول صف کے اُن دو مردون کی نماز فاسد ہوگی جو اُن دونون عورتون کے
پیچھے محاذی ہونگے اسی طرح ایک عورت سے بھی اُسکے پیچھے کے ایک ہی
مرد کی نماز فاسد ہوتی ہی نہ آخر صفوف تک اور منع کرتا ہی اقتدا سے رستہ عام نافذ
جسمین وہ گاڑی گذر سکے جسے بیل کھینچتے ہین اور منع کرتی ہی اقتدا سے نہر
جسمین کشتیان چل سکین اگرچہ چھوٹی کشتی ہو اور اگرچہ نہر مسجد مین ہو
اور منع کرتا ہی اقتدا سے خلا یعنی اتنا میدان جنگل مین یا بہت بڑی مسجد مین
کہ اُسمین گنجائش دو صفون یا زیادہ کی ہو مگر جبکہ صفین متصل یعنی ملی ہوئی
ہون تو صحیح ہی اقتدا مطلقاً یعنی اگرچہ بیچ مین نہر یا راہ نافذ ہو مثلاً راہ مین
تین شخص کھڑے ہو جائین تو صفین متصل ہو جائینگی لیکن ایک شخص کے
کھڑے ہونے سے متصل ہونا ثابت نہوگا بالاتفاق جیسا دو کا کھڑا ہونا طرفین
یعنی امام اور محمد کے نزدیک اور یہی قول صحیح تر ہی اور گھر صحیح تر قول مین مثل
مسجد کے ہی یعنی اُسمین بھی بدون متصل ہونے صفون کے اقتدا صحیح ہی

اور بڑا مکان مثل جنگل کے ہے اور حد بڑے کی یہ کہ جسکا صحن چالیس ہاتھ یا زیادہ کا ہو
اور یہی قول مختار ہے اور حائل کا ہونا درمیان امام اور مقتدی کے اقتدا کو منع نہیں کرتا
بشرطیکہ مقتدی پر حال اُسکے امام کا اُسکے یا اُسکے مکبر کی آواز سننے کے سبب سے
یا اُسکو یا دوسرے مقتدی کو دیکھنے کے سبب سے مشتبہ ہو اگرچہ بچھنا جھجری دار
دروازہ سے ہو جو امام تک پہونچنے کا مانع ہو صحیح تر قول میں اور اقتدا کے منع
نہونے کی دوسری شرط یہ ہو کہ مکان مختلف نہو حقیقت میں جیسے مسجد اور گھر ہے
صحیح تر قول میں اور نہ حکماً مکان جدا ہو صفوں کے ملنے کے وقت یعنی اگر
درمیان میں رستہ یا نہر ہو تو ہر چند دونوں کنارے ان دونوں کے مکان
مختلف ہیں مگر صفوں کے متصل ہونے کی صورت میں حکماً ایک ہی مکان ہیں
اسلیے مانع اقتدا نہیں اور اقتدا درست ہو لیجیے اُس مکان کی چھت سے جو مسجد کا
ہمسایہ ہو بشرطیکہ اُسکے اور مسجد کے درمیان شارع عام تھا یا ہو مگر صفوں سے
بھر گیا ہو اور صحیح ہے اقتدا کرنا اُس وضو والے کا جسکے ساتھ پانی نہیں پیچھے اُس
تیمم والے کے جسنے پانی نہونے کی جہت سے تیمم کیا اور اگر پانی ہوگا تو اقتدا درست نہوگا
اور اگر اور عذر سے تیمم کیا ہوگا تو اقتدا صحیح ہوگا اور درست ہے اقتدا دھونے
والے کا پیچھے اُس شخص کے جو موزہ پر یا عضو شکستہ کی بندش پر مسح کرتا ہے اور
درست ہے اقتدا کھڑے ہوے شخص کا پیچھے بیٹھے ہوے کے جو رکوع و سجود کرتا ہے
یعنی اشارہ سے نہیں پڑھتا اور درست ہے اقتدا کھڑے ہونے والے کا
پیچھے پشت خمیدہ کے اگرچہ اُسکا کُب رکوع کو پہونچ گیا ہو قول معتمد پر اور صحیح ہے
اقتدا اشارہ سے پڑھنے والے کا پیچھے اپنے مثل کے لیکن اگر امام لیٹ کے

اشارہ کرتا ہو اور مقتدی بیٹھکے یا کھڑے ہو کے اشارہ کرتا ہو تو درست ہوگی یہی
مختار ہے اور درست ہے اقتدا نفل پڑھنے والے کا پیچھے فرض پڑھنے والے کے لیکن
تراویح میں اقتدا فرض پڑھنے والے کے پیچھے صحیح نہیں صحیح قول میں اور صحیح ہے اقتدا
نفل پڑھنے والے کا پیچھے نفل پڑھنے والے کے اور درست ہے اقتدا شخص مقیم کا
نماز عصر میں غروب آفتاب کے بعد پیچھے ایسے شخص کے جو [illegible] پیشتر
نماز عصر کا تحریمہ کر چکا ہو اور بموجب صحیح تر قول کے امام کے ذمہ لازم ہے کہ بزبان
کہہ کے یا خط لکھکے یا قاصد بھیجکے خبر دیوے قوم کو اگر وہ امام بے وضو یا ناپاک تھا
یا نماز باطل کرنے والا کسی شرط یا رکن کا تھا اگر مقتدی معلوم ہوں ورنہ اسپر لازم نہیں مگر
تھوڑے نامعلوم ہوں تو معلوم کو خبر دینی لازم ہے پس اگر امام سچا ہے تو مقتدیوں پر
پھر نماز پڑھنی واجب ہے اگر امام عادل نہیں ہے تو مستحب ہے اور اقتدا کرنے کے بعد
جسکی بعضی یا کل رکعتیں کسی عذر سے فوت ہو گئی ہوں وہ لاحق ہے اور حکم
اسکا مقتدی کے مانند ہے یعنی فوت ہوئی رکعتوں میں قرأت نہ پڑھے اور اگر
اسکے پڑھنے میں سہو ہو جائے تو سجدہ سہو نہ کرے اور اگر مسافر لاحق ہوا
اور فوت ہوئی نماز کو پڑھنے کی حالت میں اقامت کی نیت کر لی تو دو ہی رکعتیں
اسکے ذمہ رہینگی چار نہو جائینگی اور فوت ہوئی کو پہلے پڑھے پھر امام کی متابعت کرے
اور لاحق اپنی فوت ہوئی نماز کو ادا کرنے کے بعد امام کی متابعت کرے اگر امام کو
نماز میں پاوے ورنہ نماز پوری کرے اور اگر کوئی شخص مسبوق ہوا ہو مثلاً
امام کے ساتھ دوسری رکعت میں شریک ہوا ہو پھر مثلاً تیسری رکعت کسی عذر سے
فوت ہو گئی ہو تو پہلے اسے بے قرأت کے پڑھے جسمیں لاحق ہوا یعنی تیسری رکعت کو

پھر امام کا شریک ہوا اگر امام کو نماز مین پاوے اور اُسکے بعد اُسسے پڑھے جسمین مسبوق ہوا
یعنی پہلی رکعت کو اور اگر پہلے دو رکعت پڑھی جسمین مسبوق ہوا یعنی پہلی رکعت کو
پھر وہ پڑھی جسمین لاحق ہوا یعنی تیسری رکعت کو تو بھی نماز صحیح ہوگی اور گنہگار ہوگا
بسبب ترک ہونے ترتیب رکعتون کے جو واجب ہے اور اول رکعت کے رکوع کے
بعد امام کے ساتھ جو ملے وہ مسبوق ہے اور چار باتون مین مسبوق لاحق کے عکس ہے
یعنی مسبوق اپنی نماز مین قرآن پڑھیگا اور اگر اُسمین سہو کریگا تو سجدہ سہو کرنا پڑیگا
اور نیت اقامت سے اُسکا فرض بدل جائیگا اور اول امام کی متابعت کریگا اُسکے
فارغ ہونے کے بعد باقی نماز پڑھیگا اور اپنے امام کی متابعت کرنے کے اور امام کے
فارغ ہونے کے بعد مسبوق اکیلے کا حکم رکھتا ہے اُسقدر نماز کے پڑھنے مین جو
امام کے ساتھ نہین پائی پس اگر اثناے متابعت مین پڑھیگا تو نماز ٹوٹ جائیگی
اور جب بعد سلام امام کے اُسے قضا کرے تب چاہیے کہ ثنا اور اعوذ پڑھکے
اگر ایک رکعت دو رکعت والی نماز سے یا دو رکعتین تین رکعتون والی نماز سے
یا تین رکعتین چار رکعتون والی نماز سے امام کے ساتھ پائی ہین تو ایک رکعت
فاتحہ و سورہ کے ساتھ پڑھکے سلام پھیرے اور اگر ایک رکعت تین رکعتون
والی نماز سے پائی ہے تو ایک رکعت فاتحہ و سورہ کے ساتھ پڑھکے اور تشہد
پڑھکے پھر اور ایک رکعت فاتحہ و سورہ کے ساتھ پڑھکے سلام پھیرے اور
اگر ایک رکعت چار رکعتون والی نماز سے پائی ہے تو ایک رکعت فاتحہ و سورہ کے ساتھ
پڑھکے قعدہ کرے پھر ایک رکعت فاتحہ و سورہ کے ساتھ اور ایک رکعت صرف
فاتحہ کے ساتھ پڑھکے قعدۂ اخیرہ کرکے سلام پھیرے اور اگر چار رکعتون والی نماز سے

دو رکعتین امام کے ساتھ پائی ہین تو وہ رکعتین فاتحہ و سورہ کے ساتھ پڑھ کے قعدۂ اخیرہ
کر کے سلام پھیرے اور اقتدا مسبوق کے پیچھے جائز نہین اور اگر مسبوق کھڑا ہوا
قضاء فائتہ کے لیے اور امام نے سجدۂ سہو کیا تو واجب ہی کہ امام کے ساتھ شریک
ہو جائے اور مسبوق کو لائق ہی کہ امام کے پہلے سلام کے بعد قضاء فائتہ کے لیے
اٹھنے مین جلدی نہ کرے یہان تک کہ سمجھے کہ امام کے ذمہ سہو نہین ہی جب امام
دوسری طرف سلام پھیرے اسوقت اٹھے اور اگر قبل سلام کے بقدر تشہد امام کے
ساتھ بیٹھنے سے پیشتر کھڑا ہو کے پڑھنے لگا تو اسکا ادا کرنا معتبر نہوگا مگر بقدر تشہد امام
بیٹھنے کے بعد سلام کے قبل کھڑا ہوا ہو تو کراہت تحریمی کے ساتھ معتبر ہوگا لیکن
اگر عذر ہو تو توقف کرنے مین مثلاً بے وضو ہو جانے کا یا وقت نماز جاتے رہنے کا
خوف ہو تو مکروہ نہین پس اگر مسبوق اپنی بقیہ نماز سے فارغ ہوا سلام امام سے پیشتر
پس سلام مین اسکی متابعت کی تو صحیح ہی اور اگر مسبوق امام کے ساتھ سجدۂ سہو مین
شریک ہو تو چاہیئے کہ اپنی نماز کے آخر مین سجدۂ سہو کرے اور مسبوق کا عود کرنا
اور سجدۂ صلبی مین یعنی نماز کے بھولے ہوئے سجدہ کے ادا کرنے مین اور سجدۂ تلاوت
اور سجدۂ سہو مین امام کی متابعت کرنی اسوقت تک ہی کہ اپنی رکعت فائتہ کا سجدہ
نہ کیا ہو اگر کیا تو امام کے سجدۂ صلبی کو ادا کرنے مین شریک ہونے کے سبب سے
نماز ٹوٹ جائیگی مطلقاً یعنی خواہ متابعت کرے یا نہ کرے اور اپنی رکعت فائتہ کا
سجدہ کرنے کے بعد امام کے سجدۂ تلاوت اور سجدۂ سہو مین متابعت کرنے سے
نماز ٹوٹ جائیگی مگر اسمین متابعت نہ کریگا تو نہ ٹوٹیگی اور اگر مسبوق نے بھول کے
سلام پھیرا بعد سلام امام کے تو اسپر سجدۂ سہو واجب ہی مگر سلام امام سے پیشتر

یا اُسکے ساتھ ہی پھیر تو سجدۂ سہو واجب نہین اور اگر مسبوق کا امام پانچوین رکعت کے لیے
کھڑا ہوگیا اور مسبوق نے اُسکی متابعت کی پس اگر امام بعد قعدۂ اخیرہ کے کھڑا ہوا ہے
تو نماز مسبوق ٹوٹ جائیگی وگر امام نے قعدۂ اخیرہ نہین کیا اور کھڑا ہوگیا تو نہ ٹوٹیگی
جب تک اُس رکعت کو سجدہ سے مقید کرے کیونکہ اُس رکعت کا سجدہ کرنے سے
امام کی نماز نفل ہو جائیگی اسلیے نماز مسبوق ٹوٹ جائیگی اور اگر امام نے اپنے ذمہ سہو کا
گمان کرکے سجدہ سہو کے لیے کیا اور مسبوق نے اُسکی متابعت کی پھر ظاہر ہوا کہ
امام پر سہو نتھا تو نماز مسبوق نہین ٹوٹی بخاری اور مسلم مین ابی ہریرہؓ سے روایت ہے
کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نہین ڈرتا وہ شخص کہ اُٹھاوے
سر اپنا پہلے امام سے یہ کہ بدل ڈالے اللہ تعالی سر اُسکا سر گدھے کا سا مشکوۃ
کہا خطابی نے کہ جائز ہے حمل کرنا اسکا حقیقت پر کیونکہ اس امت مین مسخ خاص
جائز ہے اور ممتنع مسخ عام ہے مظاہر حق باب ما علی الماموم الخ موید اسکی یہ
نقل لکھی ہے کہ دمشق مین ایک بڑے محدث نے بعد ختم کرلنے فن علم حدیث کے حرص
شاگرد کی حدیث پر دیکھکے کہا کہ بچ اس سے کہ سبقت کرے تو امام سے اور جبکہ
بعید جانا تھا مین نے وقوع اُسکا اور سبقت کی تھی مین نے امام سے پس اپنے اور
اُسکے درمیان کا پردہ اُٹھاکے کہا کہ ہوگیا سر میرا جیسا کہ دیکھتا ہے تو
مظاہر حق وغیرہ باب خلیفہ کرنے کے احکام مین بنا جائز ہونے کے لیے
تیرہ شرطین ہین پہلی شرط ہونا حدث کا ایسا حدث کہ اُسمین اور اُسکے سبب مین
بندہ کو اختیار نہو وگر حدث اختیاری ہے تو بنا درست نہوگی سر نو سے نماز پڑھنی پڑیگی
دوسری یہ کہ ہونا حدث کا نمازی کے جسم سے یعنی خارج سے وہ نجاست جو مانع نماز ہے

نہ لگ جائے تیسری یہ کہ وہ حدث موجب غسل نہو مثلاً سوچنے سے انزال نہو گیا ہو
اور چوتھی یہ کہ حدث کا نادر الوجود نہونا پانچوین یہ کہ نمازی نے کوئی رکن حدث کے
ساتھ ادا نہ کیا ہو مثلاً سجدہ مین حدث ہوا اور اپنا سر بہ قصد ادا اُٹھایا تو نماز سر نو سے
پڑھے چھٹی یہ کہ وضو کے لیجانے یا واپس آنے کی حالت مین کوئی رکن نہ ادا کیا ہو
ساتوین یہ کہ کوئی فعل مخالف نماز نہ کیا ہو آٹھوین یہ کہ کوئی کام ایسا بھی نہ کیا ہو
جس سے نمازی کو چارہ ہو مثلاً پانی پاس تھا اور بلا ضرورت دور چلا گیا نوین یہ کہ
بدون عذر کے دیر نہ کی ہو اور عذر ہو مثلاً انبوہ کا ہونا پس اگر بدون انبوہ کے مقدار
ادا کرنے رکن کے توقف کریگا تو نماز ٹوٹ جائیگی اور بنا جائز نہو گی دسوین یہ کہ
اُس حدث سے پیشتر کا کوئی حدث ظاہر نہوا ہو جیسے گذر جانا مدت مسح موزہ کی
کہ اس صورت مین بھی نماز ٹوٹ جائیگی گیارھوین یہ کہ اُسکے کوئی نماز قضا یاد نکی ہو
اس صورت مین کہ وہ ترتیب والا ہو بارھوین یہ کہ مقتدی نے اپنی جگہ کے سوا مین
نماز کو پورا نہ کیا ہو اور مقتدی اُس امام کو بھی شامل ہے جو اپنے خلیفہ کا مقتدی ہو
تیرھوین یہ کہ امام نے ایسے شخص کو خلیفہ نہ کیا ہو جو لائق امامت نہ ہو مثلاً عورت کو
یا لڑکے کو وگر کیا تو سبکی نماز فاسد ہوگی پس اگر امام کو وہ حدث ہو جو بنا کا
مانع نہو اگرچہ بعد تشہد کے ہو اور گو نماز جنازہ ہو تو کسی مقتدی کو اپنا خلیفہ کرے
اشارہ سے یا محراب کی طرف کھینچنے سے اور امام اشارہ کرے خلیفہ کی طرف اُسقدر
انگلیون سے جسقدر رکعت باقی ہون اور رکھے اپنا ہاتھ زانو پر رکوع کے چھوٹ جانے کیلیے
اور پیشانی پر سجدہ کے رہ جانے کے لیئے اور منھ پر قرات کے رہ جانے کے لیے
اور پیشانی اور زبان دونون پر ہاتھ رکھے سجدہ تلاوت کے چھوٹ جانے کے لیے

اور فقط سینہ پر ہاتھ رکھے سہو کے لیے اگر امام کے ذمہ ہو اور اگر خلیفہ کو معلوم ہو
تو اشارہ کی حاجت نہیں اور امام خلیفہ کرے اسوقت تک کہ صحرا میں صفوں سے
یا موضع سجود سے تجاوز نہ کیا ہو مگر مسجد میں ہو تو جب تک باہر نہ نکلا ہو قول معتبر ہے
اسلیے کہ امام اپنی امامت پر باقی ہے لیکن جب اس حد سے تجاوز کر جائیگا یا اگرچہ بدون
اشارہ امام کے خود کوئی شخص مقتدیوں میں سے امامت کی نیت کر کے پیچھے سے
امام جا کھڑا ہوگا تو اسوقت اسکی امامت باقی نہ رہیگی وہ مقتدی امام ہو جائیگا
اگرچہ وہ صفوں سے یا مسجد سے نہ نکلا ہو اور یہی حکم ہے منفرد کے لیے اور اگر بعد کھڑے
ہو جانے خلیفہ کے امام کی جگہ میں امام کسی فائتہ نماز کو یاد کریگا یا کلام کریگا تو قوم کی نماز
نہ ٹوٹیگی اور اگر پانی مسجد کے اندر ہو تو حاجت خلیفہ کرنے کی نہیں مگر خلیفہ کر دیگا
تو اسکی نماز نہ ٹوٹیگی اور سر نو سے اپنی نماز پڑھنی اس امام کو فضل ہے جو اب
خلیفہ کر کے وضو کرنے کو آیا ہے اور متعین ہے سر نو سے نماز پڑھنی اگر بقدر تشہد نہ بیٹھا
بسبب جنون کے یا بسبب دانستہ حدث کرنے کے یا بسبب حدث کے گمان پر
تجاوز کر جانے کے ان حدوں سے جنکا ذکر پہلے گذر گیا یا بسبب اسکے جو غسل واجب
کرنے والا ہے سونے سے یا فکر سے یا دیکھنے یا شہوت کے ساتھ چھونے سے یا بسبب
بیہوشی یا قہقہہ کے اور جائز ہے امام کو خلیفہ کرنا جبکہ بند ہو جاوے قدر فرض قرات کے
پڑھنے سے اور قرات سے رکنا بسبب خجالت کے ہو یا بسبب خوف کے اور اگر
بول یا براز کے باعث سے امام نماز سے رک جاوے یا امام عاجز ہو رکوع اور سجود سے تو خلیفہ
کرنا جائز نہیں اور خلیفہ نہ کرے اچھا ہے اگر بھول جائے قرات کو بسبب اسکے کہ
امام اس صورت میں امی ہو گیا اور قوم کی نماز باطل ہو گئی پس اگر منفرد کو یہ صورت

پیش ہوگی تو وہ بھی بنا نکر سکیگا اور اگر کھولے اپنا ستر استنجا کرنے میں یا [illegible]
اپنا ہاتھ وضو کے لیے تو نماز ٹوٹ جائیگی اور بنا درست نہوگی بشرطیکہ ستر کھولنے کے بغیر ہو
پس اگر ناچار کھولنا پڑے مثلاً ستر کے ساتھ استنجا یا عورت کو وضو ممکن نہو تو
نماز نہ ٹوٹیگی یا وضو کے لیے جاتے یا واپس آنے کی حالت میں قراءت پڑھی تو نماز
ٹوٹ جائیگی صحیح تر قول میں بخلاف تسبیح کہنے کے صحیح تر قول میں کہ اس سے نماز
نہ ٹوٹیگی یا پانی مانگا اشارہ سے یا اسکو خریدا تعاطی سے تو نماز ٹوٹ جائیگی اور
تعاطی کے یہ معنی کہ دام سامنے بیچنے والے کے رکھدیا اور بکی ہوئی چیز کو اٹھا لینا
زبان سے ایجاب و قبول نہ کرنا تو جب تعاطی سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو ایجاب و قبول کے
ساتھ خریدنے سے بطریق اولی ٹوٹ جائیگی اور اگر بڑھ گیا قریب کے پانی سے دوسرے
پانی کی طرف تو مانع بنا ہے مگر بمقدار دو صفوں کے تجاوز کرنا یا قریب کے پانی کو
بھول جانے کے سبب سے یا اسپر انبوہ کثیر ہونے کی جہت سے یا قریب کا کنواں چھوڑکر
دوسرے پانی پر جانا بنا کا مانع نہیں اسلیے کہ کنویں سے پانی نکالنا مانع بنا ہے
مذہب مختار پر اور خلیفہ کرنے کا اور بنا کا منع کرنے والا ہے بے عذر توقف کرنا
بمقدار ادائے رکن کے اگرچہ قصد رکن کے ادا کا نہ کیا ہو بعد پیش ہونے حدث کے
مگر عذر کی جہت سے توقف کرنا منع کرنے والا نہیں جیسے نیند یا نکسیر کے باعث سے
مثلاً توقف کرنا اور جبتک درست ہوا امام کو بنا کرنا بسبب نہ پائے جانے مانع بنا کے
تو بقدر ادائے رکن کے بے توقف کیے ہوے وضو کرے ساتھ ہر سنت کے وضو کی
سنتوں سے اور بنا کرے اس نماز پر جو پڑھ چکا ہے اور اسے تمام کرے اسی جگہ جہاں
وضو کیا ہے اور وہاں تمام کرنا بہتر ہے یا پھر آوے اپنی جگہ پر مثل منفرد کے و گر خلیفہ

نماز سے فارغ نہوا ہو تو امام جس جگہہ نماز پڑھتا ہو یا اُسکے قریب جہان سے اقتدا درست ہے
چلا جانا واجب ہے بشرطیکہ امام مین اور اُسکے خلیفہ مین کوئی امر مانع اقتدا ہو جیسے
مقتدی کہ اگر اُسکو حدث ہو تو وضو کرکے اپنی جگہہ مین چلا جانا واجب ہے بشرطیکہ
اُسمین اور امام مین مانع اقتدا ہو ورنہ وضو کی جگہہ سے بھی اقتدا کر سکتا ہے اور اگر
نمازی نے قصداً کوئی کام مخالف نماز کے کرے بعد اپنے بیٹھنے کے بقدر التشہد کے
قعدۂ اخیرہ مین اگرچہ بعد بے وضو ہو جانے کے وہ کام کیا ہو تو اُسکی نماز صحیح ہوگی
بسبب پورا ہو جانے فرضون کے ہان یہ نماز اعادہ کی جائیگی بسبب چھوٹنے
سلام واجب کے اور اگر قعدۂ اخیرہ مین بقدر تشہد بیٹھنے کے پیشتر وہ عمل
مخالف نماز بے اختیاری سے پایا جائے تو نماز باطل ہوگی اور اگر بعد بیٹھنے
مقدار تشہد کے کوئی فعل مخالف نماز بے اختیار پایا گیا تو نماز باطل ہوگی
ان مسائل مین امام صاحب کے نزدیک اور صحیح ہوگی صاحبین کے نزدیک اور ترجیح دی ہے
کمال نے صاحبین کے قول کو اور شرح منیۃ مین ہے کہ ظاہر تر قول صاحبین کا ہے
پس ان مسائل کا پہلا مسئلہ یہ ہے کہ اگر بسبب نہ ملنے پانی کے یا نہ استعمال کر سکنے کے
تیمم کرکے نماز پڑھی اور قعدۂ اخیرہ مین تشہد کے بعد پانی نظر آیا یا اُسکے استعمال پر
قادر ہو گیا تو نماز باطل ہوگی امام رحمہ اللہ کے نزدیک اور صحیح ہوگی صاحبین کے
نزدیک اور نمازی کے مسح کی مدت کا گذرنا جسوقت مین کہ پانی پاوے اور بسبب
سردی کے پاؤن کے ضرر کا نہ خوف ہو اور سیکھنا امی کا ہے آیہ کو اور پانا برہنہ کا
ایسے لباس کو جس سے نماز درست ہے اور نکالنا مسح کرنے والے کا اپنا ایک موزہ کو
عمل قلیل سے مثلاً موزہ ڈھیلا تھا ادنی حرکت کے ساتھ پاؤن سے نکل گیا

پس اگر عمل کثیر سے نکالیگا تو نماز پوری ہو جائیگی باتفاق امام اور صاحبین کے اور
قادر ہونا اشارہ سے پڑھنے والے کا رکوع اور سجدہ پر اور یاد ہونا نماز قضا کا اپنے ذمہ
اگر منفرد یا امام ہو یا اپنے امام کے ذمہ اگر مقتدی ہو حالانکہ جسکے ذمہ نماز قضا ہے
وہ صاحب ترتیب ہو اور وقت وسیع اور آفتاب کا نکلنا فجر کی نماز مین بعد تشہد کے
اور وقت عصر کا داخل ہونا جمعہ کی نماز مین اس طرح کہ امام قعدہ مین ٹھہر رہا یہان تک
کہ سایہ دو مثل ہو گیا اور گر جانا جبیرہ کا صحت کے بعد اور جبیرہ وہ تیلیان ہین
جنسے ٹوٹے عضو کو باندھتے ہین اور نماز جب باطل ہوتی ہے تو اصل سے باطل ہو جاتی ہے
مگر پانچ صورتون مین نفل ہو جاتی ہے یعنی اس صورت مین کہ فائتہ نماز یاد کرے
یا نماز پڑھنے کی حالت مین وقت نکل جائے یا اشارہ سے پڑھنے والا قادر ہو جائے
رکوع اور سجدہ پر لیکن اگر باوضو مقتدی نے تیمم والے کے پیچھے نماز پڑھی اور قعدہ
اخیرہ مین بقدر تشہد کے بعد امام پانی پر اور اسکے استعمال پر قادر ہو گیا تو اسکی نماز
نفل ہو جائیگی اور تیمم سے امامت کرنے والے امام کی نماز باطل ہو جائیگی اور اگر
لاحق خلیفہ کیا جائے تو اسکو چاہیے کہ لوگون کو اشارہ سے منع کرے کہ میری متابعت
نکرنا جب تک مین فوت ہوئی نماز کو نہ پڑھ چکون پھر اول اسی کو پڑھے اسکے بعد
جہان سے امام کی نماز باقی ہو اسکو پڑھائے اسمین مقتدی اسکی متابعت کرین
فارغ ہونے تک اور اگر مسافر نے مقیم کو خلیفہ کیا اور مقتدی مسافر اور مقیم ملے جلے ہین
تو اسکو چاہیے کہ دو رکعتون کے بعد کسی مسافر کو خلیفہ کرے کہ وہ سلام پھیرے
پھر مقیم مقتدی دو رکعتین باقی اکیلا اکیلے بدون قرات کے پڑھ لین اور اگر مسبوق
خلیفہ ہو اور دوسرے مقتدی نماز امام کی مقدار نہ جانتے ہون مثلاً سب مسبوق ہون

تو خلیفہ ایک رکعت پڑھ کر بیٹھے پھر کھڑا ہو کے اپنی باقی نماز پڑھ لے اور مقتدی جو لاحق
باقی ہیں متابعت کریں بلکہ اسکے فارغ ہونے تک صبر کریں جب وہ سلام پھیر چکے
اسوقت اپنی اپنی باقی نماز تنہا پڑھ لیں اور اگر خلیفہ مسبوق ہو دو رکعتوں سے تو بھی
دونوں قعدے اسپر فرض ہونگے یعنی ایک قعدہ امام کی نیابت کا اور دوسرا خود اسکا
قعدہ اخیرہ اور اگر امام نے اشارہ کیا مسبوق کو کہ میں نے پہلے دوگانہ میں قرأت
نہیں پڑھی تو چاروں رکعتوں میں اسپر قرأت فرض ہوگی پھر جب مسبوق امام کی
نماز تمام کر چکا تب مدرک کو یعنی اُس شخص کو خلیفہ کرے جو تحریمہ سے شریک تھا
کہ وہ سلام پھیرے اور اپنا تمام کرے امام کی نماز کے سلام پھیرنے کے لیے اگر کوئی
خلیفہ نہ کیا اور یونہی اگر مسبوق وہ حرکت کرے جو مخالف نماز ہو مثلاً ہنسنا
تو مسبوق کی نماز ٹوٹ جائیگی لیکن اُن مقتدیوں کی نماز نہ ٹوٹیگی جنکے ارکان نماز
پورے ہو گئے ہوں اور اسی طرح ٹوٹ جائیگی نماز امام اول سے بھی اگر وہ نماز سے
فارغ نہوا ہو صحیح نہ نکلا ہو اور قعدہ اخیرہ میں قدر تشہد کے بعد امام کے قہقہہ یا قصداً
حدث کرنے سے مسبوق کی نماز ٹوٹ جاتی ہے مگر جب مسبوق اپنی نماز پڑھنے میں مشغول
ہو کے ایک رکعت کا سجدہ کر چکا تو اب اگر امام کوئی حرکت بے وضو ہونیکی قصداً کریگا
تو نماز مسبوق نہ ٹوٹیگی اور قعدہ اخیرہ میں قدر تشہد کے بعد اگر امام نے کلام کیا
یا مسجد سے باہر نکل گیا تو نماز مسبوق بالاتفاق نہیں ٹوٹی اور اس صورت میں
جن مقتدی کے ارکان نماز پورے ہو گئے ہوں اُنپر واجب ہے کہ سلام پھیرے
لیکن قعدہ اخیرہ میں قدر تشہد کے بعد امام کے قہقہہ کرنے سے یا قصداً حدث کرنے سے
جو فساد نماز مقتدی مذکور کی نماز تمام ہو جاتی ہے اور سلام پھیرنا واجب نہیں ہوتا

نہ مقتدی پر نہ امام پر اور قعدۂ اخیرہ میں بعد قدر تشہد کے اگر امام قہقہہ یا دانستہ حدث کرے
تو لاحق کی نماز ٹوٹ جاتی ہے اور اگر نمازی بے وضو ہو گیا اپنے رکوع یا سجدہ میں
تو وضو کر کے نماز سابق پر بنا کرے اور بنا میں اس رکوع یا سجدہ کو پھر کرے
جسمیں حدث ہوا لیکن وضو ٹوٹنے کے بعد اگر رکن کو ادا کرنے کے ارادے سے
سر اٹھایا ہو تو نماز ٹوٹ جائیگی پس اگر رکوع یا سجدہ میں بے وضو ہو گیا پس سر
اٹھایا تسبیح یا تکبیر کہتا ہوا تو نماز ٹوٹ جائیگی اور مجرد اٹھانے بے تسبیح یا بے تکبیر کے
یا بے نیت ادا کے مفسد نماز نہیں اور اگر اپنے رکوع یا سجدہ میں یاد کیا کہ ایک
سجدہ نماز کا یا تلاوت کا ترک ہوا ہے اور رکوع سے بدون سر اٹھانے کے جھک پڑا
یا سجدہ سے سر اٹھایا اور چھوٹے ہوئے سجدہ کو یاد کر کے کر لیا تو مستحب ہے کہ اس رکوع
اور سجدہ کو دوبارہ کرے جس میں یاد کیا تھا اور سجدہ سہو کرے اور اگر چھوٹے ہوئے
سجدہ کو تاخیر کرے آخر نماز تک تو صرف اسی سجدہ کو قضا کرے اور سجدہ سہو کرے
اور اگر کوئی شخص صرف ایک مقتدی کا امام ہو پھر امام بے وضو ہو کے مسجد سے
باہر ہوا تو متعین ہو گا مقتدی واسطے امامت کے بدون نیت کے اگر صلاحیت
امامت کی رکھتا ہو اور اگر مسجد سے خارج نہوگا تو وہ اپنی امامت پر قائم رہیگا
مقتدی امام نہو جائیگا اور اگر مقتدی میں صلاحیت امامت کی نہوگی مثلاً
مقتدی لڑکا ہوگا تو اس مقتدی کی نماز ٹوٹ جائیگی بالاتفاق اور امام کی
نماز نہ ٹوٹیگی صحیح تر قول کے موجب اگر امام نے اسکا تشہد اخیر کے پہلے خلیفہ کیا
عورت کو کیا تو امام اور خلیفہ دونوں کی نماز باطل ہوگی بالاتفاق اور اگر قعدہ میں قدر تشہد کے
بعد خلیفہ کریگا تو امام کی نماز نہ ٹوٹیگی اور اگر ایک شخص دوسرے کا امام ہوا اور دونوں

سجدۂ سہو میں گئے امام سجدہ سے نہ اٹھا اور مرگئے تو امام کی نماز پوری ہوجاتی ہے نماز پڑھنا کے بعد مقتدی کی
نماز ٹوٹ جائیگی اور اگر نمازی کو نکسیر پھوٹی تو اسکے بند ہونے تک توقف کرنا بغیر وضو کرکے بنا کرنا جائز ہے

## باب اُن امور کے بیان میں جو نماز کو توڑتے ہیں اور جو مکروہ ہیں

توڑتا ہے نماز کو آواز ظاہر کرکے کلام کرنا مطلقاً بقدر تشہد بیٹھنے کے قبل کلام اگرچہ سونے کی حالت میں کیا ہو یعنی مختار ہے یا نسیان سے یعنی نماز میں ایسا ہونا بھول گیا ہو یا جاہل ہو یعنی اسکو معلوم نہ تھا کہ کلام سے نماز ٹوٹ جاتی ہے یا خطا سے یعنی چوک کے کلام کیا ہو یعنی قصد قرأت یا ذکر کا تھا بجائے اسکے کلام صادر ہوا یا اکراہاً یعنی اُس سے کسی نے بجبر کلام کرایا ہو بقدر تشہد بیٹھنے کے قبل اور کلام تلفظ کرنا ہے صحیح دو حرفوں کا یا اُس ایک حرف کا جس سے مطلب سمجھا جاوے مثلاً ع بمعنی حفاظت کر اور ق بمعنی بچا تو اور بے معنی کا بولنا کلام میں داخل نہیں پس مفسد نماز نہیں مگر مکروہ ہے اور کلام دانستہ اور سہو سے کرنا یکساں ہے پہلے بیٹھنے مقدار تشہد کے کیونکہ بعد قعود کے مطلقاً مفسد نہیں اور کسی آدمی پر سہو بھی تحیت کا سلام کرنا گو لفظ علیکم کہا ہو گو کوئی شخص موجود نہ تھا اور کیا مثلاً قعدہ اول میں نماز تمام ہونے کے گمان سے تو سہواً مفسد نماز نہیں عمداً مفسد ہے لیکن نماز جنازہ میں سہواً سلام کرنا منافی ہے اور سلام کا زبان سے جواب دینا گو سہواً ہو اور نہیں توڑتا نماز کو ہاتھ سے سلام کا جواب دینا بلکہ مکروہ ہے مذہب معتمد پر ہاں اگر مصافحہ کرے سلام کی نیت سے تو فقہا نے کہا کہ نماز ٹوٹ جاتی ہے غالباً اسوجہ سے کہ مصافحہ فعل کثیر ہے اور جس چیز سے نمازی نے قصد کیا ہو جواب دینے کا یا قصد کیا جائے اُس سے خطاب کا وہ مفسد نماز ہے اور رکھ پکارنا اگر

دو حرف یا زیادہ پیدا ہوں اور غرض صحیح نہ ہو اور بدون حرف کے بے عذر مکروہ ہے
پس اگر اپنی آواز کی درستی کے لیے کھکارے یا اس لیے کہ امام کو ہدایت ہو جائے کہ
غلطی کو چھوڑ کے صواب اختیار کرے یا کھکارنے سے یہ بتلانا منظور ہو کہ میں
نماز میں ہوں تو ان صورتوں میں نہ فساد ہے نہ کراہت تا سبب صحیح پیدا اور دعا کرنی
جو قرآن و سنت میں نہ ہو اور مخلوق سے طلب کرنا محال نہ ہو اور یہ مسئلہ فصل صفت
نماز میں مذکور ہوا اور مصیبت یا درد میں یا وجہ ضبط ہو سکنے کے بلند آواز سے
اُہ یا آہ یا اُف یا تف کرنا یا حروف آمیز آواز سے رونا مگر جو شخص اپنے نفس کو آہ
کرنے سے نہیں روک سکتا اُسکے لیے مفسد نہیں اور بسبب ذکر جنت یا دوزخ کے
آہ وغیرہ مفسد نہیں اور اپنے امام کے سوائے اور شخص کو تعلیم کے قصد سے ایک مرتبہ بھی
فتح یعنی لقمہ دینا اور اپنے مقتدی کے سوائے اور کسی کا لقمہ تعلیم کے قصد سے
دیا ہوا لینا لیکن اپنے امام کو لقمہ دینا مفسد نماز نہیں مطلقاً یعنی نہ دینے والے کی
نماز کا مفسد ہے نہ لینے والے کی نماز کا ہر حال میں ہاں اگر کسی نماز پڑھنے والے سے
لقمہ کو مقتدی نے سنکر اپنے امام کو بتایا اور امام نے اس سے لیا تو سب کی نماز
ٹوٹ جائیگی اور لقمہ دینے والا مقتدی نیت بتلانے کی کرے قرأت کی نیت نہ کرے
اور مقتدی کے حق میں فوراً لقمہ دینا مکروہ ہے بلکہ توقف کرے تاکہ امام دوبارہ پڑھکے
خود نکال لے اسی طرح امام کے حق میں مکروہ ہے قرأت میں اتنا رُکنا اور اُلجھنا
کہ مقتدی کو بتانا ہی پڑے بلکہ اسکو چاہیے کہ متشابہ کو چھوڑ کر دوسری آیۃ
پڑھنے لگے جسکے ملانے سے معنی نہ بگڑتے ہوں یا دوسری سورۃ شروع کر دے
یا اگر قرأت بقدر حاجت پڑھ چکا ہو تو رکوع کر دے اور مکتوب کو دیکھ کے قرآن کی

ایک آیہ پڑھنی مفسد نماز ہے اسلیے کہ اسطرح پڑھنا تعلم ہے گویا قرآن سکھاتا جاتا ہے اور نمازی سیکھتا ہے اور تعلم و تعلیم نماز کی مفسد ہے لیکن اگر حافظ ہو اُسکا جسکو دیکھے بدون مکتوب اُٹھائے پڑھا تو نماز کا مفسد نہو گا اور صاحبین یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک دیکھ کے پڑھنا جائز ہے کراہت کے ساتھ بسبب مشابہت اہل کتاب کے کروہ بھی نماز میں توریت اور انجیل دیکھ کے پڑھتے ہیں یعنی اگر نمازی قصد تشبہ کا کریگا تو کراہت ہو گی کیونکہ مشابہ ہونا اہل کتاب سے ہر چیز میں مکروہ نہیں مثلاً کھانا اور پینا اور دوسری ضروریات بدنی مسلمان اور اہل کتاب میں یکساں ہیں تو مشابہت سے کچھ حرج نہیں بلکہ بُری باتیں اور اُس چیز میں مشابہت مکروہ ہے جس سے قصد مشابہ ہونیکا کیا جائے اور سہواً بھی کوئی چیز منہ کے باہر کی لیکے کھائی اگرچہ بقدر تل کے ہو اور کھائی ایسی چیز کا فضلہ جو دانتوں میں باقی ہو اُسے کھانا پینا اگر بقدر چنے کے ہو اور اُس سے کم مفسد نہیں بشرطیکہ بے چبائے اُسے نگل جائے اور پھر دو پر دو تین بار چبانا لیکن کسی چیز کا صرف مزہ مفسد نماز نہیں اور وہ عمل کثیر کرنا جو اعمال نماز سے نہو اور نہ اُسکی اصلاح کے لیے ہو اور نہ کوئی عذر ہو اور عمل کثیر کی تعریف میں صحیح تر قول یہ ہے کہ اُسکا کرنے والا دیکھنے والے کی نظر میں بظن غالب معلوم ہو کہ نماز نہیں پڑھتا پس رکوع کرنے کے وقت اور اُس سے سر اُٹھانے کے وقت اور وقت ہاتھ باندھنے کے تیسری رکعت کے لیے رفع یدین یعنی دونوں ہاتھوں کا اُٹھانا مفسد نماز نہیں مذہب قوی کے موجب اور روایت فساد مخالف ہے روایت اور درایت کے بلکہ محققین لکھتے ہیں کہ رفع یدین سنت غیر موکدہ ہے ثواب پاویگا کرنے والا اُسکا موافق اپنے کیے کے اور ملامت نہ کیا جاویگا ترک کرنے والا اُسکا

کو عمل میں نہ کرے اور اولی یہ کہ جب صحیح ثابت ہوا شارع علیہ السلام سے کرنا دو فعلون کا
دو وقتون مین تو جب تک نسخ ثابت نہو عمل کرے سکتا ہے ایک دفعہ اسپر اور ایک دفعہ اسپر
میزان شعرانی اور منسوخ ہونے مین کسی کے قول پر اعتماد نہ کیا جاوے جب تک نقل صحیح
اور معارضہ صریح نہ معلوم ہو کیونکہ نسخ مین ایک حکم کا ترک اور دوسرے کا ثابت کرنا ہوتا ہے
پس اس امر مین اعتماد نقل اور تاریخ پر ہے سو اہل علم کو چاہیے کہ جہان تک ہو سکے
حضرت صلعم کے اقوال اور افعال اور عادات متنوعہ یعنی طرح طرح مین مطابقت دین
جب دو امرون مین کسی طرح موافقت نہو سکے تو پایا کو جسکا زمانہ آخر ہے ناسخ اور
دوسرے کو جسکا زمانہ اول ہے منسوخ جانین تفسیر اتقان مطبوعہ لاہور صفحہ ۲۵۳
اور حافظ ابوبکر حازمی فرماتے ہین کہ در صورت جمع نہو سکنے کے حکم منسوخ ہونے کا
جلد نہ کرنا چاہیے کیونکہ شاید وجہ تطبیق ہماری سمجھ مین نہ آئی ہو اور حقیقت مین یا اور
کسی کی سمجھ مین آئی ہو اور شامی کے باب امامت مین شافعی وغیرہ مثل اسکے کے
ساتھ اقتدا کے ذکر مین مذکور ہے کہ وہ باتین جو مفسد نماز ہین یہ ہین فصد اور حجامت
یعنی پچھنے سے خون نکالنے کے بعد یا قے یا نکسیر کے بعد بدون وضو جدید کے
نماز پڑھنی اور مثل انکے سو ذکر اسکا باب امامت مین گذرا اور جو باتین ایک کے نزدیک
سنت اور دوسرے کے نزدیک مکروہ یعنی مفسد نماز نہین مثلاً آمین یا بسملہ کہنا
بلند یا پست آواز سے یا ہاتھون کو پھیلانا قنوت مین یا انتقالات مین رفع یدین وغیرہ
انکی رعایت امام پر واجب نہین یعنی ایسی باتین اگر امام کرتا بھی ہو تو اسکے پیچھے
نماز جائز ہے بلکہ اکیلے پڑھنے سے اُسی کی و اگر پاوے تو موافق کی اقتدا افضل ہو
اور بعضون نے روایت مکحول کی دست آویز سے کہا ہے کہ رفع یدین سے نماز فاسد ہوجاتی ہے

اسلیے رفع یدین کرنے والے کے پیچھے نماز جائز نہین اسکو محقق حنفیہ نے رد کیا ہو
جیسے کہ قریب اوپر گذرا اور مقتدی کی قرأت سے نماز فاسد نہین ہوتی لیکن مکروہ ہوگی
اور نماز صحیح ہوگی صحیح تر قول مین در مختار کے قرأت کے احکام مین مذکور ہے اور ایک
مسجد مین کئی متعدد جماعتون مین اگر پہلی جماعت مثلاً شافعی کی ہو تو انہی کی اقتدا
افضل ہے بلکہ تاخیر مکروہ ہے کیونکہ تکرار جماعت ایک مسجد مین مکروہ ہے ہمارے نزدیک قول
معتبر پر مگر جب ہو جماعت اولی غیر اہل اُس مسجد کے یا ادا کیجائے جماعت بروجہ کراہت کے
تو کراہت نہین اور حالت جماعت شافعی مین مثلاً شغل کرنا نماز سنتون کے ساتھ
انتظار مین مثلاً حنفی کے ممنوع اور اُسکے لیے بیٹھا رہنا مکروہ ہے اور بے عذر قبلہ کی
طرف سے سینہ پھیرنا پس اگر نمازی نے اپنا بے وضو ہونا گمان کر کے قبلہ کی طرف سے
سینہ پھیرا پھر جانا کہ حدث نہین ہے پس اگر یہ علم مسجد سے نکلنے کے پیشتر ہوا تو نماز
نہ ٹوٹیگی اگر بعد نکلنے کے ہوگا تو ٹوٹ جائیگی بسبب مختلف ہوجانے مکان نماز کے
اور قہقہہ سے اور ضحک یعنی اُس ہنسنے سے کہ دوسرا یا صرف آپ سُنے کوئی نماز ہو
ٹوٹ جاتی ہے لیکن نابالغ کی صرف رکوع والی نماز ٹوٹ جاتی ہے اور اگر نمازی نے
کسی فرض کو ترک کیا مثلاً اُسکی برہنگی بقدر ربع عضو کے کہ نماز کی منع کرنے والی ہے
کُھل گئی پس اگر حقیقت مین اُسنے اس حال مین کوئی رکن ادا کر لیا تب تو ابی یوسف
اور محمد کے نزدیک نماز ٹوٹ جائیگی و اگر ادا نہین کیا مگر اس حالت مین سقدر زمانہ گذرا
کہ ادا کر سکتا تھا تو ابی یوسف کے نزدیک نماز ٹوٹ جائیگی یہی مختار ہے اور جس چیز کے
نیچے کی نجاست اوپر کی جانب سرایت نہ کرے اُسکے اوپر نماز درست ہے اور مفسد ہے
نماز پڑھنی بالکل ستر کا دُہرے کپڑے پر جسکا استر نجس ہو بخلاف بدون سیا ہوا

یا گرد میں بھوا ہو ہرے کپڑے کے اور تحلات بچھے ہوئے کپڑے کے نجاست پر اگر ہو یا اُس تک نجاست کا معلوم ہو اور اگر نمازی قبلہ کی طرف منھ کیے ہوئے بقدر ایک صف کے چلا پھر ٹھہر بقدر ایک رکن کے پھر چلا اور ٹھہرا اُسی قدر اور اسی طرح چلا گیا تو نماز نہ ٹوٹیگی اگرچہ بہت دفعہ چلا اور ٹھہرا ہو جب تک کہ مکان مختلف نہو گا یعنی اگر مسجد سے اور صحرا میں صفوں سے باہر ہوا ہو گا و اگر باہر ہو گیا تو ٹوٹ جائیگی جیسے ایک ہی دفعہ میں بقدر دو صفوں کے چلنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور حالت جہاد میں بہت چلنے اور جگہ مختلف ہو جانے سے بھی نماز نہیں ٹوٹتی اور مرتد ہو جانے سے یعنی نیت یا اعتقاد کفر کرنے سے اور مر جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے پس اگر بعد قعدہ اخیرہ کے امام مر گیا تو نماز مقتدیوں کی باطل ہو گئی سر نو سے پڑھی جائے اور عمل مفسد میں نمازی کا اختیار ہونا شرط نہیں مثلاً عورت نماز پڑھتی ہے اور مرد نے اسکو شہوت سے چھوا یا بدون شہوت کے بوسہ دیا تو بسبب پائے جانے دواعی جماع کے عورت کے ساتھ نماز ٹوٹ جائیگی و گر مرد نماز پڑھتا ہے اور عورت نے بوسہ دیا تو عورت فاعل جماع کی نہیں ہے اُسکی طرف سے دواعی جماع کا پایا جانا داخل جماع نہیں جب تک مرد کو شہوت نہو اور ہر حدث مفسد نماز ہے اگر عمداً ہو اور مفسد نماز ہے کسی رکن کو چھوڑنا بدون عذر کے مثلاً ایک سجدہ چھوڑ دیا اور سلام پھیرنے تک اسکو ادا نہ کیا اور مفسد نماز ہے چھوڑنا کسی شرط کا بدون عذر کے اور مفسد نماز ہے پہلے کر لینا مقتدی کا کسی رکن کو جسمیں اسکا امام شریک نہوا ہو مثلاً اگر مقتدی نے امام سے پیشتر رکوع کیا اور امام کے رکوع سے پیشتر اپنا سر اٹھا لیا اور پھر اُس رکوع کو امام کے ساتھ یا اُسکے بعد دوبارہ نہ کیا تو مقتدی کی نماز نہو گی اور اگر مسبوق اپنی نماز فائتہ ادا کرنے کو کھڑا ہو گیا

تو جب تک اُس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو امام کی سجدۂ سہو مین متابعت کرنی ضرور ہے وگر سجدہ کر لیا تو اقتدا کرنی مفسد نماز ہے اور مفسد نماز ہو دوبارہ نہ کرنا نمازی کا قعدۂ اخیرہ کو بعد ادا کرنے سجدۂ صلبی یعنی بھولا ہوا سجدۂ نماز یا سجدۂ تلاوت کے جو یاد آیا ہو بعد قعدہ کے اور دوبارہ نہ کرنا نمازی کا اُس رکن کو جسکو سونے کی حالت مین ادا کیا اور قرآن کو عمداً غلط پڑھنا مفسد نماز ہے اگر معنی بدل جاوین وگر معنی نہ بدلین یا بے اختیار زبان سے نکل جاوے یا تمیز حروف نہ کر سکتا ہو تو مفسد نماز نہین گو معنی بدل جاوین اور مفسد نماز نہین دیکھنا نمازی کا لکھی ہوئی چیز کو اور سمجھنا گو ہرگز سمجھا ہو ہر چند دیکھنا مکروہ ہے اور نہین توڑتا نماز کو نمازی کے سامنے گذرنا کسی گذرنے والے کا صحیح تر قول مین اگرچہ عورت ہو یا کتا جنگل مین یا بڑی مسجد مین نمازی کی جا سے قیام سے اُس جگہ تک مین جہان تک خشوع کے ساتھ نماز پڑھنے کی حالت مین گذرنے والا نظر پڑتا ہے اور مفسد نماز نہین گذرنا گذرنے والے کا سامنے نمازی کے اُسکی جاے قیام سے جانب قبلہ کی دیوار تک گھر مین اور چھوٹی مسجد مین کہ گھر اور چھوٹی مسجد مثل ایک مکان کے ہے اسی سبب سے اُسکے اندر امام اور مقتدیون مین بمقدار دو صفون کے فاصلہ ہونا مانع اقتدا نہین اور جنگل اور بڑی مسجد مین اُسقدر فاصلہ اقتدا کا مانع ہوتا ہے اور مفسد نماز نہین گذرنا گذرنے والے کا دُکان کے نیچے نمازی کے سامنے جبکہ وہ دُکان پر نماز پڑھتا ہو بشرط برابر آجانے بعض اعضا گذرنے والے کے بعض اعضاے نمازی سے اور یہی حکم ہے نہ ٹوٹنے نماز کا جو چھت اور تخت اور ہر اونچی چیز کا جسکی بلندی گذرنے والے کے قد سے کم ہو اور قول ضعیف یہ ہے کہ بمقدار سترے یعنی ایک ہاتھ سے کم ہو جیسا

غرر الاذکار میں ہی اور بحر الرائق میں اس قول ضعیف کو غلط کہا ہی اسوجہ سے کہ اگر ۱۰
سترہ کا اعتبار ہوتا تو سوار کا نکلنا نمازی کے سامنے مکروہ نہوتا کیونکہ وہ تو غالباً ہاتھ سے
اونچا ہی ہوتا ہی اور دوسری طرف رستہ ہوتے ہوئے گذرنے والا گنہگار ہوتا ہی اگر
گذرے بدون سترہ کے اگرچہ وہ سترہ ایسا ہو کہ سجدہ کرنے کے وقت ہٹ جاتا ہو
اور قیام کے وقت پھر سترہ ہوجاتا ہو اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اعتبار سترہ کا
قیام کی حالت میں ہی اور اگر صف میں کوئی جگہ خالی ہو تو نماز میں آنے والے کو جائز ہی کہ جس
شخص نے اس جگہ کو بند نہیں کیا اسکی گردن کو پھلانگ کے چلا جائے کیونکہ اسنے
اپنی عزت آپ کھودی تو خبردار ہوجا یعنی اسکے سامنے گذرنا گناہ نہیں شامی نے کہا
کہ اگر ایک شخص نمازی کے سامنے گذرا چاہتا ہی اور اسکے ساتھ کوئی چیز قابل
سترہ کے ہی تو اسکو نمازی کے سامنے رکھدے اور دوسری طرف جاکے اسکو
اٹھالے اور اگر دو شخص ہوں تو ایک نمازی کے سامنے کھڑا ہوجائے دوسرا
اسکی آڑ سے نکل جائے پھر اسی طرح کریں اور لوگ بھی اور اگر سوار اترکے دابہ کو
سترہ کرکے گذر جائے تو گنہگار نہوگا پس ایک طرف سے نمازی کے سامنے کھڑا ہوجانا
یا ہاتھ بڑھا کے اسکے سامنے سے چیز اٹھا لینی موجب گناہ نہیں اور نصب کرے
سترہ کو امام بطور استحباب کے اور اسی طرح تنہا نماز پڑھنے والا جنگل اور بڑی مسجد میں
نصب کرے سترہ مقدار ایک ہاتھ کے لنبائی میں اور موٹائی کا کچھ اعتبار نہیں مقابل
ایک ابرو کے اور داہنے ابرو کے مقابل نصب کرنا بہتر ہی اور فاصلہ درمیان نمازی
اور سترہ کے تین ہاتھ سے زیادہ نہو اور کفایت نہیں کرتا رکھدینا سترہ کا زمین پر اور
نہ کافی ہی خط کھینچنا بجائے سترہ کے اور بعض فقہا نے کہا کہ اگر سترہ پاس نہو تو خط کھینچنا

کافی ہے پس خط کھینچے طول مین یعنی سیدھا اور بعض نے کہا کہ مثل محراب کے یعنی بشکل
کمان کھینچے فتح القدیر مین درصورت نہونے سترہ کے خط کھینچنے پر یقین کیا ہے اور کہا ہے
کہ اتباع سنت بہرحال بہتر ہے علاوہ اسکے خط کچھ تو کچھ نظر آتا ہے تو کافی ہوگا اور یہ فعل
امام محمد سے مروی ہے اس سے یہ نکلتا ہے کہ اگر کتاب یا کپڑا اپنے سامنے رکھ لیگا تب بھی
سترہ ہو جائیگا اور اگر نمازی کے آگے سترہ نہو یا ہو لیکن وہ سترہ کے اندر گذرتا ہو تو
سبحان اللہ کہنے یا پکار کے پڑھنے سے یا ہاتھ یا آنکھ یا سر کے اشارہ سے ہٹنے کے لیے
آگاہ کر دینے کی رخصت ہے اور سبحان اللہ اور اشارہ دونون کو جمع کرنا مکروہ ہے اور عورت
گذرنے والے کے ہٹانے کے لیے داہنے ہاتھ کی انگلیون کے باطن کو بائین کی پشت پہ
مارے اور اگر مرد نے بائین ہاتھ کی پشت پر داہنا ہاتھ مارا یا عورت نے سبحان اللہ کہدیا
تو نماز نہ ٹوٹیگی لیکن دونون نے طریق مسنون کو ترک کیا اور کافی ہے سترہ امام کا
کل مقتدیون کے لیے **فصل مکروہات نماز** کے بدون عذر کے دوپٹہ یا رومال
یا اور کوئی کپڑا یا بدون معمولی پہننے کے قبا سر یا دونون شانون پر ڈال کے لٹکانا
پس اگر ایک شانہ پر سے لٹکائے یا عذر ہو تو مکروہ نہین اور آستین چڑھا کے یا دامن
اٹھا کے نماز پڑھنی اور آستین چڑھا کے نماز شروع کرنے مین یہ صورت بھی داخل ہے
کہ آستین اور کام کے لیے چڑھائی تھی اور رکعت ملنے کے لیے جلدی مین نہ اتاری
جماعت مین شریک ہو گیا تو افضل یہ ہے کہ فعل قلیل سے آستین نماز کے اندر
اتارے اور بے فائدہ جسم یا کپڑے سے عبث کرنا اگر فعل قلیل ہو اور قمیص کے
ہوتے ہوئے صرف پاجامہ پہن کے نماز پڑھنی اور دوسرے کپڑے ہوتے ہوئے
اُن کپڑون کو پہن کے نماز پڑھنی جنکو پہن کر دوسرون کے پاس نہ جاوے اور بسبب

[illegible] ... اور بعض کے نزدیک ... مثل ... الخ [illegible]

نہیں آتا ثبوت کراہت کا بلکہ آ سکتا قول خلاف اولی کا ... [illegible] و اگر عذر القیمہ سے کھایا تو مکروہ نہیں اور ثبوت کراہت کا لازم نہیں آتا اسلیے کہ خلاف اولی ... ہو مثل ترک صلوۃ الضحیٰ ... بخلاف مکروہ تنزیہی کے ... [illegible] خلاف اولی ... مکروہ تنزیہی نہیں ۱۲ شامی

سستی یا گرمی کے سر برہنہ نماز پڑھنی اور کچھ مضائقہ نہین سر کھلے رکھنے کا انکسار کے لیے
اور اگر عمامہ یا ٹوپی گر جائے تو اعادہ اسکا افضل ہی اگر اسکے باندھنے کی یا عمل کثیر کی حاجت نہو
مگر جس صورت مین کہ احتیاج ہو لپیٹنے یا عمل کثیر کی تو اعادہ افضل نہین اور مرد کو
اپنے بال اسطرح باندھ کے نماز پڑھنی کہ سجدہ مین زمین پہ نہ گرین اور بے عذر قبلہ کی طرف سے
صرف چہرہ پھیرنا اور بے حاجت دوسری طرف قصداً دیکھنا خلاف اولی ہی اور نماز ہی کے
بیٹھنا مثل کتے کے یعنی دونون سرین پر بیٹھنا اور زانوون کو کھڑا کر کے دونون
چھاتی سے لگانا اور دونون ہاتھ زمین پر رکھنا مکروہ تحریمی ہی اور دونون پانون کھڑے
کر کے انکی ایڑیون پر بیٹھنا اور دونون ہاتھ زمین پر رکھنے جو کہ مخالف نشست سنت ہونے کے
مکروہ تنزیہی ہی اور بول و براز کے یا دونون مین سے ایک کے یا ہوا کے ضبط کرنے کے
ساتھ نماز پڑھنی اور ایک مرتبہ بھی سجدہ گاہ سے کنکریان ٹالنی مگر سجدہ پورا تمام کیے جانے
اور اسکا ترک اولی ہی وگر بقدر واجب کے پیشانی زمین پر رکھنی ممکن نہو تو
ایک بار سے زیادہ بھی جائز ہی اور عمداً جماہی لینی گو نماز مین نہو اور آنکھین بند کرنی مگر
کمال خشوع کے لیے مکروہ نہین اور امام کو دونون قدم بے عذر محراب مین رکھ کے
کھڑے ہونا اور اگر قوم پستی مین اور ظاہر الروایۃ یہ کہ امام بقدر بلندی پر کھڑا ہو کہ امام
اور قوم مین جدائی ہو جائے تو مکروہ تحریمی ہی وگر مقتدی بلندی پر اور امام پستی مین
کھڑا ہو تو مکروہ تنزیہی ہی یہ بھی ظاہر الروایۃ ہی اور صحیح تر ہی لیکن دونون صورتون مین
اگر عذر ہو یا چند مقتدی امام کے ساتھ کھڑے ہون تو مضائقہ نہین صحیح تر قول مین
ہر تنہا مقتدی کو بلندی پر کھڑا ہونا مکروہ ہی لیکن تبلیغ کے لیے مضائقہ نہین اور
جماعت کی صف مین جگہ ہوتے ہوے تنہا کھڑا ہونا مکروہ ہی وگر صف مین داخل ہونے کی جگہ

بنالے تو رکوع تک دوسرے کے آنے کا انتظار کرے اگر کوئی نہ آئے تو جس مقتدی پر
گمان اس مسئلہ کے جاننے کا ہو اُسکو کھینچ لے وگر جانے کہ بسبب غلبہ جہل اس زمانہ کے
وہ اپنی نماز توڑ دیگا تو امام کے محاذی میں پیچھے تنہا ہی کھڑا ہونا اولیٰ ہے اور مکروہ تحریمی ہے
انگلیاں چٹکانی اور ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنی نماز میں ہے
یا توابع نماز میں یعنی اگرچہ حالتِ انتظار نماز میں ہو یا جانے والا نماز کی طرف ہو اور مکروہ نہیں
نماز و توابع نماز کے باہر بسبب کسی حاجت کے اور ہاتھ کوسے پر رکھنا مکروہ تحریمی ہے
اور نماز کے باہر مکروہ تنزیہی ہے اور بدون عذر کے چار زانو بیٹھنا اگر نماز میں نہو تو
مکروہ نہیں اور سجدہ میں مردوں کو کہنیوں سے انگلیوں کے سر تک ہاتھ بچھا لینے
اور ہاتھ یا سر سے سلام کا جواب دینا اور کچھ مضائقہ نہیں نمازی کے جواب دینے میں
اپنے سر اور ہاتھ سے مثلاً کسی نے نمازی سے پوچھا کہ تم نے کتنی رکعتیں پڑھیں اور
اُسنے ہاتھ سے دو رکعتوں کا اشارہ کر دیا مگر لفظ مضائقہ نہیں سے اشارہ ہوا کہ مکروہ
تنزیہی ہے اور اگر کسی نے نمازی سے کہا کہ آگے بڑھ وہ آگے بڑھ گیا یا کوئی شخص
صفوں میں داخل ہوا اور نمازی نے اُسے فوراً جگہ دی تو اُسکا حکم باب امامت میں
گذرا اور کوئی چیز منہ میں رکھنی مکروہ ہے وگر قراءت مسنون کی مانع ہو تو مفسد ہے اور
انگارے بے شعلہ کے سامنے نماز پڑھنی اور مکروہ تحریمی ہے نماز پڑھنا نمازی کا کسی آدمی کے
منہ کی طرف جیسے مکروہ ہے منہ کرنا نمازی کی طرف پس اگر منہ کرنا نمازی کی طرف سے
ہوگا تو کراہت اُسپر ہوگی ورنہ اُس شخص پر جو نمازی کی طرف منہ کریگا گو منہ کرنے والا
دور ہو اور نمازی میں اور اسمیں کوئی آڑ نہ ہو اور اگر ہوگا تو کراہت نہیں مثلاً نمازی کا منہ
دوسرے کے منہ کی طرف ہے مگر دونوں کے درمیان میں ایک اور شخص ہے جسکی پشت

نمازی کی طرف ہو اور مکروہ نہین نماز پڑھنی کسی کی پشت کی طرف وہ بیٹھا ہو اگرچہ
باتین کرتا ہو مگر جس صورت مین کہ اُسکی باتون سے خوف بہک جانے کا ہو تو البتہ مکروہ ہو
اور تصویر ذی روح کی دونون پانون کے نیچے کے سوا اور بیٹھنے کی جگہ کے سوا ہے
جہان ہو وہان نماز پڑھنی اور اگر تصویر نمازی کے پیچھے ہو تو بھی ظاہر تر کراہت ہے
بشرطیکہ وہ تصویر اُن اعضا کے ساتھ ہو کہ بے اُنکے زندگی محال ہو اور اتنی بڑی ہو
کہ اگر زمین پر ہو تو حالت قیام مین تفصیل کے ساتھ اُسکے اعضا معلوم ہون اور مکروہ نہین
نماز اُس بچھونے کی جگہ پر یعنی اُس فرش پر جسمین تصویرین ہون بشرطیکہ تصویرون پر
سجدہ نہ کرے بسبب اسوجہ کے کہ فرش پر تصویر کا ہونا اُسکی ذلت کا باعث ہے
اور چادر کو سر سے پانون تک اسطرح لپیٹنا مکروہ ہے کہ کہین سے ہاتھ باہر نہ نکلے اور
مکروہ ہے دوپٹہ یا پگڑی سر سے باندھنا اسطرح کہ بیچ مین سے سر کھلا رہے اور دونون مکروہ
تحریمی ہین اور ڈھاٹا باندھنا مکروہ تحریمی ہے اسطرح کہ ناک اور منہ ڈھک جاوے
کیونکہ آتش پرست آگ کی عبادت کے وقت ایسا ہی کرتے ہین اور زور کی سانس کے
ساتھ ریت ہٹانے کا حکم مثل کنکر ہٹانے کے ہے اور اُسکی تفصیل گذر چکی اور مطلق
نماز مین انگلیون سے یا ہاتھ مین تسبیح لیکے تسبیح وغیرہ شمار کرنا مکروہ تنزیہی ہے لیکن حفظ
قلب کے ساتھ یا اُنگلیون کے سر دبا کے شمار کرنا مکروہ نہین اور بچھو کو اور سانپ کو
نماز مین قتل کرنا مکروہ نہین لیکن جسمین علامت جن کی ہو اُسے نہ مارنا اولیٰ ہے اگر اُسکی
طرف سے ضرر پہونچنے کا وہم نہ ہو لیکن حلبی نے تصحیح نماز کے فاسد ہونے کی ہے بدون ضرورت
عمل کثیر کرے اور قصد کچھ پھینکنا اور بے عذر فعل قلیل کرنا اُسکی حد یہ ہے کہ دیکھنے والا تردد کرے
کہ کام کرنے والا نماز مین ہے یا نہین اور ترک سنت موکدہ کا عجب نہین کہ مکروہ تحریمی ہو

اور ترک سنت غیر مؤکدہ کا مکروہ تنزیہی ہے اور ترک مستحب کا خلاف اولیٰ ہے اور خلاف اولیٰ
عام تر ہے پس کل مکروہ تنزیہی خلاف اولیٰ ہے اور خلاف اولیٰ مکروہ تنزیہی نہیں اور بدون
حاجت نماز میں سجدہ کو اٹھا لینا اگر حفاظت کرنے والا دوسرا شخص نہ ہو تو مکروہ نہیں اور
سیٹی بجانا اور اُسکے سوا عرصہ کعبہ کی طرف ایک پاؤں بھی پھیلانا بدون عذر اور
سوتے مکروہ تنزیہی ہے اور مکروہ ہے قفل لگانا مسجد کے دروازہ میں مگر اسباب کے خوف سے
لگا دیگا تو مکروہ نہیں ہے یہ فتویٰ ہے اور خوف متاع کی صورت میں بھی اوقات نماز میں کھلا کرنا
مکروہ ہوگا اور مکروہ ہے صحبت کرنی مسجد کی چھت پر اور بول و براز کرنا اسلیے کہ وہ مسجد ہے
تحت الثریٰ سے آسمان کے سطح تک اور اگر مسجد کو رستہ بنا کے چلنے کی عادت کریگا
تو فاسق ہو جائیگا اور مکروہ ہے مسجد کے اندر لیجانا نجاست کا اور اس بنا پر متفرع ہوا
کہ مسجد کے اندر جائز نہیں چراغ روشن کرنا نجس تیل سے اور نہ اُسکی استرکاری کرنی
نجس گارے سے اور نہیں پیشاب کرنا اور نہ فصد لینی اگرچہ کسی ظرف میں پیشاب
اور خون لیا جائے اور مکروہ تحریمی ہے داخل کرنا لڑکوں اور مجنونوں کا مسجد میں جبکہ
گمان ہو مسجد کے نجس کر دینے کا اور اگر ایسا نہ ہو تو مکروہ تنزیہی ہے اور مکروہ نہیں اشیاء
مذکورہ یعنی جماع اور بول و براز اُس گھر کی چھت پر جسمیں نماز پڑھنے کی جگہ بنائی گئی ہے
بلکہ خود اُس جگہ میں یہ چیزیں مکروہ نہیں اسلیے کہ وہ مسجد شرعی نہیں اور وہ مکان جو
نماز جنازہ یا عید کے لیے مقرر کیا جائے سو وہ مسجد ہے اقتدا درست ہونے کے حق میں
اگرچہ صفوں میں جدائی ہو اور اقتدا جائز ہونے کے سوائے دوسری چیزوں کے
حق میں مسجد نہیں لیکن اُنمیں بول اور براز اور جماع درست نہ ہونا لائق ہے اگرچہ ہم اُسکو
مسجد نہ کہیں کیونکہ بنا کرنے والے نے اسلیے نہیں بنوایا پس حلال ہے داخل ہونا

عیدگاہ اور مکان جنازہ مین جنب اور حائض کو جیسے حلال ہے اُنکو داخل ہونا مسجد کے فنا مین اور خانقاہ اور مدرسہ مین اور حوضون کی اور بازارون کی مسجدون مین اور شارع عام کی مساجد مین اور زنانہ مسجد وہ مکان ہے جسکا وہ مسجد کے بیچ مین ہتا ہو اور مسجد مدرسہ کی مسجد ہو کیونکہ نہیں منع کیے جاتے لوگ اسمین نماز سے اور اگر بند کردین تو ہوگی جماعت اُسکے اہل کی اور جس گھر کی مسجد مین نہ منع کیے جاتے ہون لوگ نماز سے اگر وہ گھر ایسا ہو کہ اگر اُسے بند کردین تو ہو جماعت اُسکے اہل کی ایسی وہ مسجد جماعت ہے ثابت ہونگے اُسکے لیے احکام مسجد کے حرمت ہے اور دخول اور اگر وہ گھر ایسا نہ ہو کہ اگر اُسے بند کردین تو اُس گھر کے لوگ اُسمین جماعت پڑھلین تو وہ مسجد جماعت نہیں ہے اگرچہ اور لوگ اُسمین نماز پڑھنے سے منع نہ کیے جائین اور حوض کی مسجد سے وہ چبوترہ مراد ہے جو حوض کے پاس بنادیتے ہین تاکہ جو کوئی وضو کرے اُسپر تحیۃ الوضو یا اور نماز پڑھے اور بازار کی مسجد سے وہ چبوترہ مراد ہے جو خیر نافہ بازارین نماز کے لیے بنالیتے ہین جیسے سوداگرون کی سرائے مین ہوا کرتے ہین غرض اِن مکانون کا حکم مسجد کا نہیں اور شارع عام کی مسجدین جنمین جماعت معین نہین گو وہ حکم مین مسجد کے ہین مگر اُنمین اعتکاف نہ کیا جائے اور مسجد کا ہدم اور خراب کرنا اور اُسمین نماز اور عبادت سے منع کرنا حرام ہے اگرچہ وہ اُسکی ملک مین ہو یہان تک کہ اگر کسی نے غصب کرلیا ستون اور لگایا اُسکو اپنے مکان مین تو اب منقطع نہ ہوجاویگا اُس سے حق اُسکے مالک کا چاہے تاوان مین قیمت لے اور چاہے اُسے خراب کرے لیکن اگر مسجد مین وہ ستون لگایا تو وہ گرائی جاویگی اور پوچھے گئے ابوالقاسم کہ اگر کوئی مسجد گرادے پھر اُس سے زیادہ محکم کرے کہا درست نہیں مگر گرنے کا خوف ہو تو درست ہے اور اُس اہل محلہ مین سے کوئی اُسے گرادے

ساتھ نیت مذکور کے تو درست ہے اور اگر مسجد چھوٹی ہو اور نمازی بہت اور بڑھا نہیں سکتے
اسکو سو اگر ایک شخص نے کہ یہ مسجد مجھے دو کہ داخل کر لوں میں اسے اپنے گھر میں اور
اسکے عوض میں اور زمین دونگا کہ کفایت کرے وہ تم سبکو تو دینا لائق نہیں مگر جبکہ
اسکی زمین میں مسجد بنالیں اور اپنے مطلب سے فارغ ہولیں تو دینا مضائقہ نہیں
اور قنیہ میں ہے کہ جب مسجد سے مسلمان بے پروا ہو جاویں اور نماز نہ پڑھی جاوے
اسمیں اور گرد سے خراب ہو جاوے اسکی بستی تو امام ابی حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ
تعالی کے نزدیک پھر عود کر جاتی ہے وہ طرف مالک بانی اپنے کے اور بعد اسکی موت کے
طرف ورثہ اسکے کے اور کہا امام ابی یوسف رح نے کہ وہ ہمیشہ رہیگی تفسیر احمدی اور
ہدم کرنا حضرت سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا مسجد ضرار کو اسلیے تھا کہ وہ حقیقت میں
مسجد نہ تھی صرف نام کو تھی الی آخر ما حررہ مجمع جلد اول قرۃ العیون واقعات سال نہم
ہجرت صلعم میں بیان منع ہونے بنانے مسجد کا اور اسکے جواز کا باب وتر اور
نوافل کے بیان میں نماز وتر فرض ہے عمل کے لحاظ سے اور واجب ہے اعتقاد کی
راہ سے اور سنت ہے ثبوت کی راہ سے اور نماز وتر اور ضحیہ اور نماز عیدین اور سنن
راتبہ کے مشروع ہونے کا منکر کافر ہے کیونکہ یہ ضروریات دین سے ہے اور خبر متواتر سے ثابت ہے
لیکن انکے واجب ہونے کا منکر کافر نہیں کیونکہ یہ خبر واحد سے ثابت ہے پس جو چیز
ضروریات دین سے نہیں اور خبر متواتر سے ثابت نہیں یا اسکی دلیل میں کسی طرح کا شبہہ
یا کوئی تاویل کرکے انکار کرنے والا کافر نہیں بخلاف ترک کے کہ اگر حق جانکے فسق
یا کسل سے کیا تو گنہگار ہوا اور اگر خفیف جانکے کیا تو کافر ہوا اور اجماع کا منکر بھی کافر ہے
اگر ضروریات دین سے ہو اور خبر متواتر سے ثابت ہو ورنہ کافر نہیں اور وتر کے فرض ہونے

یہ بات نکلی کہ فجر کے فرض میں اسکا یاد آنا صاحب ترتیب کی نماز فجر کا توڑنے والا ہے بخلاف اسکے
عکس کے یعنی اگر وتر میں یاد آئیگا کہ کوئی نماز ذمہ پر ہے تو نماز وتر ٹوٹ جائیگی ہاں جب شرطیں کے
یعنی جبکہ وقت تنگ نہو اور نماز فائتہ اسکے ذمہ چھ نہ ہو گئی ہوں کہ ان صورتوں میں ترتیب
ساقط ہو جاتی ہے اور نماز وتر کی قضا کی جانے میں تو بیٹھ کے اور سوار ہو کے بے عذر
درست نہ ہونے میں اتفاق ہے اور نماز وتر ایک رکعت تو ملی ہوئی پہلے دوگانہ کے ساتھ
پس وہ تین رکعتیں پڑھتی ہیں ایک سلام سے اور چاہیے وتر اسے ساتھ ایک رکعت کے
یا ساتھ تین یا پانچ یا سات یا نو یا ساتھ گیارہ رکعات کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی آخر ایک رکعت وتر ہوتی اور جسنے تیرہ رکعت شمار کیا اس روایت میں دو رکعت
سنت فجر بھی ہے صحیحین وغیرہ میں اور سفر السعادت میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا تیسرا طریقہ یہ تھا کہ تیرہ رکعت سوائے سنت صبح کے پڑھتے فقط مگر اتفاق اسپر ہے
کہ ساتھ تین رکعات کے وتر ادا کرے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر
وابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما اسکو صرف ایک قعدۂ آخر سے پڑھتے اور اس صورت میں احادیث
اختلافی میں مطابقت بھی ہو جاتی ہے اور کبھی اسلئے جواز بیان کے دو قعدوں سے بھی
پڑھتے اور بیچ کے قعدہ میں اگر سلام پھیرے اور گو اسکے بعد کلام مفسد بھی کرے
پھر تیسری رکعت پڑھے تو بھی درست ہے جیسا کہ ابن عمرؓ کرتے جلد ثانی تیسیر الوصول یادداشت
لیکن وتر کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور ایک سورہ یا تین آیتیں احتیاطاً پڑھے اور تین
سورتوں کا پڑھنا مسنون ہے بعد سورۂ فاتحہ کے رکعت اول میں سبح اسم ربک الاعلی اور دوسری میں
کافرون اور تیسری میں اخلاص پس بسبب وارد ہونے آثار کے بے مداومت معین کرکے
پڑھنا حسن ہے اور رکعت سوم میں بعد سورۂ اخلاص کے سورۂ فلق و ناس پڑھنا جو وارد ہے

اختیار اسی مین کیا اور قبل تیسرے رکوع سے تکبیر کہے اپنے دونون ہاتھ کانون تک اٹھا کے پھر باندھے
اور دعا کرے اور دعا مشہور پڑھنی سنت ہے وہ یہ ہے اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ
وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ
وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ
نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ نَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ
اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ اور حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یون مروی ہے
اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ
وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا اَعْطَيْتَ وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى
عَلَيْكَ اِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ روایت کیا اسے
احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے کہ نہین پہچانتے ہم
روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیچ قنوت کے کہ ہو کوئی بھی بہتر اس سے بلوغ المرام
وغیرہ پس بہتر یہ ہو کہ پہلی دعا کے بعد اسے بھی پڑھ کے ملا لیا کرے اور سوا ان دعاؤں کے
کوئی دعا موقت نکرے اور امام نووی نے لکھا ہے کہ اگر قنوت پڑھنے والا امام ہو تو صیغے
جمع کی کہے مثلاً اِهْدِنَا بجائے اِهْدِنِيْ کے اور سوا اسکے اسی طرح اور صیغے بھی جا
نکر مکروہ ہے کیونکہ اپنے نفس کو دعا مین خاص کرنا خیانت ہے نہ سجدہ پیش شرح عزیز مین ۔
ظاہر بطلیل آداب دعا اور جس شخص کو دعا قنوت نیاد ہو وہ سے کہے رَبَّنَا اٰتِنَا
فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ یا تین بار
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ اور بعضون نے کہا کہ یا تین بار یا رب پڑھے اور درود بھیجے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اسی پر فتویٰ ہے اور نسائی کی روایت مین الفاظ

وارد ہوتا ہے صلی اللّٰہ علی النبی اور مقتدی ہو کر دعائے قنوت آہستہ پڑھے صحیح تر قول ہے
ہمہ جب سلامت یعنی امام ہو یا مقتدی یا اکیلا ادا پڑھتا ہو یا قضا شہر رمضان کے وتر ہوں
یا غیر شہر رمضان کے اور صحیح ہے اقتدا اس شخص کا جو وتر کے واجب ہونے کا معتقد ہو پیچھے
اس شخص کے جو وتر کے مسنون ہونے کا معتقد ہو بشرطیکہ امام تینوں رکعتوں کو ایک
سلام سے پڑھے صحیح تر قول میں اور نیت دونوں کی وتر ہی پڑھنے کی ہو اور اسی اختلاف کی
وجہ سے نیت وتر کی کرے وتر واجب کی نیت نہ کرے اور عیدین میں بھی اسی اختلاف کی
وجہ سے واجب کی نیت نہ کرے اور مقتدی بھی دعائے قنوت پڑھے مگر شافعی کی اقتدا اگر
فجر میں کرے تو قنوت پڑھنے میں اسکی متابعت کرے لیکن چونکہ نماز فجر میں قنوت کا پڑھنا
منسوخ ہے اسمیں متابعت نہ کرے بلکہ چپ کھڑا رہے اور اگر بھولا ہوا قنوت رکوع میں
ادا یا ورنہ رکوع میں اسے پڑھے نہ رجوع کرے قیام کی طرف صحیح تر روایت میں اگر رکوع میں
قنوت پڑھا یا رکوع سے مراد اٹھا کے پڑھا اور رکوع پھر سے کیا یا سر اٹھا کے پڑھا
اور رکوع دوبارہ نہ کیا یا نہ رکوع میں پڑھا نہ کھڑے ہو کے پڑھا تو سجدہ سہو واجب ہے
اور اگر مقتدی نے قنوت سے فراغت نہیں کی کہ امام نے رکوع کیا تو مقتدی باقی
قنوت کو ترک کرے اور امام کی پیروی کرے مگر مقتدی نے قنوت میں سے کچھ نہ پڑھا ہو
تو بھی قنوت کو ترک کرے اگر امام کے ساتھ رکوع نہ ملنے کا خوف ہو بخلاف تشہد کے
یعنی اگر تشہد کچھ باقی رہ گیا تو اسکو پورا کر کے امام کی متابعت کرے کیونکہ قنوت کا پڑھنا
سنت ہے اور رکوع میں امام کی متابعت بدون تاخیر واجب پس جب ادائے سنت میں
خوف ترک واجب کا ہو تو سنت کو ترک کرنا چاہیے اور تشہد کو پورا کرنا واجب ہے اور
امام کی متابعت بدون تاخیر بھی واجب تو ایک واجب کے لیے دوسرے کو چھوڑنا

ضرور نہین اور اگر وتر کی پہلی یا دوسری رکعت کو سہو سے موضع قنوت جان کر قنوت پڑھ دیا
یا شک کیا کہ وتر کی یہ دوسری رکعت ہے یا تیسری تو قنوت پڑھ کر قعدہ کرے پھر کھڑا ہو کے
ایک رکعت اور پڑھے اور اسمین بھی قنوت پڑھے صحیح تر قول مین اور مسبوق صرف اپنے امام کے
ساتھ قنوت پڑھے پھر دوبارہ پڑھنا مشروع نہین اور جسنے تیسری رکعت وتر کا رکوع پایا
اسکو کل وہ رکعت ملگئی اور وتر کے سوا دوسری نماز مین قنوت نہ پڑھے مگر کسی مصیبت کے
وقت امام پڑھے جہری نمازون مین مگر حنفیون کے نزدیک وقت نزول مصیبت یعنی فتنہ
و بلا کے خاص نماز فجر مین قنوت پڑھنا مضائقہ نہین نہ اور کسی نماز جہری یا سری مین بلکہ نماز
سری مین تو بجز امام شافعی کے اور کوئی قائل قنوت پڑھنے کا نہین اور محدثین کا یہی مذہب ہے
اور نماز فجر مین منفرد نہ پڑھے اور مقتدی امام کی متابعت کرین لیکن اگر امام قنوت کو جہر سے پڑھے
تو مقتدی صرف آمین کہتے رہین اور قنوت کا موقع نماز فجر مین دوسری رکعت کے رکوع کے
بعد ہے اور پانچ باتون مین امام کی اتباع کرے وگر امام نہ کرے تو یہ بھی نہ کرے اول قنوت
اور قعدہ اول اور تکبیر عید اور سجدہ تلاوت اور سجدہ سہو اور تین چیزون مین امام کی متابعت
نہ کرے زیادہ کرنا عید اور جنازہ کی تکبیر کا اور کسی رکن کا اور آٹھ چیزین مطلق کی جائین اگرچہ
امام انکو نہ کرے اول ہاتھ اٹھانا تحریمہ کے لیے اور ثنا پڑھنا اور تکبیر انتقال کی اور تسمیع
کہنی وگر امام تسمیع نہ کہے تو مقتدی تحمید کہے اور تسبیح کہنی اور تشہد پڑھنا اور سلام اور
تکبیر تشریق کی کہنی **فصل** نماز فجر کے قبل اور نماز ظہر اور مغرب اور عشا کے بعد دو دو رکعتین
پڑھنی اور نماز ظہر کے قبل اور نماز جمعہ کے قبل اور بعد چار چار رکعتین ایک سلام سے پڑھنی
سنت موکدہ ہے اور زرقانی شرح موطا امام مالک مین لکھا ہے کہ پہلے نماز جمعہ کے سنت
پڑھنے مین جو حدیثین کہ وارد ہوئی ہین سب ضعیف ہین انتہی حاصل یہ کہ قبل نماز جمعہ کے

سنت کی تعیین رکعتوں کے لیے حضرت صلعم سے کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں ہوئی ابن
مسلم اور بخاری سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قبل نماز جمعہ کے مصلی کو اختیار ہے جسقدر چاہے پڑھے
اور جو صحیحین کی روایت میں ہے کہ حالت خطبہ جمعہ میں ایک مرد آنے والے کو نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہا پڑھے دو رکعتیں ہلکی مختصر یہ حدیث دلیل ہے گذارنے پر تحیۃ المسجد کے وقت
خطبہ پڑھنا امام کے اور اسی طرف گئی ہے جماعت حنفیوں اور محدثین کی مسک الختام
والینا منہیہ بلوغ المرام ستر جمہ باب صلوٰۃ الجمعہ کہتا ہے مولف عفا اللہ تعالیٰ عنہ و عن والدیہ کہ
اگر حدیث قوی موجود نہ ہو تو ضعیف قوی کا حکم رکھتی ہے اور بعد نماز جمعہ کے فضل اور زیادہ
ثواب سنت کا چار رکعت ہی میں ہے اور چھ رکعت پڑھنے میں اور بھی زیادہ ثواب ہوتا ہے
لیکن حضرت علی رضہ نے حکم کیا یہ کہ نماز پڑھو بعد نماز جمعہ کے دو رکعتیں پھر چار اور یوں ہی
ابن عمر رضہ مکہ میں نماز جمعہ کے بعد فرض و سنت میں فاصلہ کے لیے آگے بڑھتے اور پہلے پڑھتے
دو پھر آگے بڑھتے اور پڑھتے چار رکعتیں بلوغ المرام قبل و بعد نماز جمعہ کے سنت پڑھنے کے
بیان میں اور مستحب ہے چار رکعت قبل عصر کے اور چار چار قبل و بعد عشا کے ایک ایک
سلام سے اور چاہے دو رکعتیں پڑھے اور اسی طرح ظہر کے بعد چاہے چار رکعتیں ایک
سلام سے پڑھے اور چاہے دو رکعتیں اور مغرب کے بعد چھ رکعت پڑھنی مستحب ہے
اور افضل یہ ہے کہ بہ تشفعیہ یعنی دو دو رکعت پر سلام پھیرا جائے اور کمال نے فتح القدیر میں
خوب تحقیق کر کے پسند کیا کہ چار رکعتیں جو بعد نماز ظہر اور عشا کے مستحب ہیں اگر چاہے پڑھیں
ایک خواہ دو سلام سے پڑھیگا تو وہ سنت موکدہ اور مستحب دونوں سے کافی ہونگی اور
نماز مغرب کے قبل دو رکعتیں نہ مستحب ہیں نہ مکروہ بلکہ اختصار کے ساتھ اگر پڑھی جائیں
تو مباح ہیں اور اگر پڑھے دو رکعت نفل اس گمان سے کہ فجر طلوع نہیں ہوئی اور پھر دیکھا

تو صبح ہوگئی تو وہ سنت فجر کی ہوجائیگی یہی قول خوب اور پسندیدہ تر ہے اور اگر نماز پڑھی چار رکعت
ایسی سے دو رکعتیں بعد آفتاب نکلنے کے واقع ہوئیں تو وہ سب نفل ہوجائینگی سنت
فجر سے کافی نہوئگی قول صحیح تر یہ بخاری مین روایت ہے حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے
کہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب پڑھتے دو رکعتین سنت فجر کی تب لیٹتے اپنے داہنے پہلو پر
اور اسکو بدعت کہنا حضرت کے قول اور فعل کے خلاف ہے اور لائق ماننے کے ہرگز نہین
ہان بعد نماز تہجد قبل پڑھنے سنت کے اگر کوئی لیٹے تو بھی کفایت ہے جیسا کہ مسلم مین ہے
الخ ملخصا بلاغ المبین فصل سنتون نمازمین فجر کی سنت اور فرض کے درمیان کلام کرنے کے
بیان مین اور دن مین ایک سلام کے ساتھ چار رکعتون سے زیادہ اور رات مین ایک
سلام کے ساتھ آٹھ رکعتون سے زیادہ مکروہ ہے اور دن مین اور رات مین بھی ایک سلام سے
چار چار رکعت نفل افضل ہے اور نہ درود پڑھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قعدہ اولی مین
ظہر کے قبل اور جمعہ کے قبل اور بعد کی سنتون مین لیکن جمعہ کے بعد کی سنت کے قعدہ
اولی مین سہواً درود پڑھنے سے سجدہ سہو کا لازم آنا مسلم نہین کیونکہ انکا حکم اور سنتون کا
سا نہین اسلیے انکو دو سلامون سے پڑھنا درست نہین اور جب تیسری رکعت کے لیے
ان سنتون مذکورہ سے کھڑا ہو تو ثنا نہ پڑھے اسلیے کہ یہ سنتین بوجہ اپنے موکدہ ہونے کے
فرض کے مشابہ ہوگئی ہین اور باقی نوافل چار رکعت والی کے قعدہ اولی مین بھی درود
نہ پڑھا اور تیسری رکعت مین دعا استفتاح اور اعوذ نہ پڑھے اگرچہ وہ نماز نذر ہو اور یہی
صحیح ہے اور دیر تک رکوع اور دیر تک سجدہ کرنے سے قیام کو طویل کرنا افضل ہے یہی صحیح ہے
اور گونگا چونکہ حکماً قاری ہے تو اسکا قیام بھی بلاشبہ افضل ہے اور درمیان سنت اور فرض کے
وہ عمل جو مخالف نماز ہو سنت کو ساقط نہین کرتا مگر صحیح تر یہ قول ہے کہ اسکا ثواب کم کردیتا ہے

اگر عذر نہ ہو اور اگر مشغول ہوا بیچنے یا خریدنے یا کھانے میں تو سنتوں کو پھر سے پڑھے
اور اگر مشغول ہوا ایک لقمہ یا ایک گھونٹ کھانے یا پینے میں تو سنتیں باطل نہ ہونگی اور اگر
کھانا حاضر ہوا اور سنت میں مشغول ہونے سے تھوڑا بھی بے مزہ ہو جانے کا خوف ہو تو تناول
کر کے اُسے پڑھے مگر فوت وقت کا خوف ہو تو اُسے پڑھ کے کھائے اور اگر سنتوں کو مؤخر کیا
آخر وقت تک تو صحیح تر یہی ہے کہ وہ سنتیں ہونگی اور سنت فجر میں تین امر مخصوص ہیں ایک سورۂ
فاتحہ کے بعد رکعت اول میں سورۂ کافرون اور رکعت آخر میں سورۂ اخلاص پڑھنی دوسرے
اول وقت میں پڑھنا سوم اپنے گھر میں یا مسجد کے دروازہ پر پڑھنا اور اگر سنتوں کی نذر کر
کے ادا کریگا تو وہ سنت ہی رہینگی گو بسبب نذر کے واجب ہونے کا وصف زائد ہو جاویگا لیکن
راجح یہ ہے کہ سنتوں کی نذر نہ کرے اور نفل کو نذر کر کے پڑھ لینا جائز ہے اور سنت مغرب میں
بعد سورۂ فاتحہ کے ان دونوں رکعتوں میں اکثر سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص پڑھنی
سنت ہے اور کبھی آپ نے اسمیں قرأت طویل بھی کی ہے اور خشوع اور اخلاص اگر مسجد میں
زیادہ ہوتا ہو تو وہیں ورنہ گھر میں نوافل پڑھنی افضل ہے یہی قول صحیح تر ہے لیکن نماز تراویح
اور کسوف اور تحیت المسجد اور سنت احرام اور نفل طواف کعبہ اور نفل اعتکاف اور نفل
قدوم مسافر کو اور گھر آنے تک جس سنت مؤکدہ کے فوت ہو جانے کا خوف ہو اسکو اور
سنت جمعہ کو مسجد میں پڑھنا افضل ہے اور جب غیر وقت مکروہ میں مسجد میں داخل ہو تب دو
رکعت نماز تحیت المسجد پڑھنی مستحب ہے لیکن افضل یہ ہے کہ قبل بیٹھنے کے پڑھے اور
دو رکعت بھی جائز ہے اور کافی ہے آدمی کو ہر روز کے لیے ایک بار تحیت المسجد پڑھنی یعنی اگر
کسی عذر سے مسجد میں چند بار جائے تو تحیت المسجد ایک بار اول مرتبہ یا اور کسی مرتبہ
پڑھ لے اور ساقط نہیں ہوتی تحیت المسجد بیٹھنے سے ہمارے نزدیک مگر کسی وجہ سے نہ پڑھ سکے

۱۲ جیسا کہ شرح سفر السعادۃ میں شیخ عبد الحق دہلوی کی اور مرقات میں ملا علی قاری کی تحقیق ہے

۱۲ اس کو روایت کیا ابو داؤد نے ۱۲

تو سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر چار بار کہے اور اولی ہے کہ
جب مسجد مین آوے تو نیت اعتکاف کی کر لیا کرے کہ اعتکاف کیا مین نے جب تک کہ مسجد
ہون اور مدینہ طیبہ مین پہلے تحیت مسجد پڑھے پھر زیارت کرے اور مسجد حرام مین پہلے
طواف کرے اگر طواف کے قصد سے داخل ہوا ہو ورنہ پہلے تحیت مسجد پڑھے اور وضو کے
بعد اعضا کی تری خشک ہونے کے قبل دو رکعت پڑھنی مستحب ہے اور اسی طرح غسل کے
بعد اور دونون مین سورۃ الکافرون اور اخلاص پڑھنی مستحب ہے اور ایک نیزہ آفتاب بلند
ہونے کے بعد اور افضل ہے کہ پہر دن آنے کے بعد زوال تک صلوٰۃ الضحیٰ کہ اُسے اشراق
اور چاشت بھی کہتے ہین مندوب ہے اُسکا درجہ ادنے دو رکعت لیکن کامل چار رکعت ہے
اور افضل آٹھ رکعت اور اُسمین بعد سورۂ فاتحہ کے سورۂ والشمس اور سورۂ والضحیٰ پڑھے
اور سفر مین جانے کے وقت اور سفر سے آنے کے وقت دو رکعت مندوب ہے اور نماز عشا کے
بعد نفل صلوٰۃ اللیل یعنی تہجد ہے اور نماز تہجد کا وقت نماز عشا کے بعد ہے صبح تک کیونکہ
(یا ایہا المزمل قم اللیل الا قلیلا نصفہ او انقص منہ قلیلا او زد علیہ) اسے جھرمٹ مارنے
والے کھڑا رہ رات کو مگر کسی رات آدھی رات یا اُس سے کم کر تھوڑا سا یا زیادہ کر اُسپر
اور زیادتی کی حد نہ ہونے سے امام مالک نے بعد نماز مغرب سے وقت معلوم کیا اور شامی
وغیرہ حنفیہ نے قرآن کی تفسیر حدیث طبرانی مین (وما کان بعد صلوٰۃ العشاء فہو من اللیل)
پائی یعنی جو نفل پڑھی جائے بعد نماز عشا کے پس وہ صلوٰۃ اللیل یعنی نماز تہجد سے ہے پس انکو
اُسکے بعد سے وقت دریافت ہوا۔ اور اُسکے قبل سونا شرط نہیں لیکن رات کو چھ
حصہ پر تقسیم کر کے پہلے تین حصہ سونا پھر چوتھے اور پانچوین حصہ مین جاگنا پھر چھٹے
حصہ مین سونا افضل ہے اور ہمارے حق مین صلوٰۃ اللیل سنت ہے کیونکہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس پر مواظبت کی بعد منسوخ ہونے فرضیت کے اور کمتر تعداد
تہجد کی دو اور اوسط چار اور اکثر آٹھ رکعتیں ہیں اور اُسکے سوا جو روایات میں اکثر بارہ رکعتیں
مذکور ہیں آ رہی ہی مشہور ہے اور احوال رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز شب کا مختلف تھا
کبھی کم کبھی زیادہ بخاری اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد کا پہلا دوگانہ ہلکا پڑھتے
بہ نسبت دوسرے کے اسی طرح آخر تک صاحب بلاغ المبین نے چند احادیث متعلق میں
مسائل کی خصوصی شب میں حضرت صلعم کی خوب جاننے والی بی بی عائشہ رض کی صحیح ترین
حدیث سے یہی بات خوب منقح کرکے لکھا ہے پس کہتا ہے مولف عفا اللہ تعالیٰ عنہ کہ عمل ثابت
کا اکثر مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کا فعل اور قول یہ ہے کہ اسکی پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے
بعد سورہ اخلاص ایکبار اور دوسری میں دوبار علی ہذا القیاس ایک ایک بار بڑھانے سے
حدیث ممدوح پر عمل ہوتا ہے اور ابوداؤد میں ہے کہ تھا پڑھنا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
صلوٰۃ اللیل میں مختلف کبھی بلند اور کبھی پست بلاغ المبین میں تہجد کی نماز پڑھنے کے
بیان میں سے یہ دونوں تینوں مسائل میں نے ملخص کرکے لکھے اور جس کام کی بھلائی
برائی یقیناً معلوم نہ ہو اور اسکے کرنے اور نہ کرنے میں تردد ہو اور وہ کام امور دینی یا دنیاوی
مباح میں سے ہو مثل سفر حج اور تجارت وغیرہ کے تب تعیین وقت یا ترک کے لیے اور امور
دنیاوی میں نفس فعل پر استخارہ مسنون یعنی دو رکعت نماز استخارہ پڑھنی مستحب ہے اور
اُنمیں سورہ کافرون اور اخلاص پڑھے اور سلام کے بعد دعاء استخارہ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ
بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ
تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ
تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَ

فَاقْدُرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ اور لفظ ھذا الامر اور لفظ انه پڑھتے کے ہر ایک دونوں کے بعد اپنے کام کو یاد کرے اور دعاے استخارہ کے اول آخر میں حمد و صلوٰۃ کا پڑھنا مستحب ہے اور سات بار استخارہ کرے پھر جو بات اسکے دل میں آوے اُسی پر کاربند ہووے فیمین خیر ہے لیکن مقرری کھانے اور پینے وغیرہ میں اور واجب اور مستحب کے کرنے اور حرام اور مکروہ کے ترک میں استخارہ نہ کرے اور صلوٰۃ التسبیح چار رکعت مستحب ہے اس صفت سے کہ تحریمہ اور ثنا کے بعد پندرہ بار اور اعوذ و بسم اللہ و فاتحہ و سورہ کے بعد پھر رکوع میں تسابیح کے بعد پھر قومہ اور جلسہ میں پھر ہر ایک دونوں سجدوں میں تسابیح کے بعد دس دس بار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ کہے اور قعدوں میں تشہد کے قبل یہی تسبیحات دس دس بار کہے اور سجدہ سہو میں نہ کہے کہ ہر ایک رکعت میں پچھتر بار ہوگا اور سورۃ الفاتحہ کے بعد اول رکعت میں سورۃ التکاثر اور دوسری رکعت میں سورۃ العصر اور تیسری میں سورۃ الکافرون اور چوتھی میں سورۃ الاخلاص پڑھے اور اس نماز کا کوئی وقت مقرر نہیں سوائے اوقات مکروہہ کے جب چاہے پڑھے لیکن فتاوی عالمگیری میں مضمرات سے نقل کیا کہ دوپہر کے بعد نماز ظہر کے قبل پڑھے اور فرض عملی ہے قرأت فرض کی پہلی یا پچھلی دو رکعت میں یا ایک پہلی اور ایک پچھلی رکعت میں اور تعین کرنا پہلی دو رکعتوں کا واجب ہے بموجب مذہب مشہور کے اور فرض عملی ہے قرأت نماز نفل کی ہر رکعت میں غیر مقتدی کے حق میں اور وتر کی ہر رکعت میں احتیاطاً اور وہ نفل جو بذات خود عبادت ہو اور نذر کرنے سے لازم ہو جائے اور اسکی ابتدا کا صحیح ہونا موقوف ہو اسکے بابیکہ

اُسکو قصداً صحیح شروع کرنا سبب ہوا اُسکے تمام کرنیکا اور توڑ دینے سے قضا کرنیکا تو نکل گیا وضو اور عیادت مریض اور مثل اُسکے وہ چیزیں جو واجب نہیں ہوتیں نذر کرنے سے بسبب بات خود عبادت ہونے کے اور نکل گئیں وہ چیزیں جنکی ابتدا کا صحیح ہونا موقوف نہیں اُنکے اتمام پر مثل صدقہ اور قرأت اور اعتکاف کے اور داخل ہوا اُسمیں نماز اور روزہ اور حج اور عمرہ اور طواف اور حیثیت شہر رمضان کا اعتکاف پس تمام کرنا لازم ہوتا ہے اُس نماز نفل کا جسکو شروع کیا ہو تکبیر تحریمہ سے یا ایک دوگانہ پورا کر کے تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہونے سے صحیح طور پر قصداً اور صحیح شروع سے وہ صورت نکل گئی جسمیں شروع فاسد ہو جیسے اُمّی اور عورت کے پیچھے شروع کرنا اور قصداً سے وہ صورت نکل گئی کہ شروع گمان سے کیا ہو مثلاً اس گمان سے کہ میرے ذمہ فرض ظہر ہے نیت فرض کی کی پھر یاد آیا کہ پڑھ چکا ہوں تو یہ نماز نفل ہو جائیگی جو قصداً شروع نہیں ہوئی ہے حاصل یہ کہ شروع صحیح قصداً کے بعد اگر نماز فاسد ہو جائیگی تو اُسکی قضا لازم ہوگی لیکن قضا لازم نہ ہوگی اگر کسی شخص نے اس خیال سے کہ مثلاً فرض ظہر پڑھ چکا ہوں امام کی اقتدا نفل کی نیت سے کی پھر یاد آیا کہ ظہر میں نے نہیں پڑھا اور نفل کو توڑ کے فرض ظہر کی نیت سے اقتدا کر لیا تو اس نفل کی قضا لازم نہ ہوگی اسی طرح اگر بدون فرض کے یاد آنے کے نفل کو توڑ کے دوسرے نفل سے اقتدا کریگا تب بھی قضا لازم نہ ہوگی اور قضا لازم نہ ہوگی اگر کسی شخص نے مثلاً فرض عشا پڑھنی چاہی اس گمان سے کہ میں نے نہیں پڑھی اور اُسکے پیچھے ایک اور شخص نے اقتدا نفل کی نیت سے کی پھر امام کو یاد آیا کہ عشا اُسکے ذمے نہیں ہے اور نماز کو توڑ دیا تو نہ اُسپر قضا ہو نہ اُسکے مقتدی پر اگر مقتدی نے نماز نفل کو بوجہ امام کے ترک کرنے کے فاسد کر دیا ہو اگر مقتدی نے نماز کا پڑھے جانا پسند کیا پھر کچھ دیر کے بعد اُسکو توڑ دیا تو قضا لازم ہوگی اور قضا لازم نہ ہوگی عورت یا بے وضو کی اقتدا کرنے میں

اسلیے کہ شروع نماز کا صحیح نہین اور اُمّی کے پیچھے اقتدا مین قضا واجب ہونی مناسب ہو اسلیے کہ اُسمین شروع صحیح ہوتا ہو اور قرأت کا وقت آنے پر نماز فاسد ہوتی ہو اور نفل شروع سے لازم ہو جاتی ہو اگرچہ اُسے شروع کیا ہو غروب یا طلوع آفتاب کے وقت یا عین دوپہر کے وقت اور نماز نفل کو توڑنا حرام ہو مگر کسی عذر کی جہت سے حرام نہین جیسے اوقات مکروہہ مین شروع کرنا کہ اس صورت مین فاسد کرنا اچھا ہو آہ واجب ہو قضا اُس نفل کی اگرچہ فساد نمازی کے اختیار سے نہوا ہو جیسے تیمم والا کہ نماز مین پانی کو دیکھے اور نمازی عورت یا روزہ رکھنے والی حیض سے ہوجائے کہ فساد عمل مین انکا اختیار نہین مگر قضا نماز و روزہ کی لازم ہو اسی طرح اگر عذر کے باعث خود فاسد کریگا تو بھی قضا واجب ہوگی اور جاننا چاہیے کہ بندہ پر جو چیز اُسکے لازم کرنے سے واجب کیجاتی ہو وہ دو قسم ہو ایک وہ کہ قول سے واجب ہو وہ تو نذر ہے اور ایک وہ جو فعل سے واجب ہو وہ شروع کرنا ہو نفلون مین پس اگر چار رکعتون غیر مؤکدہ نماز کی نیت کرے اور توڑدے نماز کو اول دوگانہ کے درمیان مین تو دوگانہ قضا کرنی لازم و گر قعدۂ اول مین مقدار تشہد کے بیٹھ لینے کے بعد تیسری رکعت شروع کرکے قعدہ تمام ہونے کے قبل توڑدے تو دوگانہ اخیرہ قضا کرنا لازم اور بسبب ترک کرنے سلام کے کہ واجب ہو پہلے دوگانہ کا اعادہ واجب ہوتا ہو اور دو رکعتین قضا کرے اگر قرأت ترک کرے نفل کے دونون دوگانون مین یا صرف اول کے دوگانہ مین یا دوسرے دوگانہ مین یا دوسرے کی ایک رکعت مین یا پہلے کی ایک رکعت مین یا پہلے دوگانہ مین اور دوسرے کی ایک رکعت مین فقط اور چار رکعتین قضا کرے اگر ترک کرے قرأت کو ہر دوگانہ کی ایک ایک رکعت مین یا دوسرے دوگانہ مین مع ایک رکعت اول کے اور اگر دوگانہ اول کی دونون رکعتون مین قرأت نہ پڑھی اور پہلا قعدہ بھی نہ کیا اور دوسرے دوگانہ

توڑ دیا تو چار رکعتین قضا کرے اجماعاً اور اگر قعدہ اولی کیا اور تیسری رکعت کے لیے نہ اٹھا
تو صرف دو رکعتین قضا کرے اور اگر تیسری رکعت کے لیے اٹھا اور اسکو سجدہ سے مقید کر
یا بغیر مقید کیے توڑ دیا تو دو رکعتین قضا کرے اور حکم مقتدی کا مثل امام کے ہے یعنی
اگر امام چار رکعت والی نفل پڑھتا ہو اور کسی نے اسکی اقتدا کی تو جن صورتون مین امام کو
چار رکعت کی قضا لازم آویگی مقتدی کو بھی چار رکعت قضا لازم ہوگی گو اسنے تشہد مین
اقتدا کی ہو اور نہین قضا ہوا اگر نیت کی چار رکعتون کی اور بیٹھا مقدار تشہد کے پھر توڑ دیا
نماز کو اسلیے کہ اسنے شروع نہین کیا دوسرے دوگانہ کو اور پہلا تمام ہو چکا اور قضا نہین
اگر شروع کیا فرض اس گمان سے کہ فرض نہ کیا اسکے ذمہ ہے پھر یاد آیا اسکا ادا کرنا تو یہ فرض
نفل ہو جائیگا بدون قضا لازم آنے کے توڑ دینے کی صورت مین اور اگر نماز پڑھی ہزار رکعتین
اور نہ بیٹھا مگر سب سے آخر مین تو صحیح ہوگی اور سجدہ سہو کرے بسبب ترک کرنے کے قعدون
واجب کے اور کسی دوگانہ کے شروع مین دعاے استفتاح اور اعوذ نہ پڑھے کیونکہ یہ دونون
ابتداے نماز مین پڑھے جاتے ہین اور باوجود قدرت کے قیام پر سواے سنت فجر کے بیٹھ کے
نماز نفل بیٹھ کے شروع اور ختم کرنی جائز ہے اور کھڑے ہو کے شروع اور بیٹھ کے تمام کرنی بھی
بدون کراہت کے صحیح تر قول مین جائز ہے اور اسکے بالعکس بھی بے کراہت جائز لیکن
بے عذر بیٹھ کے نفل پڑھنے مین نصف ثواب ہوتا ہے اور بعد نماز فرض کے ایسی نماز نہ پڑھے
کہ مثل ہو نماز سابق کے قرأت یا جماعت مین اور اگر ایک بار نماز پڑھی پھر وسوسہ کے
باعث سے شبہہ ہو گیا کہ یہ نماز فاسد ہوئی تو اس نماز کا اعادہ کرنا مکروہ ہے ہان اگر خلل
نماز کا ثابت ہو مثلاً کوئی واجب چھوٹ گیا ہو تو اعادہ واجب ہے اور جسطرح پر بیٹھ کے
نماز نفل پڑھنی جائز ہے اور مختار یہ کہ مثل جلسہ تشہد کے بیٹھے مگر اس مین خلاف نہین

کہ نماز نفل کے تشہد مین اُسی طرح بیٹھے جیسے نماز فرض کے جلسۂ تشہد مین بیٹھتے ہین اور نفل پڑھنی درست ہے مقیم کو حالت سواری مین اشارہ سے شہر کے باہر یعنی ایسی جگہ کہ وہان مسافر کو قصر کرنا پڑے پس اگر وہ کسی چیز یا زمین پر سجدہ کریگا تو یہ سجدہ بھی اشارہ مین تصور کیا جائیگا اور سواری پر نماز پڑھنے مین استقبال قبلہ شرط نہین نہ نیت کے وقت نہ درمیان مین اور اگرچہ اُسکے زین پر نجاست زیادہ ہو یعنی تب بھی نفل درست ہوگی اکثر کے نزدیک یہی ظاہر مذہب اور صحیح تر ہے اور اگر جانور یا رکاب پر نجاست ہو تب بھی یہی حکم ہے بسبب ضرورت کے اور مقیم کی قید سے معلوم ہوا کہ مسافر کو بطریق اولی سواری پہ نماز نفل درست ہے اور سواری کے جانور کو عمل قلیل سے ہانکنا مفسد نماز نہین اور اگر شروع کیا نفل کو حالت سواری مین پھر اوتر پڑا تو اُسی پہلی نماز کو پوری کرے جتنی باقی ہو وگر شروع کی ہو زمین پر پھر سوار ہوگیا تو بنا نہ کرے سر نو سے پڑھے اور اگر نماز نفل کو شہر کے باہر شروع کیا پھر شہر مین داخل ہوا تو اوتر کے قبلہ رخ کھڑا ہو کے یا بیٹھ کے تمام کرے اور اگر نماز پڑھے اونٹ پر محمل کے ایک طرف مین حالانکہ وہ خود اوتر سکتا ہے تو اسکی نماز درست نہ ہوگی جبکہ اونٹ ٹھہرا ہوا ہو مگر پائے محمل کے زمین پر ہون اس طرح کہ محمل کے نیچے لکڑی گاڑ دی ہو جس سے محمل زمین پر ٹھہر جائے اونٹ کی پشت پر نہ رہے تو درست ہوگی اور اگر گاڑی کا جوا جانور پر ہے پس گاڑی چلتی ہو یا نہ وہ نماز سواری ہی پر ہے جائز ہوگی اگر عذر ہو ورنہ جائز نہ ہوگی اور اگر جوا جانور پر نہ ہو تو نماز اسمین جائز ہوگی اگر وہ کھڑی ہو کیونکہ وہ مثل تخت کے ہے اور یہ سبب یعنی نہ قادر ہونا اوترنے پر اور محمل کے نیچے پایہ کا رکھنا یا گاڑی کا جوا بیلون پر نہ ہونا فرض واجب و سنت فجر کے لیے ہے بشرط امکان اگر سواری سے قبلہ کی جانب اگر ممکن ہو ورنہ جسقدر رجوع ہو سکے اور نماز نفل تو درست ہے محمل پر اور گاڑی پر مطلقاً خواہ کھڑی ہو یا چلتی ہو

قبل رخ ہو یا نہو اور ترنے پر قادر ہو یا نہو لیکن نماز نفل جماعت سے پڑھنی درست نہین مگر اتحاد مکان ہو تو درست ہے خواہ مقتدی پیچھے بیٹھا ہو خواہ محمل مین امام کے برابر ہو اور فرض و نفل کی نیت ایک مین جمع کرنے سے فرض ہی ادا ہوگا بسبب قوی ہونے کے بخلاف اس صورت کے کہ چند نوافل کی نیت کو جمع کرے مثلاً تحیۃ المسجد اور تحیۃ الوضو اور نماز حاجت اور کسوف کی نیت ایک ہی دوگانہ نفل مین کرے تو سب کا ثواب ملیگا اور شہر رمضان کی شب اول سے آخر تک نماز تراویح سنت مؤکدہ ہے مرد اور عورت کے حق مین اجماعاً اور فتح القدیر وغیرہ سے بلاغ المبین کی فصل عدد رکعات تراویح کے بیان مین لکھا ہے کہ ہمارے مشایخ کے اصول پر مسنون ہونگی آٹھ رکعت بیس رکعت مین سے کہ کیا انکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر چھوڑ دیا بسبب خوف فرض ہو جانے کے پھر اور بارہ رکعتین مستحب ہیں ہوئین بیس رکعتین کہ تھے لوگ اسی قدر پڑھتے زمانہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مین اور اسی پر عمل ہے لوگون کا آج مشرق اور مغرب مین اور یہی طحطاوی مین لکھا ہے اور وقت اسکا نماز عشا کے بعد ہے فجر تک وتر سے پہلے اور وتر کے بعد صحیح تر قول مین پس اگر نمازی کو کچھ تراویح سے فوت ہوئی ہون اور امام وتر کے لیے کھڑا ہو جاوے تو وہ شخص امام کے ساتھ وتر پڑھ لے پھر وہ تراویح پڑھ لے جو فوت ہو گئی ہو اور جس شخص نے فرض عشا نہ پڑھے ہون وہ بدون فرض پڑھے جماعت تراویح مین شریک نہ ہو اور مستحب ہے دیر کرنا تراویح کا رات کی پہلی ایک تہائی تک یا اسکے نصف تک اور مکروہ نہین تراویح بعد نصف شب کے صحیح تر قول مین اور تراویح جب فوت ہو جاے تو قضا نہین اصلاً یعنی نہ جماعت مین نہ تنہا صحیح تر قول مین پس اگر تراویح کو قضا پڑھیگا تو نوافل مستحب ہو جاینگی اور تراویح نہ ہونگی جیسے مغرب و عشا کی سنتین فوت ہو جانے سے قضا نہیں کی جاتین اور اہل محلہ کو اپنے

تھا یعنی تراویح کو جماعت کے ساتھ پڑھنا سنت کفایہ ہے صحیح تر قول میں اور جو نمازیں جماعت سے مشروع ہیں انکو مسجد میں پڑھنا افضل ہے اور تراویح بیس رکعتیں ہیں دس سلاموں کے ساتھ اور اگر لوگوں کو شک واقع ہوا کہ اٹھارہ رکعتیں پڑھی ہیں یا بیس تو دو دو رکعتیں اکیلے اکیلے پڑھ لے صحیح تر قول میں واسطے احتیاط کے بیچ کامل کرنے تراویح کے اور واسطے بچنے کے نفل کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے سے اور اسی طرح اگر لوگوں کو دو رکعتیں یاد آئیں بعد وتر کے نزدیک ابن الفضل کے اور کہا ہے صدر شہید نے کہ جائز ہے کہ کہا جاوے یہ کہ وہ پڑھی جاوے جماعت کے ساتھ اور یہی ظاہر تر ہے اور جسقدر زمانہ میں چار رکعتیں پڑھی جائیں اسقدر وقفہ ہر ترویحہ یعنی ہر چار رکعت کے بعد مستحب ہے اور اسی طرح درمیان پانچویں ترویحہ اور وتر کے اور پانچویں سلام پر توقف نزدیک اکثر مشائخ کے مستحب نہیں اور یہی صحیح ہے اور حالت توقف میں چاہیں تسبیح و تہلیل ذکر کریں چاہیں قرآن پڑھیں چاہیں خاموش رہیں چاہیں نفل پڑھیں تنہا اور اہل مکہ طواف کرتے ہیں اور اہل مدینہ نماز پڑھتے ہیں چار چار رکعت اور تراویح میں ایک قرآن ختم کرنا یا سننا سنت ہے علیحدہ اور دو بار فضیلت اور تین بار افضل ہے اور نہ چھوڑا جائے تمام قرآن کا پڑھنا لوگوں کی سستی کی جہت سے لیکن اگر لوگ اسطرح کے سست اور بد دل ہوں کہ تمام قرآن کے سننے کی تاب نہ رکھتے ہوں تو اس صورت میں اسقدر پر اقتصار کرنا چاہیے جسقدر لوگوں پر آسان ہو یاد ہو تاکہ مسجدیں جماعت سے خالی نہ رہیں لیکن چھوٹی تین آیتوں سے کم یا دو یا ایک آیہ تین چھوٹی آیتوں سے کم کرنا مکروہ تحریمی ہے اور مجتبی میں امام اعظم سے منقول ہے کہ اگر کسی نے فرض میں تین آیتیں چھوٹی یا ایک آیہ بڑی پڑھی تو مضائقہ نہیں بلکہ احسن کیا پس جب فرض میں تین آیتیں پڑھنی بہتر ہیں تو تراویح میں بطریق اولی احسن ہوگی اور اختیار کیا ہے بعضوں نے

سورۂ اخلاص کو ہر رکعت میں اور بعضون نے یہ اختیار کیا کہ سورۂ فیل سے شروع کرکے
آخر قرآن تک پڑھے پھر اعادہ کر جائے اور یہی بہتر ہے تاکہ نہ فکر ہو اُسکو ساتھ عدد رکعات کے
اور اسی پر قرار پایا ہے عمل ائمہ اکثر مساجد کا ہمارے دیار میں اور پڑھے امام اور قوم ثنا
شروع نماز میں اور قعدۂ اخیرہ میں تشہد پڑھ ہاوے درود اور دعا کو مگر یہ کہ قوم
تھک جاوے تو صرف درود پڑھے اور چھوڑ دیوے دعا کو اور احتراز کرے غیر مشروع
باتون سے یعنی قرأت کے جلد پڑھنے اور اعوذ اور بسم اللہ اور اطمینان کے چھوڑنے
اور رکوع اور سجدہ کی تسبیح اور تحریمون کے بعد توقف کے ترک سے اور مکروہ تحریمی ہے
تراویح کا پڑھنا بیٹھ کے بے عذر جیسے مکروہ ہے مقتدی کا بیٹھا رہنا اور امام کے
رکوع کے وقت شریک ہونا اور اگر لوگون نے فرض جماعت سے نہ پڑھی ہو تو تراویح
جماعت سے نہ پڑھیں اسلیے کہ جماعت تراویح تابع ہے جماعت فرض کی پس جس شخص نے
فرض تنہا پڑھی ہو وہ تراویح کو امام کے ساتھ پڑھے اور اگر فرض کو جماعت کے ساتھ
پڑھا اور تراویح کو جماعت کے ساتھ نہ پڑھا تو وتر جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے
لیکن اگر فرض تنہا پڑھی ہو تو وتر کو جماعت کے ساتھ نہ پڑھے اور اگر تراویح کی جماعت
سب نے نہ کی ہو تو وتر کو بھی جماعت سے نہ پڑھیں اسلیے کہ وتر میں جماعت کا
مسنون ہونا تراویح کی جماعت کے بعد سلف سے منقول ہے اور شہر رمضان کے
سوائے اور دنون میں نماز وتر اور نفل کو ایک امام کے پیچھے چار شخص کا پڑھنا
مواظبت کرکے مکروہ ہے پس اگر ایک یا دو مقتدی ہون تو بے کراہت درست ہے مگر نفل
اقتدا کرنے سے جماعت کا ثواب نہین ملتا **باب حاصل کرنے جماعت
فرض کا** اگر شروع کیا نمازی نے نماز فرض ادا کو پھر اسی فرض کی جماعت شروع ہوگئی

اُسکی نماز پڑھنے کی جگہ مین تو اگر ہنوز رکعت اول کا سجدہ نہین کیا تو حالت قیام مین ایک
سلام سے یہی صحیح ہے اپنی نماز کو توڑ کے اقتدا کرے اور موذن کی اقامت کی تکبیر سنکے
نماز توڑنی درست نہین بلکہ امام کی تکبیر تحریمہ سنکے توڑے اور اگر نمازی گھر مین نماز پڑھتا ہو
اور جماعت وہان سے ملے اور جگہ مثلاً اسی مسجد مین شروع کی جائے تو نماز نہ توڑے اور
بے عذر نماز توڑنی حرام ہے اور جماعت حاصل ہونے کے لیے یا اور کسی وجہ سے نماز کامل
کرنے کے لیے توڑنا مستحب ہے اور توڑنا مباح ہے اگر اُبلے ہانڈی کی عورت کی یا خوف کرے
مال کے تلف ہونے کا اور علامہ شامی نے اندازہ کیا ہے اُسکا ساتھ ایک درم کے یہی سبب
اور صحیح یہ کہ فرق نہین اپنے اور غیر کے مال مین اور ظاہر ہے کہ غیر مہلک امر مین بھی فریادخواہ کی
خلاصی پر قدرت رکھنے والے کے لیے واجب ہے فریادرسی اور توڑنا نماز کو فرض ہے
اور اگر خوف کرے نماز جنازہ کے نہ ملنے کا تو نفل پڑھنے والا نماز توڑدے نہ فرض پڑھنے والا
بسبب اقویٰ تر ہونے کے اور اگر رکعت اول کا سجدہ کرچکا ہے اور نماز فجر یا مغرب پڑھتا ہے
تب بھی نماز توڑ کے اقتدا کرے اور اگر ظہر یا عصر یا عشا کی نماز ہے تو ایک اور رکعت اُسمین اور
ملا کے توڑے اور اقتدا کرے تا دو رکعت نفل ہوجائین اور جماعت بھی ملے کیونکہ نماز ایک
رکعت باطل ہے نہ صحیح مکروہ اور اگر نماز فجر اور مغرب مین دوسری رکعت کا بھی سجدہ کرچکا ہے
تو اب اُسی کو پورا کرے اور اقتدا نہ کرے اور اگر چار رکعت والی نماز سے تیسری رکعت کا
سجدہ کرچکا ہے تو اکیلا تمام کرے پھر نفل کی نیت کرکے اقتدا کرے اور اس اقتدا سے
حاصل کریگا ثواب جماعت کا مگر نماز عصر مین اقتدا نہ کرے اور گر تیسری رکعت کا سجدہ
نہ کیا ہو تو توڑ کے اقتدا کرے اور جسنے نماز نفل شروع کی ہو وہ قطع نہ کرے کسی حال مین
یعنی اول رکعت کا سجدہ کیا ہو یا نہ کیا ہو اور پورا کرے نفل کو دو رکعتین اور اسی طرح

اگر سنت پڑھنے کی حالت میں جمعہ کا خطبہ شروع ہوا یا جمعہ یا ظہر کی اقامت کہی گئی تو دو رکعت پر
قطع کرے کمال الدین نے اسکو ترجیح دی ہے اور ہدایہ میں نہایہ کی کو اختیار کیا اگر تیسری
رکعت کا سجدہ کر چکا ہے تو نماز کو جلد تمام کرے حتی کہ جسقدر قرات وغیرہ واجب ادا ہو اسی پر
کفایت کرے اور مکروہ تحریمی ہے بسبب ممانعت کے نکلنا اس شخص کا جسنے نماز نہیں پڑھی
اس مسجد سے جہاں اذان ہو گئی ہو مگر نکلنا اس شخص کو مکروہ نہیں جو دوسری مسجد کا
امام یا مؤذن ہو یا یہ کہ نکلے اپنے محلہ کی مسجد کے لیے اور انہیں لوگوں سے نماز پڑھے
یا نکلے اپنے استاد کی مسجد کے لیے اپنی نماز پڑھنے کے لیے یا نکلے وعظ سننے کے لیے یا
نکلے کسی حاجت کے لیے اور اسکا ارادہ ہو کہ پھر آویگا اور جس شخص نے نماز ظہر اور عشا تنہا
ایک مرتبہ پڑھ لی اسکو نکلنا مکروہ نہیں بلکہ یہ فعل مکروہ ہوا کہ نماز کو تنہا پڑھ لیا اور جماعت کا
انتظار نہ کیا مگر وقت شروع ہونے تکبیر کے نکلنا مکروہ ہے بسبب اسکی مخالفت کرنے کے
جماعت سے بدون عذر کے بلکہ موافقت کرے نفل اور ثواب جماعت حاصل کرنے کے لیے
مگر جو شخص فجر اور عصر و مغرب کی نماز ایک بار پڑھ چکا ہو وہ نکلے ہر حال میں گو اقامت شروع
ہو جاوے اور اگر تشہد کے ملنے پر ظن غالب ہو تو مسجد کے باہر سنت کو ادا کرے و اگر
نہ ملنے پر ظن غالب ہو تو سنت کو ترک کرے و اگر مسجد کے باہر مکان نہو تو بھی سنت کو ترک
کرے اسلیے کہ مکروہ کا نہ کرنا سنت کے کرنے پر مقدم ہے یعنی سنتوں کو جماعت کیجی میں پڑھنا
مکروہ ہے اور ادائے سنت سنتوں میں فعل مکروہ کو نہ کرنا مقدم ہے اور یہ جو کہا گیا ہے کہ اول
سنتوں کو شروع کرے پھر فرضوں کے لیے تکبیر کہا یا سنت کو شروع کرکے توڑ دے
یہ دونوں قول رد کیے گئے ہیں اور محل سنت کی قضا نہیں نہ تنہا نہ فرض کے ساتھ لیکن
آفتاب نکلنے کے بعد زوال کے قبل فرض کے ساتھ صرف صبح کی سنت پڑھ دے

اسکے بعد پڑھے صحیح تر قول مین ہی اور اگر تنہا سنت فجر فوت ہوئی تو نہ قضا کرے قبل طلوع
آفتاب کے بالاجماع لیکن بعد طلوع آفتاب کے زوال آفتاب تک قضا کر لینا قریب بہ اتفاق ہے
اور جب نمازی بے خوف فوت وقت سے تو نفل پڑھے جسقدر چاہے فرض سے پہلے
اور اگر فوت وقت کا خوف ہو تو نفل پڑھنی حرام ہی اور چھوڑے سنتون کو ہر حال مین اگرچہ
جماعت فوت ہو جانے کے بعد فرض تنہا پڑھے اور اگر فرض ظہر کے قبل کی چار رکعت
سنت فوت ہو جائے تو اُسی وقت مین فرض کے بعد کی دو رکعت سنت کے قبل اور
اسی کا فتویٰ ہی اور چاہے اُسکے بعد پڑھ لے اور اگر کسی نے رکوع مین اقتدا کی لیکن
رکوع نہ کیا یہان تک کہ امام نے سر اپنا اُٹھا لیا تو مقتدی مذکور نے اُس رکعت کو نہین پایا
پس وہ مسبوق ہوگا یعنی اُس رکعت کو امام کے فارغ ہونے کے بعد پڑھے بخلاف اُس
صورت کے کہ امام کے ساتھ قیام مین شریک ہوا لیکن اُسکے ساتھ رکوع نہ کیا تو مقتدی
مذکور اُس رکعت کے حق مین لاحق ہوگا پس اُس رکوع کو امام کے فارغ ہونے سے پہلے
ادا کرکے امام کی متابعت کرے اگرچہ امام سجدون مین ہو گو سجدہ نہ کرنے سے نماز نہ ٹوٹیگی
پھر اگر مقتدی نے رکوع نہ پایا اور امام کی متابعت سجدون مین نہ کی مگر جب امام نے سلام
پھیرا تو اُسنے اُسکے ایک رکعت پڑھ لی تو نماز اُسکی پوری ہی اور اگر مقتدی نے رکوع کیا امام سے
پیشتر پھر امام نے اُسکو رکوع مین جا لیا تو مقتدی کا رکوع درست ہوگا لیکن امام کے قبل
رکوع کرنا مکروہ تحریمی ہی اور اگر رکوع سے مقتدی کے سر اُٹھانے کے بعد امام نے رکوع کیا
یا مقتدی نے اُسوقت رکوع کیا کہ ہنوز امام قرأت واجب نہ پڑھ چکا تھا تو رکوع مذکور مقتدی کو
کافی نہ ہوگا دوبارہ رکوع کرے اگر نہ کریگا تو نماز باطل ہو جائیگی اور اگر مقتدی نے
دو سجدے کیے اور امام نے ابھی ایک ہی سجدہ کیا ہی تو مقتدی کا دوسرا سجدہ معتبر نہین پھر

سجدہ کرے والا نماز ٹوٹ جائیگی باب احکام قضا پڑھنے نماز فائتہ کے
فائتہ فرائض کی قضا فرض اور واجب کی واجب و سنت کی سنت ہے اور ادا ہو یا قضا
فرض فائتہ اور فرض وقتیہ میں اور فرض وتر میں ترتیب لازم ہے یعنی جو پہلے فوت ہوئی ہو
اسے پہلے پڑھے اور جو پیچھے فوت ہوئی اسکو پیچھے پڑھے مگر تقدیم تاخیر یاد نہ ہو تو ایک
تحری میں فکر کرے جو پہلے ٹھہرے اسے پہلے پڑھے اور اگر کچھ نہ ٹھہرے تو جسکو چاہے
پہلے پڑھے لیکن جسکو پہلے پڑھا ہو دوسری نماز کے بعد اسکو پھر پڑھے مثلاً تین نماز ان میں
دو فرض ہونگی رعایت ترتیب کے ساتھ ادا اور ایک نفل لیکن فرض اور نفل فائتہ میں
ترتیب لازم نہیں اور ترتیب تین چیزوں سے ساقط ہو جاتی ہے اول اول وقت تنگ
ہونے سے اور وقت کی تنگی سے ترتیب ساقط ہونے کے بعد اگر وقت باقی رہے تو ترتیب
عود کریگی مگر وقت باقی نہو تو عود نکریگی پس اگر ممکن ہو ادا کرنا نماز ظہر فائتہ کا قبل
متغیر ہونے آفتاب کے کہ نماز عصر بالکل یا بعض حالت تغیر میں واقع ہو تو ترتیب ساقط
نہوگی اور اگرچہ ممکن ہو ادا کرنا دونوں نماز کا قبل غروب آفتاب کے لیکن ممکن نہو
فارغ ہونا ظہر سے قبل تغیر ہونے آفتاب کے تو ترتیب ساقط ہو جائیگی اسوقت نماز
عصر پڑھے اور بعد غروب آفتاب کے نماز ظہر ادا کرے دوم ترتیب ساقط ہو جاتی ہے بھول
جانے سے اور بھولنے والے میں الحق کیا گیا ہے وہ شخص جو ترتیب کے فرض ہونے سے
جاہل ہو اور ظن معتبر ہے جہالت کی قسم ہے تو یہ بھی نسیان میں داخل ہوا اور اگر
بھول کے نماز پڑھ لینے کے بعد نماز فائتہ یاد ہوئی تو ترتیب عود نکریگی اور اگر نماز
وقتی کے فارغ ہونے سے پیشتر یاد ہوئی تو عود کریگی سوم وتر کے سوائے چھ فرض وقتی
اور نسیان کے فوت ہو جانے سے صحیح تر قول کے بموجب اگرچہ متفرق فوت ہوئی ہوں

اور فائتہ قدیم ہوں یا جدید مذہب معتمد پر اور یہی صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے پس جبھی نماز کا وقت
تنگ ہو جانے کے سبب سے ترتیب ساقط ہو جاتی ہے پس ان چھ نماز فائتہ کو جب تک سب
قضا نہ کریگا ترتیب لازم نہ ہوگی اور اگر ترتیب کو ترک کیا یعنی کسی شخص نے کوئی نماز
مثلاً نماز فجر نہ پڑھی اسکے بعد پانچ نمازیں یعنی دوسرے دن کی فجر تک پڑھیں درانحالیکہ
نماز فجر فائتہ یاد ہے تو ان نمازوں کا وصف یعنی فرض ہونا موقوف رہیگا پس اگر
دوسری نماز فجر کے وقت میں بعد نماز یا قبل نماز کے آفتاب نکلنے کے پیشتر نماز فجر
فائتہ کو قضا کریگا تو ان پانچوں نمازوں کا وصف جاتا رہیگا یعنی نفل ہو جائینگی اور اگر آفتاب
نکلنے کے بعد قضا کریگا تو صحیح ہو جائینگی اور اگر کوئی شخص مرجائے اور اسکے ذمہ نمازیں
فائتہ ہوں اور وصیت کرے کفارہ دینے کی تو دیا جائے ہر نماز کے لیے آدھا صاع گیہوں
یا دوسری چیز مانند فطرے کے اور وصیت کرنی اس شخص کو لازم ہوگی جو قادر تھا فائتہ کے
ادا پر اور ادا نہ کی اور ایسا ہی حکم ہے ہر روزہ کا اور یہ کفارہ میت کے مال کی تہائی سے دیا جائے
اور اگر میت نے کچھ مال نہ چھوڑا یا اسقدر نہ ہو کہ سب کفاروں کو کافی ہو تو میت کے
وارث یہ تدبیر کریں کہ نصف صاع گیہوں مثلاً قرض لیں اور اسے فقیر کو حوالہ کریں پھر
فقیر وہ گیہوں وارث کو ہبہ کرے اور وارث پھر فقیر کو دیوے اسی طرح اتنی بار دادوستد کریں
کہ کفارہ تمام ہو جائے ف اور اہل ہند تمام عمر کے کفاروں کی قیمت کے عوض میں ایک
قرآن مجید کہ بے بہا ہے دیتے ہیں اور اگر نمازیں فائتہ کو میت کے وارثوں نے اسکے حکم سے
قضا پڑھا تو اسپر سے ساقط نہ ہوگی اور اسی طرح روزہ اور ایک فقیر کو نصف صاع سے کم دینا
جائز نہیں لیکن زیادہ حتیٰ کہ سب دیدینا جائز ہے بخلاف کفارہ قسم اور ظہار اور افطار کے اور
مرض موت میں اپنی نماز کا فدیہ دینا صحیح نہ ہوگا اور اگر مرض موت میں اپنے روزہ کا فدیہ دیا ہو

تو درست ہی لیکن بعد موت کے اُسکے دینے کی صحت ثابت ہوگی اور نماز فائتہ کا قضا کرنا فی الفور
واجب ہی اور بہت سی نمازین فوت ہونے سے ترتیب ساقط ہو جاتی ہی اور اُنکو اگر زن و فرزند کیلیے
کمانے کی مصیبت یا اور کسی حاجت کے باعث تاخیر کرے تو جائز ہی صحیح تر قول کے بموجب
لیکن جب اپنے کام سے جسقدر فرصت ملا کرے اُسی قدر قضا پڑھلیا کرے یہانتک کہ
تمام ہو جاوینگی اور نماز سے خارج سجدہ تلاوت کا اور نذر مطلق کا اور شہر رمضان کی قضا
وسعت دی گئی ہی یعنی ان تینون کو جب چاہے ادا کرے اور نذر معین کو اُسی وقت مین
ادا کرنا واجب ہی اور نماز اور روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ احکام شرعیہ کے نجاننے سے معذور
رکھا جائیگا وہ حربی کہ مسلمان ہوا دار الحرب مین اور ٹھہرا رہا پس اُس مدت قیام کی قضا
نہوگی جیسے قضا کرے مسلمان اُنکو جو زمانہ ردت مین فوت ہوئی ہون اور حالت اسلام
قضا ہی اُسکی جو مرتد ہونے کے قبل فوت ہوئی ہی اور لازم ہوگا مسلمان کو دوبارہ پڑھنا
اُس فرض کا جسکو ادا کیا اور اُسکے بعد مرتد ہو گیا پھر اُسی فرض کے وقت مین مسلمان ہوا
اور اگر ایک لڑکے کو احتلام ہوا نماز عشا پڑھنے کے بعد اور وہ جاگا وقت فجر مین تو اُسکو نماز
عشا قضا پڑھنی لازم ہی اور حالت مرض مین تیمم اور اشارہ سے پڑھنا جائز ہی اُن نمازون کا
جو فوت ہوئی تھین حالت صحت مین اور پھر حالت تندرستی مین اُنکو دوبارہ نہ پڑھے
اور ظاہر نماز قضا کا اعلان کرکے پڑھنا مکروہ تحریمی ہی **باب سجدہ سہو** اگر

کسی شخص نے سہو سے پہلے رکن نماز پر دوسرے رکن کو مقدم کیا مثلاً قرآن کی قرأت واجبہ کے قبل رکوع کیا پس عود نہ کرے اور قبل سجود کے قیام کی طرف قرأت کے لیے عود کرنا بھی جائز ہی یا کسی رکن نماز میں تاخیر کی بقدر ایک رکن کے چپ رہ گیا یا ذکر مشروع پر کوئی ذکر زیادہ کرے مثلاً دیر کی اُٹھنے میں تیسری رکعت سے کے بسبب پڑھا دینے کے التحیات پر اللھم صلی علی محمد لیکن قول ارجح یہ کہ جب تک وعلی آل محمد نہ کہیگا سجدہ واجب نہوگا یا کسی رکن نماز کو مکرر کیا مثلاً ہم دو رکوع کیے یا نماز کے واجب اصلی کو سہواً تغیر کیا مثلاً امام نے پست آواز سے قرأت کرنے کے مقام میں آواز بلند کی یا بلند آواز سے قرأت کرنے کے مقام میں آواز پست کی تو اسپر سجدۂ سہو واجب ہوتا ہی لیکن منفرد پر سجدۂ سہو واجب ہونا لائق ہے صرف پست آواز سے قرأت کرنے کے مقام میں بلند آواز کرنے سے اسی کی تصحیح ہوئی اور صحیح تر تعین کرنا جہر واخفا کا ہی اُسقدر کہ جائز ہو اُس سے نماز دونوں مسئلوں جہر واخفا میں کیونکہ کمتر سے تو بچنا ممکن نہیں یا واجب اصلی کو ترک کیا مثلاً قعدۂ اولی کو یا واجب اصلی کی ادا میں سہواً تاخیر کی مثلاً دیر کے بعد سلام یاد آیا تو واجب ہوتے ہیں نمازی پر دو سجدہ سہو کے اپنے داہنی طرف فقط ایک سلام کے بعد اور یہی صحیح تر ہی اور سجدۂ سہو کرنا قبل سلام کے جائز لیکن مکروہ تنزیہی ہی اور اگر سجدۂ صلبی یعنی سجدہ نماز سہواً ہوا قعدۂ اخیرہ کے بعد یاد آیا تو قعدۂ اخیرہ کو بیکار کر دیتا ہی پس وہ سجدہ ادا کرکے پھر قعدہ کرے اور اسی طرح سجدہ تلاوت کا ہی قول مختار پر بخلاف سجدۂ سہو کے کہ وہ قعدۂ اخیرہ کو نہیں اُٹھا سکتا اور مختار یہ کہ سجدۂ سہو کے بعد کے قعدہ میں درود پڑھے اور دعا اور قول غیر مختار یہ کہ دونوں قعدوں میں پڑھے احتیاطاً اور سجدۂ سہو کرے جبکہ وقت نماز کی صلاحیت رکھتا ہو پس اگر آفتاب نکل آوے نماز فجر میں بعد

سلام کے یا آفتاب سرخ ہوجائے بعد سلام کے نماز قضا مین یا نمازی سے پائی جائے
وہ حرکت جو قطع کرے بناء نماز کو تو سجدہ سہو ساقط ہوجائیگا اگر اسی روز کی نماز عصر
ادا کرنے مین یہ کیفیت واقع ہو تو سجدہ سہو ساقط نہوگا اور ایک نماز مین چند سہو
ہونے سے بھی دو سجدے کفایت ہین اور اگر مقتدی کو سہو لاحق ہو تو بدون سہو امام کے
سجدہ سہو نکرے اگر کسی نے ایک سجدہ سہو کے بعد اقتدا کی تو ایک ہی سجدہ کرے اور اگر
دونون سجدون کے بعد اقتدا کی تو ایک سجدہ بھی نکرے اور مسبوق سجدہ کرے اپنے
امام کے ساتھ ہر حال مین یعنی خواہ مسبوق کی اقتدا سے پہلے امام کو سہو ہوا ہو یا بعد
اقتدا کے پھر مسبوق سجدہ سہو کے بعد اپنی باقی نماز پڑھے اور اگر اس باقی مین
سہو ہو جائے تو دوبارہ سجدہ کرے مگر اپنے امام کے ساتھ سجدہ نکیا اور اپنی نماز کے
آخر مین کر لیا گو اسکو باقی نماز مین سہو ہوا ہو یا نہین تو کافی ہوگا اور اسی طرح لاحق پر
سجدہ واجب ہو اسکا امام کے سہو سے مگر وہ سجدہ کرے اپنی نماز کے آخر مین اور اگر
لاحق نے سجدہ کیا اپنے امام کے ساتھ تو دوبارہ سجدہ کرے اور مقیم مسافر کے پیچھے مثل
مسبوق کے ہے یعنی اسکے ساتھ سجدہ کرے اور اگر بھول گیا نمازی قعدہ اولی نماز نفل کا
اور کھڑا ہو گیا تو بیٹھ جائے جب تک اس قیام کا سجدہ نکر چکا ہو اور اگر نماز فرض اور واجب کا
قعدہ اولی بھول گیا اور اٹھنے لگا پھر قعدہ کو یاد کیا پس اگر قعدہ سے قریب تر ہے یعنی نیچے کا
آدھا جسم سیدھا کھڑا نہین ہوا یہی ظاہر مذہب اور صحیح تر ہے تو بیٹھ جانا واجب ہے اور اسپر
سجدہ سہو نہیں یہی صحیح تر ہے اور اگر نیچے کے آدھے جسم سے سیدھا کھڑا ہو گیا ہو تو اب
نہ بیٹھے اور سجدہ سہو کرے دگر قعدہ کی طرف عود کریگا تو گو نماز مین فساد نہ آویگا مگر گنہگار ہوگا
اور سجدہ سہو واجب ہوگا یہی قول مشابہ بحق زیادہ ہے چنانچہ تحقیق کیا ہے اسکو کمال الدین نے

اور یہی حق ہے اور یہ تفصیل امام و منفرد کے لیے ہے لیکن اگر امام دو رکعتوں کے بعد بیٹھ گیا
اور ایک مقتدی بھول کے سیدھا کھڑا ہو گیا تو لازم ہے کہ بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اگرچہ
امام کے ساتھ تیسری رکعت کے نہ ملنے کا خوف ہو اور اگر بھول گیا نمازی قعدۂ اخیرہ کو
اور کھڑا ہو گیا زائد رکعت کے لیے تو عود کرے جب تک کہ رکعت زائد کا سجدہ نہ کر چکا ہو
اور سجدۂ سہو کرے اور اگر اس رکعت کا سجدہ کر چکا عمداً ہو یا سہواً تو ہو جائیگا فرض اسکا
نفل وقت اٹھانے اسکی پیشانی کے سجدے سے اسی پر فتویٰ ہے اور ایک اور رکعت ملالے
اگرچہ نماز عصر اور فجر میں ہو اگر چاہے اور سجدۂ سہو نہ کرے صحیح تر قول کے بموجب اور نماز
مغرب میں نہ ملائے اور اگر نمازی بیٹھا آخر رکعت میں بمقدار التحیات الخ کے پھر کھڑا ہو گیا
تو بیٹھ جائے اور سلام پھیرے گو کھڑا ہوا سلام پھیرنا بھی صحیح ہے اور اگر امام کھڑا ہو گیا
تو صحیح تر یہ کہ مقتدی امام کا انتظار کریں پس اگر وہ بیٹھ جائے تو اسکی متابعت کریں اور
اگر امام سجدہ کرے رکعت زائد کے لیے تو مقتدی سلام پھیر دیں کیونکہ فرض تمام ہو گیا
اور امام مذکور چھٹی رکعت ملالے اگرچہ نماز عصر ہو اور ملاوے پانچویں رکعت مغرب میں
اور چوتھی رکعت نماز فجر میں اسی کا فتویٰ ہے تا کہ دو رکعتیں نفل ہو جائیں اور ملانا
موکد زیادہ ہے و گر نہ ملائے بلکہ ایک ہی رکعت پر قطع کر دے تو اسپر قضا لازم نہ ہو گی
اور دونوں صورتوں میں سجدۂ سہو کرے اور یہ دونوں رکعتیں زائد قائم مقام سنت موکدہ
فرضوں کے بعد کی نہ ہونگی صحیح تر قول میں اور اگر نمازی اقتدا کرے پیچھے امام کے
ان دونوں زائد رکعتوں میں تو وہ بھی چھ رکعت پڑھے اور اگر مقتدی ان دونوں رکعتوں کو
توڑ دے تو صرف انہیں دونوں کی قضا کرے اسی پر فتویٰ ہے اگر امام قعدۂ اخیرہ میں بیٹھا ہو
ورنہ چھ رکعت قضا کرے اور اگر ترک کیا قعدۂ اولیٰ کو نفل میں سہو سے تو سجدۂ سہو کرے

اور نماز فاسد ہوگی اور ہم لکھ آئے ہیں کہ نمازی عود کرے قعدہ کی طرف جب تک
تیسری رکعت نفل کو سجدہ سے مقید نہ کیا ہو اور اس نمازی کا سلام پھیر دینا جسپر
سجدہ سہو ہے اسکو نماز سے باہر کر دیتا ہے مگر ملتوی طور پر یعنی اگر اب سجدہ کریگا تو
نماز میں پھر عود کر آئیگا ورنہ سجدہ نہ کریگا تو عود نہ کریگا اور اگر نمازی سجدہ سہو یا صلبی
یعنی نماز کا بھولا ہوا سجدہ یا سجدہ تلاوت کو یا دونوں کو یا تینوں کو بھول گیا تو جب
یاد آئیں اور مسجد کے اندر ہو تو اسپر اسکا ادا کرنا لازم ہوگا اگرچہ قبلہ سے پھر جاوے اور
اگر صحرا میں ہو پس اگر یاد کیا قبل اسکے کہ تجاوز کر جاوے صفوں سے پیچھے یا داہنے
یا بائیں تو عود کرے طرف قضا اس چیز کے جو اسپر ہے اور اگر چلا آگے لیے پس صحیح تر
موضع اسکے سجود کا ہے یا سترہ کا اگر ہو پس اسی بنا پر اگر کسی شخص نے قعدہ اخیرہ کے
بعد سلام پھیرا اور اسپر سجدہ سہو ہے تو اب کوئی شخص اگر اسکو نماز میں سمجھکر اقتدا
کریگا تو صحیح ہوگا بشرطیکہ بعد اقتدا کے امام سجدہ سہو کرے وگرنہ کریگا تو اقتدا درست
نہ ہوگا اور اگر بعد سلام کے سجدہ سہو سے پیشتر نمازی نے قہقہہ کیا یا مسافر نے
اسوقت اقامت کی نیت کی تو صحیح یہ ہے کہ نمازی کا وضو باطل ہوگا اور اسکی نماز
نہ بدلیگی اسکے بعد سجدہ سہو کرے یا نہ کرے لیکن اس قہقہہ سے نماز سے بالکل
خارج ہوگیا اور سجدہ سہو اسپر سے ساقط ہو گیا اور اگر ظہر کے پڑھنے والے نے مثلاً
دو رکعتوں پر نماز کے پورا ہونے کے وہم سے سلام پھیرا تو نماز باطل نہ ہوگی چار رکعت
پوری کرے اور سجدہ سہو کرے بخلاف اس صورت کے کہ سلام پھیرا اس گمان پر کہ
ظہر کی فرض دو رکعتیں ہیں یا اس طرح کہ خیال کر لیا کہ میں مسافر ہوں یا یہ کہ نماز جمعہ کو
یا نو مسلم نے گمان کیا کہ ظہر کی فرض دو ہی رکعتیں ہیں یا نماز عشا میں مشغول تھا

اُسکو تراویح کا گمان کرکے سلام پھیر دیا یا سلام پھیرا اُس حال مین کہ اُسکو یاد ہو کہ مجھپر
ایک رکن باقی ہو ان سب صورتون مین نماز باطل ہو جاتی ہو اور معتمد کتابون مین اسی
قول پر یقین کیا ہو اور جس نماز مین جماعت کثیر ہو اُسمین سجدۂ سہو کا ترک اولی ہو
تا کہ لوگ تشویش مین نہ پڑجائین اور اسی پر یقین کیا گیا اور بخاری اور مسلم نے روایت کی
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوا اسکے نہیں کہ مین آدمی ہون مانند تمہارے
بھولتا ہون جیسے تم بھولتے ہو پس جسوقت بھولون مین پس یاد دلاؤ مجھکو انتہی بلاغ المبین مین
فصل سجدہ سہو کے بیان مین فقط لیکن سہو و نسیان ہونا انبیا پر اُسمین جو متعلق ساتھ
رسالت اور پہونچانے احکام کے ہو جائز نہیں اور اسکے سوائے افعال مین جائز ہو
تکمیل الایمان ذکر مین نبوت مریم و آسیہ وغیرہ کے اور اگر نماز مین شک ہوا کہ کی رکعتین
پڑھین ہین پس اگر اول بار شک ہوا اور اسی قول پر ہین اکثر مشایخ تو نماز قطع کر دے
اور بیٹھ کے سلام سے قطع کرنا اولی ہو اور سر نو سے پڑھے و گر اکثر شک ہو جایا کرتا ہو
تو ظن غالب پر عمل کرے و گر غلبہ ظن کا حاصل نہو تو کم کو اختیار کرے اور ہر رکعت مین
قعدہ کرکے تمام کرے اور اگر شک کرنے والا سوچنے کی حالت مین بقدر ادائے رکن کے
مشغول ذکر مین نہ رہا یا ادائے رکن سے باز رہا تو سجدہ سہو واجب ہو اور اس سے کم
فکر کرنے مین سجدہ سہو نہیں اور خارج نماز مین شک کا اعتبار نہیں مگر صحیحین مستثنی ہین
اور اگر خبر دی نمازی کو ایک شخص عدل یعنی سچے آدمی نے کہ اُسنے چار رکعتین نہین
پڑھین اور اُسنے شک کیا خبر دینے والے کے سچے اور جھوٹے ہونے مین تو اُس نماز کو
سر نو سے پڑھے احتیاطاً اور اگر نمازی کو اپنے پورے پڑھنے کا یقین ہو تو خبر دینے والے کے
قول پر لحاظ نہ کرے اور اگر اختلاف کیا امام اور مقتدیون نے پس اگر امام کو یقین

اپنے صحیح پڑھنے کا ہو تو سر نو سے نہ پڑھے لیکن قوم سر نو سے پڑھے و اگر یقین نہو تو
مقتدیون کے کہنے کے بموجب نماز سر نو سے پڑھے اور اگر شک کیا کہ شروع کی تکبیر
کہی ہی یا نہین خواہ یہ شک کیا کہ حدث ہوا ہی یا نہین خواہ یہ شک کیا کہ کپڑے پر نجاست
لگی ہی یا نہین خواہ یہ شک کیا کہ مسح اپنے سر کا کیا ہی یا نہین تو اگر یہ شک اول مرتبہ ہو
تو اول صورت مین نماز سر نو سے پڑھے اور دوسری مین وضو کرے اور تیسری مین
نجاست کو دھو کے پاک کرے اور چوتھی مین مسح کرے اور اگر اول مرتبہ نہو تو اس
شک کا اعتبار نہین اور یہ حکم اثنا ر وضو یا نماز مین شک ہونے کا ہی اور بعد فراغ کے شک کا
اعتبار نہین باب نماز بیمار کے احکام مین جس شخص کو کھڑا ہونا دشوار ہو
بسبب اس عذر کے جس سے نماز بیٹھ کے پڑھنی درست ہو اور وہ یہ ہی کہ نمازی کو
کھڑے ہونے سے ضرر پہونچے اسی پر فتویٰ ہی یا خوف کرے بیماری کے بڑھ جانے کا
یا دیر کر اچھا ہونے کا یا دوران سر ہو یا قیام سے بہت درد ہو یا خوف ہو کہ اگر نماز
کھڑا ہو کے پڑھیگا تو پیشاب جاری ہو جائیگا یا روزہ رکھنا دشوار ہو جائیگا تو وہ
شخص بیٹھ کے نماز پڑھے اگرچہ تکیہ پر یا کسی آدمی پر سہارا دیکے بیٹھے کیونکہ یہ
بیٹھنا اسپر لازم ہی قول مختار کے بموجب اور اگر بطور قعدہ تشہد کے بیٹھ سکے
تو اسی طرح بیٹھنا بہتر ہی ورنہ جو وضع اسکو سہل معلوم ہو اسی طرح بیٹھے لیکن تشہد
پڑھنے کی حالت مین بطور قعدہ تشہد کے بیٹھے اور نماز پڑھے بیٹھ کے رکوع اور
سجدے سے یعنی اشارے سے نہ پڑھے اسلیے کہ جن ارکان کو کامل ادا کر سکتا ہو انکو
ناقص کرنا نچاہیے بدون ضرورت کے اور جس شخص کو تھوڑے سے قیام پر قدرت ہو
وہ تحریمہ کھڑے ہو کے کرے اور جسقدر قرات کھڑا ہو کے پڑھ سکے اسقدر پڑھے

پھر بیٹھ جاوے اگر کھڑا نہ رہ سکے یہی مذہب صحیح ہے اور اگر بے سہارے کھڑا ہونے سے
عاجز ہو تو سہارے سے کھڑا ہو ورنہ اسکی نماز کافی نہو گی اور اگر سجدہ نہو سکے تو اشارہ
کرے بیٹھکے اور بیٹھ کے اشارہ سے پڑھنا افضل ہے کھڑے ہوکے اشارہ کرنے سے
اور اپنے سجدہ کو زیادہ پست کرے بہ نسبت رکوع کے کہ بدون اسکے سجدہ جائز نہو گا
اور سجدہ کے لیے کوئی چیز اٹھانا یا لیے رہنا مکروہ تحریمی ہے لیکن اگر وہ زمین پر رکھی ہو تو
مکروہ نہین اور اگر سجدہ کے لیے کوئی چیز اٹھا کے سر کو لگاوے بالکل نہ جھکے یا جھکے مگر رکوع سے
کم یا اسکے برابر تو سجدہ جائز نہو گا اور اگر نمازی کو بیٹھنا دشوار ہو تو چت لیٹ کے
اشارہ کرنا افضل ہے قول معتمد کے بموجب اور دونون پاؤن قبلہ کی جانب کرے اور
زانوؤن کو کھڑا کرلے اور سر اپنا تھوڑا سا اٹھا دے تا کہ اسکا چہرہ قبلہ کی طرف ہو جاوے
یا لیٹے بائین یا داہنی کروٹ پر اور منہ کرے قبلہ کی طرف اور جب ارکان نماز عاجزی کے
باعث سے ساقط ہو جاتے ہین تو شرائط بطریق اولی ساقط ہو جاوینگے ہان وقت ساقط
نہین ہوتا اور اعادہ نہ کرے ان نمازون کا جو ارکان یا شرائط کے ساقط ہو جانے سے
پڑھے اور اگر اشارہ سر سے بھی دشوار ہو جائے اور مرض دن رات سے زیادہ رہا پس
اسکو ہوش رہا ہو یا نہ نماز حالت مرض کی قضا نہین اور اسی پر فتوی ہے اور اگر ایک دن رات
مرض رہا عقل کے ساتھ تو اسکی قضا کرے اگر صحت پاوے پس اگر اسقدر زمانہ کی
حالت مرض مین نہ قادر ہوا نماز کا اشارہ سر سے بھی کرنے پر اور مرجاوے تو قضا لازم نہین
حتی کہ وصیت بھی لازم نہین اور اگر مرض دن رات سے کم رہا اور عقل نہ رہی تو قضا لازم نہین
اور جس مریض کو یاد نہ رہتا ہو رکعتون اور سجدون کا شمار بسبب لاحق ہونے اونگھ کے
تو اسپر ادائے نماز لازم نہین مگر دوسرے شخص کے سکھلانے سے ادا کریگا تو بہتر ہے

کہ کافی ہے اور اگر نمازی کو نماز میں مرض لاحق ہو تو تمام کرے اُن افعال سے جنپر قادر ہو
قول معتمد کے بموجب اور اشارہ نہ کرے اپنی آنکھ اور دل اور ابرو سے اور اگر بیٹھے ہوئے
رکوع و سجود سے نماز پڑھنے کی حالت میں قیام پر قادر ہو جائے تو کھڑے ہو کے وہی نماز
تمام کرے اگر اشارے سے ادا کرنے کی حالت میں رکوع و سجود پر قادر ہو جائے تو سر نو
پڑھے بنا نہ کرے مگر اُس صورت میں کہ رکوع اور سجود کے لیے اشارہ کرنے سے پیشتر
تندرست ہو گیا ہو اسی طرح اگر اشارہ کرتا ہو لیٹا ہوا پھر قادر ہو جائے بیٹھنے پر ورنہ اور
رکوع و سجود پر تو وہ سر نو سے پڑھے قول مختار کے بموجب اور نفل پڑھنے والے کو جائز ہے
سہارا دینا کسی چیز پر مثل عصا یا دیوار کے بدون کراہت کے اگر تھک گیا ہو اور
بدون تھکنے کے سہارا دینا مکروہ تنزیہی ہے اور اگر کشتی زمین پر ٹھہری ہو تو فرض و
واجب و سنت سب اُسپر درست ہوگی کہ اُسکا حکم مثل زمین کے ہے صحیح تر قول میں اگر
ٹھہری نہوا اور نمازی کنارہ پر اُتر سکتا ہے تو نماز مذکورہ اُسپر درست نہوگی نیچے
اُتر کے پڑھے کیونکہ اُسوقت میں اُسکا حکم سواری کے جانور کا سا ہے وگر اُترنا ممکن نہو
تو اگرچہ اُسپر بیٹھکے بھی پڑھنا جائز ہے لیکن کھڑے ہوکے پڑھنا افضل ہے اور لازم ہے
قبلہ رخ ہونا تحریمہ کے وقت اور جبکہ کشتی گھوم جایا کرے اور اگر قبلہ رخ ہونا ممکن نہو
تو نماز میں تاخیر کرے جبکہ فوت ہونے کا خوف ہو تو ظاہر ہے کہ شخص عاجز کا قبلہ وہی ہے
جس طرف وہ قادر ہو اور اگر امام ہو ایک قوم کا دو کشتیوں بندھی ہوئی میں تو صحیح ہے
وگر پاس پاس نہ بندھی ہوں تو صحیح نہیں اور اگر کسی کو جنون یا بیہوشی ہوئی اور
ابی یوسف کے نزدیک اسی حالت میں بقدر ایک دن رات کے زمانہ گذر گیا اور امام
محمد کے نزدیک اور صحیح تر یہ کہ چھٹی نماز کا وقت اسی حالت میں گذر گیا تو نماز فائتہ کی

قضا لازم نہیں ہے مگر اس مدت میں اُسکو افاقہ ہوتا ہو اور افاقہ کا وقت معین ہو مثلاً صبح کے وقت تو قضا پڑھے اور اگر زائل ہوئی عقل نمازی کی بوٹی یا شراب یا کسی دوا سے تو اُسکو قضا پڑھنا بےعقلی کے وقت کی نمازوں کا لازم ہے اگرچہ مدت بیہوشی بہت ہو اسلیے کہ یہ بیہوشی خود بندہ کے فعل سے ہے مثل سو رہنے کے اور اگر قادر ہوا دو تہائی آدمی نماز پڑھنے پر اشارہ سے بدون عمل کثیر کے اس طرح کہ کوئی چیز سہارے کو ملگئی ہو یا پیرنا خوب جانتا ہو تو اُسکو ادا پڑھنا لازم ہے مگر بدون عمل کثیر کے نہ پڑھ سکے تو ادا لازم نہیں قضا لازم ہے اور اگر طبیب حاذق مسلمان نے چت لیٹے رہنے کا نمازی کو حکم کیا بسبب پانی نکالنے کے اُسکی آنکھ سے تو وہ نماز اشارہ سے پڑھے اسلیے کہ جیسے جان کا بچانا فرض ہے ویسے ہی اعضا کا بچانا فرض ہے **باب سجدۂ تلاوت** سبب سجدۂ تلاوت کے تین ہیں اول تلاوت اگرچہ سماع نہ پایا جائے مثلاً بہرے آدمی کا پڑھنا دوم سننا آیہ سجدہ کا اگرچہ فارسی میں ہو اور یہ شرط پڑھنے والے اور مقتدی کے سوا دوسرے شخص کے لیے ہے مگر اُسکو خبر نہو کہ یہ آیہ سجدہ ہے تو وہ معذور ہے سوم مقتدی ہونا اُس شخص کے پیچھے جو آیہ سجدہ پڑھے کہ اقتدا کرنا بھی شرط ہے سجدہ کے واجب ہونے کی اگرچہ مقتدی نہ سنے اور اگرچہ موجود نہو آیہ سجدہ کو پڑھنے کے وقت اور اگر مقتدی آیہ سجدہ کو پڑھے تو سجدہ نہ کرے وہ خود نہ اُسکے ساتھی مقتدی نہ اُسکا امام لیکن جو شخص نماز نہ پڑھتا ہو یا دوسری نماز پڑھتا ہو اکیلا ہو خواہ امام وہ سجدہ کرے اور نماز کے شرائط اس سجدہ کے بھی ہیں لیکن اُسکے لیے جدا تحریمہ کرنا اور یہ نیت کہ فلاں آیہ کا سجدہ ہے شرط نہیں مگر یہ نیت کہ یہ سجدہ تلاوت کا ہے شرط ہے اور یوں نیت کرے سجدۂ تلاوت کی اور سجدہ شکر کی

تو نیت اَن اَسْجُدَ سَجْدَۃَ التِّلَاوَۃِ اور سَجْدَۃَ الشُّکْرِ لِلّٰہِ تعالیٰ سجدہ کرتا ہوں
واسطے اللہ تعالیٰ کے سجدہ تلاوت کا یا سجدہ شکر کا اور سجدہ تلاوت کی مفسد ہو
جو نماز کی مفسد ہو لیکن عورت کا محاذی ہونا مفسد نہیں اور اُس سجدے کے اندر قہقہہ
وضو نہیں جاتا اور رکن اُسکا سجدہ ہے یا بدل اُسکا مثلاً رکوع کرنا نماز پڑھنے والے
اور اشارہ بیمار کا اور سوار کا اگر حالت سواری میں شہر کے باہر سجدہ واجب ہو
گو بیچ میں اوتر پڑا ہو اور سجدہ تلاوت ایک سجدہ ہو درمیان دو تکبیروں مسنون کے اگر
اگر امام ہو تو پکار کے کہے یعنی ایک بار اللہ اکبر کہے سجدہ میں جانے کے وقت اور
دوسری بار کہے سر اٹھانے کے وقت اور درمیان دو قیام مستحب کے یعنی کھڑا
سجدہ میں جانا اور بعد سجدہ کے کھڑا ہو جانا مستحب ہے بدون ہاتھ اٹھانے اور تکبیر
کہنے کے وقت اور بدون تشہد اور سلام کے اور قیام ثانی کی روایت کو کیا
صاحب ظہیریہ نے ذکر کیا ہے اور سجدہ تلاوت میں تسبیح سجدہ کی کہے صحیح تر قول میں
وگر نفل ہو یا نماز میں نہو تو چاہے تسبیح سجدہ کی یعنی سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے
یا ادعیہ ماثورہ میں سے جسے چاہے پڑھے اور سجدہ تلاوت اُس شخص پر واجب ہے
جو نماز کے واجب ہونے کا اہل ہو ادا کرنے کے اعتبار سے یعنی اسی وقت اہل ہو
یا اہل ہو قضا کے اعتبار سے یعنی اسوقت نہ اہل ہو دوسرے وقت ہو مثلاً جنب یا
متوالا اور سونے والا پس سجدہ واجب نہیں کافر اور نابالغ پر اور اُس دیوانہ پر جسکو
ایکدن رات سے زیادہ جنون رہے اور اسی طرح واجب نہیں حائض اور نفساء پر
خواہ وہ سب اُسے پڑھیں یا سنیں اور آدمی کے پڑھنے سے سجدہ تلاوت واجب ہے
بشرطیکہ تلاوت صحیح کرتا ہو اور اسکی صحت کی تمیز کرتا ہو پس اگر پرندے سے سنے یا ایک

کلمہ پڑھنے والے سے یا تہجی کے ساتھ پڑھنے والے یا سونے والے سے یا بیہوش سے یا مجنون سے سنے تو واجب نہیں ہوتا لیکن سجدہ تلاوت واجب ہوتا ہے اُس شخص پر جو نابالغ سے آیہ سجدہ سنے حالانکہ نابالغ اُسکا اہل نہیں اور سجدہ تلاوت کے ادا کرنے میں تاخیر کرنی مکروہ تحریمی ہے وگر نماز میں نہو تو مکروہ تنزیہی ہے اور اگر عورت نے آیہ سجدہ پڑھی اور سجدہ نہ کیا یہانتک کہ حائض ہوئی تو اُسپر سے سجدہ ساقط ہوجاتا ہے اور اگر آیہ سجدہ امام سے سنی اور جس رکعت میں امام نے آیہ سجدہ پڑھی ہے اُسمیں سجدہ امام سے پیشتر اگر اُسکی اقتدا کرے تو اُسکے ساتھ سجدہ کرلے وگر سجدہ تلاوت کے بعد اقتدا کرے تو اُسپر سے سجدہ ساقط ہوجائیگا وگر دوسری رکعت میں اقتدا کرے تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ کرلے اور اگر پڑھے آیہ سجدہ کو نماز کے اندر تو سجدہ تلاوت نماز کے اندر کرے خارج نماز سے نہ کرے اور اگر نماز کے اندر نہ کریگا تو گنہگار ہوگا پس لازم ہوگی اُسکو توبہ اور اگر کسی حدث سے نماز ٹوٹ جائے تو بھی سجدہ کرلے لیکن اگر حیض سے نماز ٹوٹ جائیگی تو عورت پر سے سجدہ تلاوت ساقط ہوجائیگا اور اگر فاسد ہوئی نماز بعد سجدہ تلاوت کرنے کے تو اعادہ سجدہ تلاوت کا نہ کرے اور اگر کسی شخص نے نماز کے اندر آیہ سجدہ پڑھی اور اُسکے لیے رکوع کیا سوائے رکوع نماز کے یا سجدہ کیا سوائے سجدہ نماز کے تو سجدہ تلاوت ادا ہوجائیگا اسی طرح خارج نماز میں رکوع یا سجدہ سے ادا ہوگا مگر رکوع میں یہ شرط ہے کہ فوراً ہو بلا تاخیر وگر تاخیر کریگا تو پھر سجدہ تلاوت کے واسطے سجدہ خاص چاہیے خواہ نماز کے اندر ہو یا نہو اور ادا ہوجاتا ہے سجدہ تلاوت نماز کے رکوع میں بھی جبکہ رکوع کرے تین آیتوں کے پڑھنے سے پیشتر ظاہر قول کے بموجب اور نیت کرے کہ یہ رکوع اپنی نماز کے لیے اور سجدہ تلاوت کے لیے کرتا ہوں راجح قول پر اور اسی طرح

ادا ہوتا ہے سجدۂ تلاوت نماز کے سجدہ سے بھی اگر فوراً سجدہ کرے اگرچہ نیت نہ کی ہو کیونکہ یہ سجدۂ تلاوت کا ہے اور اگر امام نے آیۂ تلاوت پڑھ کے رکوع مین سجدۂ تلاوت کی نیت کی اور اسکے مقتدی نے نیت نہ کی تو مقتدی کو امام کی نیت کافی نہوگی پس جبکہ امام سلام پھیرے تب مقتدی سجدۂ تلاوت کرے اور اعادہ کرے قعدۂ اخیرہ کا و تعجیل کرنا چاہیے اس صورت کو نماز جہری پر اسلیے کہ نماز سری مین مقتدی کو کیونکر معلوم ہوگا کہ امام نے آیہ سجدہ پڑھی اور نماز سری مین مقتدی حکم کیے جائین سجدۂ تلاوت کرنے کے بعد سلام امام کے اور خبردار کرے امام انکو بعد سلام کے قبل اسکے کہ وہ کلام کرین اور مسجد سے باہر نکلین ہان اگر امام نے رکوع مین سجدۂ تلاوت کی نیت نہ کی بلکہ سجدہ مین کی یا کہین نہ کی تو مقتدی پر کچھ نہین خواہ مقتدی نیت کرے یا نہ کرے اور اگر امام نے سجدۂ تلاوت کیا اور مقتدی نے خیال کیا کہ امام نے رکوع کیا تو جو شخص کہ رکوع مین ہو وہ رکوع کو ترک کرکے سجدۂ تلاوت کرے اور جسنے رکوع کیا اور ایک سجدہ کیا اسکے وہ سجدۂ تلاوت سے کافی ہوگا اور جسنے رکوع کیا اور دو سجدے کیے اسکی وہ پوری ایک رکعت ہوگئی اور زیادتی ایک رکعت کی مفسد نماز ہے اور اگر امام یا مقتدی یا منفرد یعنی تنہا نماز پڑھنے والے نے آیہ سجدہ اپنے غیر سے سنی اور وہ غیر امام ہو یا مقتدی یا منفرد یا وہ شخص جو نماز نہ پڑھتا ہو تو نماز کے بعد سجدۂ تلاوت کرے اور اگر نماز کے اندر سجدہ کریگا تو اسکو کافی نہوگا اور اسکا اعادہ لازم ہوگا نہ اس نماز کا لیکن اگر کسی شخص نے نماز پڑھنے کی حالت مین آیہ سجدہ پڑھی خواہ اپنے ساتھی مقتدی کے سوائے دوسرے شخص سے سننے کے پیشتر خواہ بعد سننے کے پھر اسکے لیے نماز کے اندر کیا تو اس سجدہ کا اعادہ نہین اور اگر نماز کے باہر آیہ سجدہ کو پڑھکر سجدہ کرلیا

پھر نماز میں اسی آیہ کو پڑھا تو دوسرا سجدہ کرے و گر بے سجدہ کیے نماز پڑھی اور پھر آیہ سجدہ پڑھی تو نماز میں ایک ہی بار سجدۂ تلاوت کر لینا دونوں سجدوں کے لیے کفایت ہے اگر مجلس اور آیہ ایک ہو و گر نماز میں نہ کیا تو دونوں سجدے ساقط ہو گئے صحیح تر قول میں اور یہ گنہگار ہوا اور اگر مکرر پڑھا آیہ سجدہ کو دو مجلسوں میں تو سجدہ مکرر کرنا واجب ہوگا اور ایک مجلس میں مکرر واجب نہ ہوگا بلکہ ایک سجدہ کافی ہے اور سجدۂ تلاوت مکرر ادا کرنا ہر ایک تین سبب سے واجب ہوتا ہے اول اختلاف تلاوت کا دوم اختلاف سننے کا سوم اختلاف مجلس کا اور پہلے دو سببوں سے غرض بدلنا آیتوں کا ہے یعنی اگر ایک ہی مجلس میں مختلف آیتیں سجدہ کی پڑھیگا یا سنیگا تو تعداد آیات کے برابر سجدے واجب ہونگے اور اختلاف مجلس کی دو قسمیں ہیں ایک حقیقی کہ ایک مجلس سے دوسری میں دو قدم سے زیادہ چلکر پہونچے اسمیں یہ شرط ہے کہ دونوں مکانوں کا ایک حکم نہ ہو مثلاً چھوٹی مسجد یا گھر کی مختلف جگہہ کہ انکا حکم ایک ہی مکان کا ہے پس اگر ایک ہی آیہ سجدہ مسجد یا گھر کے کئی کونوں میں پڑھیگا تو سجدہ ایک ہی واجب ہوگا اور دوسری قسم اختلاف مجلس کی حکمی ہے وہ یہ ہے کہ دو دفعہ پڑھنے کے درمیان میں عمل کثیر کیا ہو مثلاً خرید و فروخت یا عقد نکاح یا کھانا یا تین قدم چلنا وغیرہ تو اس صورت میں بھی سجدہ مکرر ہو جائیگا و گر عمل قلیل کیا ہو مثلاً آیہ سجدہ پڑھکر ایک گھونٹ پانی پیا یا ایک لقمہ کھالیا یا دو قدم چلا پھر اُس آیہ کو پڑھا تو سجدہ تلاوت ایک ہی کافی ہوگا اور مستحب نہیں دوسرا سجدہ کرنا اُس جگہہ جہاں ایک کافی ہو اور بنا سجدہ کی تداخل پر ہے یعنی ایک سجدہ دوسرے کا تابع ہو جاتا ہے واسطے دور کرنے حرج کے بشرطیکہ آیہ اور مجلس ایک ہو اسی طرح اگر ایک آیہ کو خود پڑھا اور اسی کو اسی مجلس میں دوسرے سے سُنا تب بھی ایک ہی سجدہ

واجب ہوگا پس قائم مقام ہوگا ایک سجدہ سبب کے تداخل مین اپنے پیشتر کے اور بعد کے سببون کے یعنی اگر کسی شخص نے ایک مجلس مین ایک ہی آیہ سجدہ مثلاً پانچ بار پڑھی اس طرح کہ تین بار پڑھکر سجدۂ تلاوت کر لیا پھر دو بار پڑھی تو وہ ہی ایک سجدہ جو کیا ہی سب کی طرف سے کافی ہوگیا اور تانا تننا کپڑے کا آتے جاتے مین اور چلا جانا پڑھنے والے کا درخت کی ایک شاخ سے دوسری شاخ پر اور پیرنا اُسکا نہر یا حوض مین بدلنا مجلس یا آیہ کا پس واجب ہوگا ایک اور سجدہ یا کئی سجدے مثلاً تانا تننے مین ایک ہی آیہ جاتے مین پڑھی اور وہی واپس آنے کے وقت تو گویا دو مجلسون مین پڑھی اور آیہ کا بدلنا ہوگا سننے والے کے حق مین مثلاً سننے والے نے اُسی آیہ کو ایک شاخ پر سنا اور اُسی کو دوسری پر تو گویا اُسنے دو آیتون کو سنا بخلاف کونون مسجد اور گھر اور کشتی چلنے والی اور فعل قلیل کے جیسے دو لقمون کا کھانا درمیان مین دو بار کی تلاوت کے اور کھڑا ہوجانا اور سلام کا جواب دینا کہ اُس سے مجلس نہین بدلتی اور اسی طرح سواری کے چلتے جانور پر اگر نماز پڑھتا ہو تو مجلس متحد ہوگی وگر سواری پر نماز نہ پڑھتا ہو تو سجدہ مکرر ہوجائیگا جیسے مکرر ہوتا ہی سجدہ سننے والے پر اگر سننے والے کی مجلس بدل جاوے یہان تک کہ اگر مکرر پڑھا آیہ سجدہ کو سواری پر نماز پڑھتے ہوے اور اُسکا غلام پیادہ چلتا ہی تو سوار پر سجدہ مکرر نہ ہوگا بلکہ غلام پر مکرر ہوگا اور نہین مکرر ہوتا سجدہ سننے والے پر اسکے برعکس مین قول مفتی بہ پر مثلاً تلاوت کرنے والا پڑھتا جاتا ہی اور سننے والا ایک جگہ بیٹھا ہی تو سننے والے پر سجدہ مکرر نہوگا بشرطیکہ آیہ ایک ہو اور مکروہ تحریمی ہی چھوڑ دینا آیہ سجدہ کا اور پڑھنا باقی سورہ کا اور صرف آیہ سجدہ پڑھنی اور باقی سورہ نہ پڑھنی مکروہ نہین لیکن مستحب ہی ملانا ایک یا دو آیتون کا اُسکے ساتھ

خواہ پیشتر پڑھا ہو سے یا پیچھے اور مناسب ہے نہ سنانا آیہ سجدہ کا اُس سننے والے کو جو سجدہ کیلیے آمادہ نہو یا سننے والے کا حال معلوم نہو اور جو شخص کام مین مشغول ہو اور آیہ سجدہ کو سُنے تو اُسپر سجدہ کے واجب ہونے کی تصحیح مین اختلاف ہے صحیح تر یہ کہ واجب نہین کیونکہ سُننا جو سبب ہے واجب ہونیکا تو ایک قول مین شرط ہے وہ پایا نہین گیا اور اگر سُنا آیہ سجدہ کو ایک قوم سے یعنی اُنمین سے ہر ایک شخص سے ایک ایک حرف آیہ سجدہ کا سُنا تو سُننے والا سجدہ نہ کرے اسلیے کہ اُسکا پڑھنے والا ایک ہونا شرط ہے اور اگر کوئی شخص نعمت پاوے یا اللہ تعالی روزی کرے مال یا اولاد دے یا اُس سے بلا دفع کیجاوے یا مانند اُسکے تو مستحب ہے کہ سجدہ کرے اللہ تعالی کے لیے شکر کا اسی پر فتوی ہے مستقبل قبلہ ہو کے اور حمد کرے اُسمین اللہ تعالی کی اور تسبیح کرے اُسمین سجدہ کی پھر تکبیر کے پھر سر اُٹھاوے جیسا سجدۂ تلاوت مین اور سجدہ یا وہ مباح چیز جسکے لیے سبب نہو وہ قربت نہین اور جب تک لوگ اُسکی طرف سنیت کا اعتقاد نہ کرین مکروہ بھی نہین

باب نماز مسافر کے حکم مین فتح القدیر مین ہے کہ جب کوئی نیت کرے زیارت قبر شریف حضرت صلعم کی تو چاہیے کہ نیت کرے اُسکے ساتھ زیارت مسجد نبوی کی کیونکہ وہ ایک مسجد ہے اُن تین مسجدون مین سے کہ حکم ہے طرف اُنکے سفر کرنیکا جیسے کہ حدیث لا تشد الرحال الخ مین مذکور ہے اور یون ہی عالمگیری اور درمختار مین ہے سو اس سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ تحقیق مستثنی منہ جو حدیث مذکور مین محذوف ہے وہ جنس بعید ہے نہ جنس قریب یعنی حدیث مذکورہ کا یون مضمون ہے نہ باندھو پالان اُنٹون پر سفر کے لیے کسی جگہ کی طرف نہ واسطے طلب تقرب اور ثواب کے اور نہ واسطے غیر اسکے کے بے حاجت ضروری کے مثل جہاد اور طلب علم اور تجارت وغیرہ کے مگر طرف ان تین مسجدون کے

کہ بے حاجت ضروری کے بھی جانا موجب قربت اور ثواب کا ہی اور وہ مسجد حرام اور
یہ مسجد میری اور مسجد اقصیٰ ــــ اور یہ معنی نہین کہ نہ جاوے طرف کسی مسجد کے سوائے
ان تین کے جیسا کہ بعض علماے شافعی کہتے ہین اسلیے کہ اگر اسکے یہ معنی ہوتے تو
صاحب فتح القدیر وغیرہ حکم نہ کرتے جانے والے نزار پر انوار کو ساتھ نیت کرنے زیارت
مسجد نبوی کے الخ حصہ پنجم جلد اول قرۃ العیون شاقعات سال نہم ہجرت صلعم ف
سفر نکیا جائے مگر مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی کی طرف ــــ اور اول دو اور تین
رکعتین نماز فرض ہوئی پس وہ بحال خود رہی چوتھے سال سفر مین اور اقامت مین
فرض ہوئی چار رکعتین اور تین بحال خود رہی اور مسلم مین روایت ہے ابن عباس رضہ سے
کہ کہا فرض کی اللہ تعالیٰ نے نماز زبان پر نبی صلعم تمہارے کے گھر مین چار اور سفر مین
دو رکعتین اور ڈر کی حالت مین ایک رکعت ــــ بلاغ المبین فصل سفر مین نماز قصر کرنے کے
بیان مین پس جن ملکون مین دن معتدل ہوتے ہین اُنمین کے سب سے چھوٹے
دنون مین ابتدائے صبح صادق مین نماز پڑھنے کے بعد سے زوال شرعی تک پیادہ
یا لدو اُونٹ پر بوجھ لادکے متوسط چال سے بقدر عادت استراحت کرتے ہوئے
جسقدر راہ طے کرے وہ ایک مرحلہ ہے پس جو شخص بقدر ایسے تین مرحلہ کی راہ کے
یا اُس سے زیادہ سفر کے قصد سے چلے اُسکو واجب ہے کہ اپنی جائے اقامت کے
گھرون سے باہر نکل کے چار رکعتون والے فرضون کو دو رکعتین پڑھے فرض ہونے کی
راہ سے اور اگر شہر اور فناء شہر کے درمیان دوسو گز سے کم فاصلہ ہو اور دونون کے
درمیان مین کھیت نہو تو فناء شہر سے تجاوز کرجانا قصر کے لیے شرط ہے اور اگر کھیت ہو
تو شرط نہین اور اعتبار نہین فرسخون کا مذہب کے بموجب اسلیے کہ ظاہر الروایہ مین

احتیاطاً تین دن کی مسافت کا ہے اور ہدایہ مین اسی کو صحیح کہا ہے لیکن صاحب بلاغ المبین کہتے ہین کہ اس باب مین جتنی روایتین آئی ہین اُن سب سے بہتر وہ ہے جس سے شعبہ نے یحیی بن یزید ہنائی سے روایت کی ہے کہ مین نے انس رضی سے نماز قصر کرنے کا مسئلہ پوچھا تو کہا کہ رسول اللہ صلعم جب تین میل یا تین فرسخ کا سفر کرتے تو دو رکعتین پڑھتے اور شک شعبہ کی طرف سے ہے یعنی اُسے یاد نہین رہا کہ انس رض نے تین میل فرمایا یا تین فرسخ اسکو مسلم وغیرہ نے روایت کیا اور اگر جلد چلا اور تین دن کی راہ کو قطع کرکے اُس سے کم مدت مین پہونچ گیا تو بھی نماز قصر کرے اور اگر کسی جگہ کے دو راستے ہون ایک بقدر تین مرحلہ مذکورہ کے اور دوسرا کم تو نماز قصر کرے اول مین دوسرے مین قصر نہ کرے اور محدثین فرماتے ہین کہ اگر تردد ہو تو بیس یا انیس یا سترہ یا پندرہ یا اٹھارہ دن تک قصر کرے اور زیادہ مین پوری پڑھے اور اگر تردد نہو تو چار دن تک قصر کرے اور اس سے زیادہ مین تمام کرے بلوغ المرام کی احادیث کا ملخص منہیہ پر لکھا ہے اور مسافر قصر کرتا ہے جب تک کہ داخل ہو موضع اقامت مین اور جیسے ابتدائے قصر کے لیے شہر سے نکلنا شرط ہے ویسے ہی بقائے قصر کے لیے مسافت بقدر تین مرحلہ کے پوری ہو جانی ضروری ہے مثلاً ایک شخص بارادہ سفر چار منزل کے اپنے شہر سے نکلا اور دو منزل جا کے پھرنے کی نیت کی تو اس صورت مین اُسی وقت سے پوری نماز پڑھے و گر تین منزل جا کے پھرے تو اپنے شہر مین آنے تک قصر کرے اور قصر کرتا رہے مسافر جب تک کہ نیت اقامت پندرہ دن کی کرے ایک جگہ مین جو لائق اقامت کے ہو یعنی شہر یا گاؤن مین یا دار الاسلام کے صحرا مین اور نیت اقامت پندرہ دن کی حقیقت مین ہو یا حکماً دونون معتبر ہین مثلاً اگر حاجی

شام مین داخل ہوا اور جانا کہ بدون قافلہ کی ہمراہی کے جو پندرھوین شوال کو چلیگا روانہ نہوگا تو وہ پوری نماز پڑھے اسلیے کہ عزم روانگی کا قافلہ کے ساتھ کیا پس حقیقتًا اور حکمًا اقامت کی نیت ہوگئی اور اگر نیت مین تردد ہو یا ہر روز یہی جانا کہ کل پرسون جاؤنگا اگرچہ اس توقع پر برسون رہے تب بھی قصر کرتا رہے جبتک عزم بالجزم پندرہ دن کی اقامت کا کرے اور نماز پڑھے قصر کے ساتھ اگر نیت اقامت کی کرے کمتر پندرہ دن سے یا پندرہ دن کی اقامت کی نیت کرے مگر ایسی جگہ مین جو قابل اقامت نہو جیسے دریا مین یا جزیرہ غیر آباد مین یا نیت اقامت کرے دو مستقل جگہ قابل اقامت مین پندرہ دن رہنے کی جیسے مکہ اور منیٰ مین پس اگر داخل ہوا حاجی مکہ مین ذیحجہ کے دس دنون مین تو ان تاریخون مین نیت اقامت کی درست نہوگی بسبب بے محل ہونے کے اسلیے کہ وہ منیٰ اور عرفات کو جائیگا اور بعد رجوع کرنے کے بھی نیت اقامت درست ہوگی اور نماز قصر پڑھے وہ شخص جو اپنی رائے مین مستقل نہو مثلا غلام اور عورت اور خیمون کے باشندے جیسے بدو اور ترکمان اگر جنگل مین نیت اقامت کرین تو انکی نیت صحیح ہوگی صحیح تر قول مین اور اسی پر فتوی ہے بشرطیکہ انکے پاس پانی اور چارا اتنا ہو کہ مدت اقامت کے لیے کفایت ہو اور ایک چراگاہ سے دوسرے مین چلنے کے سبب سے اقامت نہ جاتی رہیگی مگر جب جائین ایسی جگہ کہ دونون جگہون کے درمیان مین فاصلہ تین مرحلہ مذکور کا ہو تو دو ہی رکعت پڑھین بشرطیکہ سفر کی نیت کرین اور اگر نیت سفر نہ کرین تو قصر بھی نہ کرین اور اگر نیت اقامت کرے غیر خیمہ والون کا انکے ساتھ تو درست نہوگی صحیح تر قول مین حاصل یہ ہے کہ شرطین پوری نماز پڑھنے کی مسافر کے لیے چھ ہین اول نیت اقامت کی

دوم مدت اقامت پندرہ روز کی سوم رائے کا مستقل ہونا یعنی کسی کا تابع نہونا چہارم سیر یعنی چلنے کا ترک کرنا پنجم اقامت کی جگہ کا ایک ہونا ششم جگہ کا لائق اقامت ہونا پس اگر کسی مسافر نے عمداً چار رکعتین پڑھین پس اگر وہ قعدۂ اولی مین بیٹھا ہے تو اُسکی فرض پوری ہو جائیگی مگر اُسنے بُرا کیا کہ بجاے دو کے چار رکعتین پڑھین اور تاخیر سلام کرنے کے معنی یہین کہ وہ گنہگار ہوا اور مستحق آگ کا ہوا اس سے معلوم ہوا کہ مسافر کو بجاے دو کے چار رکعتین پڑھنی مکروہ تحریمی ہے اور دو رکعتین اُسکی نفل ہونگی جیسے نماز فجر کو اگر کوئی چار رکعت پڑھے تو دو فرض اور دو نفل ہونگی اور اگر قعدہ اولی مین مسافر نہ بیٹھا تو اُسکی فرضیت باطل ہوگئی اور کُل رکعتین نفل ہوگئین مگر فرضیت باطل نہوگی اس صورت مین کہ نیت کرے اقامت کی پہلے اس سے کہ تیسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہو لیکن وہ تیسری رکعت کے قیام اور رکوع کو اعادہ کرے بسبب واقع ہونے اُس قیام و رکوع کے نفل اور درست ہے اقتدا مقیم کا پیچھے مسافر کے ادا اور قضا مین پس اگر مقیم مسافر کے پیچھے نماز پڑھے اور مسافر اپنی نماز پوری کرلے اور مقیم اپنی نماز پوری کرنے کو کھڑا ہو تو باقی کی دو رکعتون مین قرأت نہ پڑھے بلکہ بمقدار سورۂ فاتحہ کے چپ کھڑا ہو کر رکوع و سجدہ کرے اور سجدہ سہو بھی نہ کرے صحیح تر قول مین اور دونون قعدے فرض ہین مقیم مذکور پر یعنی ایک امام کی تبعیت سے اور دوسرا اخیر ہونے کی جہت سے اور مستحب ہے کہ نماز شروع کرنے کے قبل مقتدی کو امام خبردار کردے وگرنہ کہا تو سلام کے بعد کہدے صحیح تر قول مین کہ اپنی نماز تمام کرلو مین مسافر ہون اور اگر امام مسافر نیت اقامت کرے اس غرض سے کہ مقیم مقتدیون کی نماز پوری پڑھائے تو ایسی نیت سے مقیم ہوگا یعنی اس صورت مین اسکی دو فرض

اور دو نفل ہونگی تو گر مقتدی اُسکے پیچھے اپنی نماز پوری کرینگے تو بسبب نفل پڑھنے
والے کے پیچھے فرض پڑھنے کے اُنکی نماز ٹوٹ جائیگی اور اقتدا کرنا مسافر کا پیچھے مقیم کے
درست ہی وقت ادا کے اندر اور مسافر اس صورت مین چار رکعتین پڑھے یعنی تبعیت
امام کی جہت سے اُسکی فرض بھی چار ہو جائینگی اور قضا نماز مین اقتدا مسافر کا
مقیم کے پیچھے درست نہین چار رکعتون والی نمازون مین اور نماز فجر اور مغرب مین
درست ہی ادا ہو یا قضا اور مسافر ہو کر وہ سنتون کو پڑھے اگر امن کی حالت مین ہو
یعنی اگر کہین اترا ہو اطمینان سے اور اگر امن اور قرار نہو تو سوائے سنت فجر کے
حکم سنت کا باقی نہین رہتا یہی مختار ہی اور وطن اصلی مین آدمی مقیم کا حکم رکھتا ہی اگرچہ
ایک ہی ساعت ہے مثلاً اثنائے سفر مین وطن اصلی آگیا اور وہان منزل کی تو چار رکعت
نماز پڑھے اور اگر دوسرے مقام کو وطن اصلی بنالیگا تو پہلا وطن اصلی نہ رہیگا بشرطیکہ
گھر والے بھی پہلے وطن سے اُٹھ گئے ہون تو گر گھر والے ایک جگہ رہتے ہون اور آپنے
دوسری جگہ رہنے کا قصد کر لیا ہو تو دونون مقام وطن اصلی مقصود ہونگے تو دونون مین
چار چار رکعتین پڑھا کرے اور جس مقام مین پندرہ دن یا زیادہ رہنے کی نیت کرے
وہ وہان اقامت ہی اور وطن اقامت باطل ہوتا ہی وطن اقامت سے اور وطن اصلی سے
اور سفر کر جانے سے پس اگر اثنائے سفر مین وطن اقامت پر گذرے اور نیت اقامت
نکرے تو وہی رکعتین پڑھے اور اگر مسافر نے کسی شہر مین نکاح کر لیا تو وہ وہان کا
مقیم ہوگیا گو اُس جگہ کو وطن نہ بناوے اور اگرچہ نیت اقامت نہ کرے اور عورت
مسافر بھی صرف نکاح سے مقیم ہو جائیگی بالاتفاق اور سفر اور اقامت کرنے مین
تبوع کی نیت معتبر ہی اسلیے کہ وہ اصل ہی یعنی اقامت اور سفر پر قادر ہی اور نہین معتبر ہو

نیت تابع کی مثل زوجہ کی نیت معتبر نہین شوہر کے ساتھ بشرطیکہ شوہر نے اسکا مہر معجل دیدیا ہو اور غلام کی نیت معتبر نہین اگر آقا کے ساتھ ہو بجز مکاتب کے اور لشکری کی نیت معتبر نہین اگر امیر کے ساتھ ہو جبکہ لشکری کو کھانا امیر سے ملتا ہو یا بیت المال سے اور مزدور کی نیت معتبر نہین اگر مستاجر کے ساتھ ہو جبکہ درماہہ یا سالانہ ملتا ہو اور قیدی کی نیت معتبر نہین اگر قید کرنے والے کے ساتھ ہو اور قرضدار کی نیت معتبر نہین اگر قرضخواہ کے ساتھ ہو بشرطیکہ قرضدار مفلس ہو اور شاگرد کی نیت معتبر نہین اگر استاد کے ساتھ ہو جبکہ استاد کے ذمہ کھانا ہو اور ضروری ہے جاننا تابع کا متبوع کی نیت کو پس اگر متبوع اقامت کی نیت کرے اور تابع کو نہ معلوم ہو تو تابع مسافر رہیگا جب تک کہ اسکو معلوم ہو صحیح تر قول کے بموجب اور اسی پر فتوی ہے اور وقت نماز کے نکل جانے سے جیسی قضا واجب ہوئی تھی ویسی ہی قائم رہیگی تغیر نہ آویگا یعنی چار رکعت کی دو اور دو کی چار رکعت نہو جائینگی ہان وقت کے اندر بدل سکتی ہے نیت اقامت کرنے سے یا سفر کر دینے سے یا اس حالت مین کہ مقیم کے پیچھے مسافر اقتدا کرے لیکن اگر صحت کی نماز حالت مرض مین بیٹھ کر پڑھیگا تو درست ہوگی و گر حالت مرض کی نماز قضا کو حالت تندرستی مین بیٹھ کر پڑھیگا تو درست نہو گی اور بادشاہ کا ممالک محروسہ اسکے لیے بمنزلہ ایک شہر کے نہین یعنی نیت سفر کے ساتھ سفر شرعی کرنے سے وہ بھی مسافر ہو جاتا ہے اور اگر حائض پاک ہوئی سفر مین جبکہ منزل مقصود تین دن کی مسافت سے کم رہے تو نماز پوری پڑھے صحیح قول مین اسی طرح اگر لڑکا بالغ ہو یعنی جبکہ منزل مقصود تین دن کی مسافت سے کم رہے تو وہ بھی پوری نماز پڑھے بخلاف کافر کے کہ اگر وہ مسلمان ہو جبکہ منزل مقصود تک تین دن کی مسافت سے کم رہے تو وہ نماز قصر سے پڑھے

۱۲ مکاتب وہ غلام ہے جسکی آزادی مالک نے کسی قیمت کی ادائیگی پر معلق کی ہو کہ جب وہ ادا کرے تو آزاد ہو جائیگا ۱۲ نعمانی

## باب نماز جمعہ کے احکام مین

نماز جمعہ فرض عین اور موکد تر ہے ظہر سے اور فرض وقت نماز ظہر ہے لیکن نماز جمعہ کے ادا کا حکم ہوا ہے واسطے نماز ظہر ساقط ہونے کے لیے اسی لیے اگر جمعہ فوت ہونے سے قبل نماز ظہر پڑھ لیگا تو صحیح ہوگی ابو داؤد اور مسلم کی احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ جمعہ کے لیے لوگ آتے اپنے گھرون سے اور عوالی مدینہ سے امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ عوالی وہ گانون ہین جو مدینہ کے گرد ہین کم سے کم دو اور زیادہ آٹھ میل پر بلاغ اسی مین اور شامی مین لکھا ہے کہ شہر مین بلکہ چھوٹے گانون مین بھی جمعہ قائم کرنا جائز ہے بشرطیکہ حاکم یا قاضی نے اذن دیا ہو واسطے بنانے جامع مسجد کے تعین یا اذن دیا ہو جمعہ قائم کرنے کا آئین اور ادائے نماز جمعہ کے لیے شرطین ہین بادشاہ کا ہونا اگرچہ متغلب ہوا ور گو وہ متغلب عورت ہو یا وہ شخص ہو جسکو بادشاہ وقت نے جمعہ کی اقامت کی اجازت دی ہو اگرچہ وہ غلام ہو اور جب بادشاہ اول بار اقامت جمعہ کی اجازت ایک شخص کو دیدے تو اس شخص کو اختیار ہے کہ غیر کو اجازت دے اور وہ غیر دوسرے کو اجازت دے اسی طرح اجازت در اجازت چلی جائے اور اقامت جمعہ کا اذن صرف مسجد بنانے کے وقت شرط ہے اسکے بعد شرط نہین بلکہ ہر خطیب کو اذن بدستور سابق رہتا ہے اور اقامت جمعہ کے لیے خلیفہ کرنے سے مراد خطبہ کے لیے خلیفہ کرنا ہے نماز کے لیے نہین اور اگر خطیب نے خطبہ پڑھایا اور دوسرے شخص نے نماز پڑھائی بدون اذن خطیب کے تو درست نہوگی مگر جبکہ اقتدا کرے اسکے پیچھے وہ شخص جسکو اختیار جمعہ کے قائم کرنے کا ہو کیونکہ اقتدا کرنے سے دلالۃً اجازت ہو جائیگی اور اگر دوسرے شخص نے خطبہ پڑھایا بغیر اذن خطیب کے اور امام حاضر ہے تو درست نہین اور اگر مر گیا حاکم کسی شہر کا یا

نماز جمعہ مین کسی فساد کے خوف سے نہ آیا پس نماز جمعہ پڑھوائی اُسکے خلیفہ یا ولیعہد نے یا قاضی نے یا حاکم سیاست نے یا اُس شخص نے جسکو قاضی القضاۃ نے واسطے اقامت جمعہ کے مقرر کیا ہو تو درست ہے اور مقرر کرنا عوام کا خطیب کو اُن اشخاص کے ہوتے ہوئے معتبر نہین جنکا ذکر کیا گیا اور اگر حاکم کفار ہون تو مسلمانون کو قائم کرنا جمعہ کا درست ہے اور مسلمانون کی رضامندی سے قاضی بھی قاضی ہو جائیگا اور اُنکو لازم ہے کہ مسلمان حاکم کے لیے درخواست کرین اور ایک شہر مین کئی جگہ جمعہ ادا ہونے مین اختلاف ہے مگر مذہب صحیح و مفتی بہ مین ادا ہو جاتا ہے اور وقت ظہر کا ہونا پس نماز جمعہ باطل ہوگی وقت کے نکلجانے سے مطلقاً یعنی اگرچہ بعد بیٹھنے بمقدار تشہد کے وقت جاتا ہے گو مقتدی لاحق ہو گیا ہو مذہب معتمد پر اور اگر بسبب ازدحام کے رکوع و سجدہ پر قادر نہوا یہانتک کہ امام نے سلام پھیر دیا پھر وقت نکل گیا تو بھی نماز جمعہ باطل ہوگئی اب نماز ظہر پڑھے اور خطبہ پڑھنا وقت کے اندر اور ہونا خطبہ کا پہلے نماز جمعہ سے اُن لوگون کے حاضر رہنے کی حالت مین جنکے ہونے سے نماز جمعہ صحیح ہو یعنی مرد بالغ عاقل ہون گو بہرے یا سوتے ہون پس تنہا خطبہ پڑھ لینا صحیح نہوگا صحیح تر قول کے بموجب اور قول صاحب خلاصہ کا اگر حاضر ہوا ایک یا دو مقتدی اور خطبہ پڑھا گیا پھر نماز پڑھی گئی تین مقتدیون کے ساتھ تو جائز ہے صحیح نہین اسلیے کہ خطبے مین حضور جماعت شرط ہے اور بلاغ المبین مین لکھا ہے کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم وغیرہ مین لکھا ہے کہ خطبہ پڑھنا سنت ہے اور اگر نہ پڑھا تو ترک سنت ہوئی الخ ملخصاً اور خطبہ مین خدا تعالی کا مطلق ذکر فرض ہے پس کفایت ہے ایکبار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یا سُبْحَانَ اللّٰہِ کہنا خطبہ کی نیت سے کراہت تنزیہی کے ساتھ پس اگر الحمد للہ کہا اپنی چھینک کے لیے

یا تعجب کی راہ سے تو یہ کہنا خطبہ کے قائم مقام ہوگا مذہب قوی پر خطبے میں کافی ہے
چھینکنے والے کا امر ہے کہنا دیجیے پر وقت فرج سے کے اور سنت ہے خطیب کو طہارت
اور ستر کرنا اور منبر پر بیٹھنا اور اسکے روبرو دوسری اذان کہی جانی اور خطبہ پڑھنے کی
حالت میں خطیب کو کھڑا رہنا اور قوم کو خطبہ سننا اور مقتدیوں کو خطیب کی طرف
متوجہ ہو کے خطبہ سننا اور خطبہ کی ابتدا کرنی پست آواز سے تعوذ کے ساتھ اور
اسکے بعد اللہ تعالی کی حمد و ثنا کرنی اور شہادتین اور درود پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر
بھیجنا اور پند دینی اور خدائے تعالی کی یاد دلانی اور ایک آیہ پڑھنی خطبے میں پڑھنی اور
دوسرا خطبہ مثل پہلے کے پڑھنا مگر بجائے پند کے مسلمانوں کے لیے دعا کرنی اور
موافق سنت کے نماز میں طوالت اور دونوں خطبے میں اختصار مسنون ہے اور
دونوں خطبوں کو بقدر طوال مفصل سورتوں کے طول دینا اور تین آیتوں کی مقدار سے
کم کرنا مکروہ ہے اور مذہب معتمد پر اور صحیح تر قول کے بموجب دونوں کے درمیان جلسہ
مسنون ہے بعض خطیب جو دوسرے خطبہ میں رو درود پڑھنے کے وقت اپنا منہ داہنے
اور بائیں کو پھیرتے ہیں بدعت ہے اور جلسہ میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا حضرت سے
صحت کو نہیں پہونچا لیکن بے ہاتھ اٹھائے اور بے زبان ہلائے دل میں دعا کرنے کا
مضائقہ نہیں اور دوسرا خطبہ بھی بہ جہر پڑھے لیکن پہلے سے کم تعوذ مطلق قراءت
قرآن کے قبل تعوذ مستحب ہے وگر سورۃ تمام پڑھنی ہو تو اسکے قبل تعوذ کے بسم اللہ بھی
پڑھے آدمی عادت ہے کہ جب خطیب آیۂ قرآن پڑھتا ہے تب کہتا ہے قال اللہ تعالی بعد
اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کے اس میں وہم ہوتا ہے کہ اعوذ باللہ قول اللہ تعالی کا ہے
اور بعضے کہتے ہیں قال اللہ تعالی بعد قولی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم لیکن

اس طرح سے تعوذ کہنے کے سنت ہونے مین نظر ہے پس بہتر یہ ہے کہ لفظ قال اللہ تعالی
نہ کہے اور خلفاے راشدین اور حضرت کے دونون چچا کا ذکر مندوب ہے اور مکروہ
تحریمی ہے کلام کرنا خطیب کا خطبہ کے اندر مگر امر بالمعروف مکروہ نہین ہے اور کیا خطبہ قائم مقام
دو رکعتون کے ہے صحیح تر یہ کہ نہین فرق کیا ہے اسکو زیلعی نے بلکہ ثواب مین نصف نماز جمعہ کے
مانند ہے اور پہلی رکعت کے تمام ارکان مین امام کے ساتھ ایسے تین مردون کا شریک ہونا
کہ صلاحیت امامت کی رکھتے ہون اگرچہ رکوع مین شریک ہو جائین پس اگر انہین سے
ایک بھی چلا جاوے قبل سجدہ کرنے امام کے تو نماز جمعہ باطل ہو جائیگی اب نماز ظہر پڑھے
اور بلاغ المبین مین لکھا ہے کہ شافعیہ کے نزدیک چالیس آدمی ہونے لیکن محدثین کہتے ہین
کہ اُنکے دلائل ضعیف ہین بلکہ ترمذی اور ابوداؤد مین حدیث صحیح دلیل ہے اسپر کہ اگر
ایک امام اور ایک اسکا مقتدی ہو تو جماعت ہو جاتی ہے اور یہ حکم شامل سب نمازون کو ہے
کیونکہ عدد معین خاص جمعہ کے لیے کوئی صریح صحیح حدیث نہین آئی اور ابن عباس رض کے
نزدیک نماز جمعہ تنہا پڑھ لینا جائز ہے لیکن مولف عفا اللہ تعالی عنہ وعن والدیہ کہتا ہے
کہ مسک الختام شرح بلوغ المرام مین لکھا ہے کہ اجماع ہے اسپر کہ جمعہ بے جماعت درست نہین
ملخصاً الخ اور وقت نماز کے اذن عام ہونا اور اذن عام حاصل ہوتا ہے مسجد جامع کے
دروازے کھلے رہنے سے آنے والون کے لیے یعنی جنپر نماز جمعہ واجب ہے اُنکی روک
نہونی پس ضرر نہین کرتا بند کرنا دروازہ قلعہ کا دشمن کے سبب سے یا عادت قدیم کی
جہت سے ہان جبکہ خوف دشمن نہو تو بند نکرنا بہتر ہے پس اگر داخل ہو کوئی حاکم قلعہ
یا اپنے محل مین اور بند کرلے دروازہ اسکا تو نماز جمعہ منعقد ہوگی اور فرضیت خاص نماز
جمعہ کی نو شرطین ہین اول مقیم ہونا شہر مین یا فناے شہر مین دوم تندرست ہونا

یعنی بیمار پر جمعہ واجب نہین اور بیمار کے حکم مین داخل ہو وہ شخص جو بیمار کی خبرگیری
کرتا ہو اس طرح کہ اگر وہ چلا جائے تو بیمار کی کوئی خبر نہ لے اور بیمار کے حکم مین داخل ہو
شیخ فانی یعنی بہت بوڑھا جو چلنے پھرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو سوم آزاد ہونا پس
غلام پر جمعہ واجب نہین اور صحیح تر قول یہ ہو کہ نماز جمعہ واجب ہو مکاتب پر اور اس
غلام پر جسکا ایک حصہ آزاد ہو گیا ہو اور بقیہ کے لیے کماتا ہو اور واجب ہو مزدور پر
اور ساقط ہو جائیگی مزدوری اجرت کے حساب سے اگر جامع مسجد دور ہو اتنی
کہ جانے اور آنے مین چوتھائی روز گذرتا ہو تو اس روز کی اجرت مین سے چہارم
وضع ہو جائیگا اگر جامع مسجد قریب ہوگی تو مزدوری ساقط نہوگی اور اگر غلام کو آقا نے
نماز کی اجازت دی تو جمعہ واجب ہو اور بعض فقہا نے کہا کہ غلام کو اختیار ہو چاہے
نماز جمعہ پڑھے چاہے نماز ظہر پڑھے اپنے مقام پر اور ترجیح دی ہو بحر مین اختیار دینے کو
چہارم مرد ہونا یقیناً پس عورتون اور خنثی مشکل پر جمعہ واجب نہین پنجم بالغ ششم
عاقل ہونا پس لڑکے نابالغ اور مجنون پر واجب نہین اور یہ دونون شرطین نماز
جمعہ کے لیے خاص نہین بلکہ ہر ایک فرض کی فرضیت کے لیے شرط ہین ہفتم
بینائی کا موجود ہونا پس اندھے پر نماز جمعہ واجب نہین اگرچہ اسکو پہونچانے والا
میسر ہو ہشتم چلنے پر قادر ہونا اور سلامت ہونا ایک کا دونون پاؤن سے نماز کے لیے
کافی ہو واجب ہونے مین اگر لنگڑا پن مانع مسجد کے جانے کا نہو اور واجب نہین پس
شخص پر جسکی ٹانگ فالج زدہ ہو اگر مسجد تک نہ جا سکتا ہو نہم قید دہم خوف ہونا
مثلاً حاکم یا چور وغیرہ سے یازدہم نہونا سخت بارش اور کیچڑ اور برف وغیرہ کے مثل کا
جیسے شدت کا جاڑا یا آندھی اور جس شخص مین یہ سب شرطین وجوب کی نہون یعنی بلنا ہو

اگر وہ عزیمت اختیار کرے اور نماز جمعہ پڑھے حالانکہ وہ مکلف یعنی بالغ اور عاقل ہو تو اسکی نماز جمعہ فرض واقع ہو گی ظہر کے عوض مین اور لیاقت امامت کی رکھتا ہو نماز جمعہ مین وہ شخص کہ امام ہونے کے لائق ہو تحقیر نماز جمعہ مین اور شہر مین نماز جمعہ کے قبل غیر معذور کو اس روز کی نماز ظہر پڑھنی مکروہ ہے پس اگر غیر معذور نے نماز جمعہ سے پیشتر نماز ظہر پڑھ لی پھر نادم ہوا اور نماز جمعہ کی طرف چلا اور اپنے مکان کے دروازہ سے باہر ہوا تو اب نماز جمعہ اسے ملے یا نہ ملے دونون صورتون مین اسکی نماز ظہر باطل ہو جاویگی یعنی اسکی فرضیت باطل ہو جائیگی اور اصل نماز نفل ہو جائیگی اور نہ باطل ہو گی نماز ظہر اس شخص کی جسنے غیر معذور یا معذور کے پیچھے نماز ظہر پڑھی ہو گی اور نماز جمعہ کے لیے گیا ہو گا اگر نماز جمعہ کے قصد سے مکان کے باہر ہوا تو نماز جمعہ ملے خواہ نہ ملے اسکی نماز ظہر کی فرضیت باطل ہو کے نفل ہو گئی معذور ہو خواہ غیر معذور ہو صحیح یہ ہی ہے اور اگر مسجد مین ہو تو نماز ظہر باطل نہین ہوتی مگر نماز جمعہ شروع کرنے سے اگر پڑھے اسی مجلس مین دگر وہان سے اٹھکے چلا دوسرے مکان کی طرف امام کے ساتھ نماز جمعہ پڑھنے کے قصد سے تو بمجرد چلنے کے نماز ظہر باطل ہو جائیگی اور معذور اور قیدی اور مسافر کو شہر مین نماز جمعہ کے قبل اور بعد ادا پڑھنا نماز ظہر کا جماعت کے ساتھ مکروہ تحریمی ہے پس نماز ظہر قضا کی جماعت اور اسی طرح گانون والون کو نماز ظہر کی جماعت مکروہ نہین اور اگر شہر والون کو نماز جمعہ نہ ملی ہو تو جماعت سے نماز ظہر پڑھنی مکروہ تنزیہی ہے پس وہ لوگ نماز ظہر پڑھین بے اذان اور بے اقامت اور بے جماعت کے اور نماز جمعہ سے فارغ ہونے تک معذور کو نماز ظہر مین تاخیر نہ کرنی مکروہ تنزیہی ہے یہی صحیح ہے اور جو شخص نماز جمعہ کے تشہد مین ملے وہ

نماز جمعہ کی نیت کرکے اُسکا دوگانہ تمام کرے جیسے نماز عید کا دوگانہ زائد تکبیرات کے
ساتھ اور نیت کرے تشہد مین ملنے والا نماز جمعہ کی مسافر ہو یا غیر اُسکا پس اگر
نماز ظہر کی نیت کریگا تو اُسکا اقتدا درست نہوگا اور بلاغ المبین مین ہے کہ ائمہ احادیث
کہتے ہین کہ اگر ایک رکعت بھی جمعہ کی نپاوے تو ظہر ادا کرے اُسی حال مین یا نئے
سرے سے سلک الختام اور وقت نکلنے امام کے حجرہ سے خطبہ پڑھنے کے لیے
یا امام کے کھڑے ہونے کے وقت منبر پر چڑھنے کے لیے اگر امام کا حجرہ نہو آخر نماز تک
سوائے لازم الترتیب کے کوئی نماز ہو پڑھنی مکروہ تحریمی ہے اور سنت اور نفل کا
حکم باب حاصل کرنے جماعت فرض مین مفصل لکھ چکے اور کلام کرنا جنس کلام
آدمیون سے مکروہ تحریمی ہے بلکہ سب لوگ سکوت اختیار کرین خواہ خطیب سے
دور ہون یا نزدیک صحیح تر قول مین لیکن قبل شروع خطبہ کے اذکار مکروہ نہین صحیح تر قول مین
اور مکروہ تحریمی ہے مشغول ہونا اُس چیز کے ساتھ جو مانع سماعت خطبہ ہو لیکن وقت
خطبہ کے تسبیح وغیرہ مثل اُسکے مکروہ نہین اور اُسوقت امر بالمعروف سے خطیب کا
مستثنی ہونا مذکور ہو چکا اور صحیح تر یہ کہ اگر کسی شخص کے ضرر کا خوف ہو اور اُسے
ہشیار کردینا ممکن ہو سر یا ہاتھ کے اشارہ سے تو کلام جائز نہین اور صواب یہ ہے کہ اپنے
نفس مین درود پڑھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وقت سننے آپ کے اسم مبارک کے
اور جبکہ پہلی اذان کہی جائے تب واجب ہے نماز جمعہ کی طرف چلنا اور بیع کو ترک کرنا اگرچہ
چلتے چلتے ہو صحیح تر قول مین کہ مکروہ تحریمی ہے اور بیع سے مراد وہ امر ہے جو نماز جمعہ سے
باز رکھے پس اگر بیع کے سوائے کسی اور کام مین مشغول رہیگا اور چلیگا نہین تو مکروہ ہوگا
اور چلنے کی حالت مین بیع کرنا اگر حارج چلنے کا نہو تو مکروہ نہین اور موذن اذان دے

دوسری بار سامنے خطیب کے جب وہ منبر پر بیٹھے خطبہ پڑھنے کے لیے اور مکروہ ہی فاصلہ
کرنا خطبہ اور اقامت مین کسی دنیاوی امر مین مشغول ہونے سے پس وصل کرے
اقامت کو ساتھ آخر خطبہ کے اور انتہی کرے اقامت کے ساتھ کھڑے ہونے خطیب کے
مقام نماز مین اور مناسب نہین کہ سوائے خطبہ پڑھنے والے کے دوسرا شخص لوگون کو
نماز پڑھا دے پس اگر امام جدا ہوا اور خطیب جدا اسطرح کہ خطبہ پڑھے ایک لڑکا نابالغ
سلطان کی اجازت سے اور نماز بالغ پڑھا دے تو درست ہے یہی مختار ہے اور اگر گانون کا
رہنے والا شہر مین جمعہ کے روز داخل ہو پس اگر نماز جمعہ کے وقت تک ٹھہرنے کی
نیت کرے تو نماز جمعہ لازم ہوگی اور اگر قبل داخل ہونے وقت کے نکل جانے کی نیت کر
تو نماز جمعہ لازم نہوگی جیسے نماز جمعہ لازم نہین اُس مسافر پر جو جمعہ کے دن شہر مین آیا
اس ارادے سے کہ اُس روز روانہ ہوگا اور پندرہ دن کے ٹھہرنے کی نیت نہ کی اور
اگر کسی شخص نے اذان سُنی اور وہ کھانا کھاتا ہے تو کھانا ترک کرے اگر خوف ہو نماز جمعہ
یا کسی فرض کے فوت کا باب عیدون کے احکام مین جہان جسپر نماز جمعہ
واجب ہو وہان اُسپر نماز عید بھی واجب ہے صحیح تر قول مین جمعہ کی شرطون کے
ساتھ سوائے خطبہ کے کہ وہ بعد نماز عید کے سنت ہے اور امام مالک اور شافعی کے
نزدیک جماعت کے ساتھ دونون عیدون کی نماز دو دو رکعتین پڑھنی سنت ہے
مردون اور عورات کو بھی اور اکیلے اکیلے بھی جائز ہے شہرون اور گانون اور
گھرون مین بھی جائز ہے اور عیدین مین دف کے ساتھ گانا سُننا جائز ہے کیونکہ
بخاری اور مسلم کی حدیث کا ملخص یہ ہے کہ بی بی عائشہ رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دو لڑکیان انصار کی دف بجا کے گاتی تھین وہ اشعار

جو دن بعاث کے انصار نے کہے تھے جب حضرت صدیق آئے تو انکو پڑھنا ایسی منع
کیا حضرت صلعم نے فرمایا چھوڑ دے انکو اے ابوبکر تحقیق یہ دن عید کے ہیں
یعنی خوشی کے بلاغ المبین اور نسائی میں روایت ہو انس سے کہ کہا آئے پیغمبر خدا صلعم
مدینہ میں حالانکہ وہاں کے لوگون کے لیے دو دن تھے کہ جسمے کھیلتے اسمین سو
فرمایا حضرت صلعم نے کر دیا تمکو اللہ تعالی نے ان دونوں کے بدلے بہتر ان سے
عید فطر اور عید اضحی اور اسناد اسکے صحیح ہین بلاغ المبین اور مقدم کیجاتے نماز عید کی
نماز جنازہ پر جبکہ وہ دونوں نمازیں جمع ہو جائیں اور مقدم کیجاتے نماز سنت بھی
نماز جنازہ پر اور حلبی نے اسی پر فتوی منقول ہو اور مقدم کیجاتے نماز جنازہ خطبہ
عید پر اور روز عید میں غسل کرنا اور اپنے اچھے سیاہ کپڑے پہننے اور خوشبو لگانا اور
اور خرما طاق عدد کھانا اگر نہ ملے تو کوئی شیرین چیز کھانی اور صدقہ فطر دینا اور
عید فطر کے دن بیت آواز سے تکبیر کہتے ہوئے اگر عذر نہو تو نماز عید کے لیے
فنا شہر میں جانا اور پیادہ چلنا سنت ہے اور ہمارے زمانہ میں منبر کا بنانا عیدگاہ میں
بہتر ہے اور باہر لیجانا منبر کا مکروہ تنزیہی ہے اور مضایقہ نہیں نمازی کی مراجعت کا
سوار ہو کے اور دونوں عیدین میں دوسری راستے مراجعت بہتر ہے اور مستحب ہے
ظاہر کرنا خوشی کا اور زیادہ کرنا خیرات کا اور آپس میں اس لفظ کے ساتھ مبارکباد دینی
تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكُمْ اور نماز عید سے قبل نفل پڑھنی مکروہ ہے اور بعد نماز
عید کے عیدگاہ میں مکروہ ہے گھر میں مکروہ نہیں اور وقت اسکا ایک نیزہ آفتاب بلند
ہونے کے بعد سے دوپہر تک ہے پس اگر ڈھل جاوے آفتاب اور نمازی نماز عید میں ہو
تو اسکی نماز کا وصف فاسد ہو جائیگا اور نماز نفل ہو جائیگی اور اسکے لیے اذن

اور اقامت سنت نہین اور امام لوگون کو نماز پڑھاوے دو رکعتین اور تکبیرات عیدین کی مختلف آئی ہین اسی لیے اماموں مین اختلاف تینون امامون کے نزدیک سات تکبیرین ہین پہلی رکعت مین اور پانچ دوسری رکعت مین لیکن نزدیک مالک اور احمد کے پہلی رکعت مین سات ہین مع تکبیر تحریمہ کے اور دوسری رکعت مین پانچ سوا تکبیر قیام کے ہین اور نزدیک شافعی کے پہلی رکعت مین سات ہین سوا تکبیر تحریمہ کے اور دوسری مین پانچ ہین سوا تکبیر قیام کے اور دونون رکعت مین قبل قرأت کے تکبیرات کہے اور یہ روایات بہت صحیح ہین ملخصاً بلاغ المبین اور امام ابی حنیفہ کے نزدیک پہلے ثنا پڑھے پھر زائد تکبیرین کہے پھر اعوذ پڑھے اور زائد تکبیرین تین ہین ہر رکعت مین اور اگر تین سے زائد تکبیرین امام سے سُنے تو دونون رکعتون کی ملا کے سولہ تکبیرون تک اُسکی متابعت کرے اور اگر مکبر کی آواز پر تکبیر کہتا ہو تو سولہ سے زائد بھی کہے اور ہر تکبیر سے تکبیر شروع کی نیت کرے اور دوسری رکعت مین زائد تکبیرین بعد قرأت کے کہے اور اگر پہلی رکعت مین بھول کے قرأت شروع کر دی پس اگر فاتحہ اور سورہ پڑھ چکا ہو تو نماز کو تمام کرے وگر صرف فاتحہ پڑھی ہو تو زائد تکبیرین کہکر اور قرأت سر نو سے پڑھے اور اگر مقتدی نے امام کو قیام مین بعد تکبیر کہنے کے پایا تو مقتدی اُسی وقت موافق اپنے مذہب کے تکبیر کہکے شامل ہو جائے اور اگر ایک رکعت مین مسبوق ہوا ہو تو جب اُسکو ادا کرے اول قرأت پڑھے پھر تکبیر کہے اور اگر مقتدی نے تکبیر نکہی یہان تک کہ امام نے رکوع کیا تو مقتدی قیام مین تکبیر کہے وگر رکوع کے نہ ملنے پر ظن غالب ہو تو رکوع مین کہلے صحیح تر قول مین جیسے اگر رکوع کرے امام پہلے تکبیر کہنے سے تو اوسکا تکبیر کہنا ساقط ہو گیا [illegible]

اور نہ عود کرے قیام کی طرف تکبیر کہنے کو ظاہر روایت میں اور اگر عود کرے تو صحیح یہ
نماز فاسد نہیں ہوتی اور اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کے زائد تکبیروں میں اگرچہ
اسکا امام رفع یدین کا معتقد نہو مگر جبکہ رکوع کی حالت میں کہے تو ہاتھ نہ اٹھائے
مذہب مختار پر اور ان تکبیرات کے درمیان میں کوئی ذکر مشروع نہیں اسی لیے نہیں
ہاتھ لٹکائے رکھے اور سکوت کرے دو تکبیروں میں بقدر تین بار سبحان اللہ کہنے کے
اور بعد نماز عید کے دو خطبہ پڑھنا سنت ہے اور جو چیز جمعہ میں مسنون اور مکروہ ہے وہی
نماز عید میں مسنون اور مکروہ ہے مگر دو باتوں کا فرق ہے ایک یہ کہ تکبیر کہنی قبل خطبہ کے
عیدین میں مسنون ہے اور جمعہ میں نہیں ہے دوم یہ کہ بیٹھنا خطبہ سے پیشتر جمعہ میں مسنون ہے
اور عیدین میں نہیں کیونکہ بیٹھنا انتظار ختم اذان کے لیے ہے اور چونکہ نماز عیدین میں اذان
نہیں ہے اسلیے بیٹھنے کی حاجت نہیں اور مستحب ہے کہ شروع کرے پہلے خطبہ کو
نو بار اللہ اکبر پیہم کہنے کے بعد اور دوسرے خطبہ کو سات بار کہنے کے بعد یہ سنت ہے
اور مستحب ہے کہ منبر سے اترتے وقت چودہ بار تکبیر کہنے کے بعد اور تعلیم کرے لوگوں کو
عید کے خطبے میں صدقہ فطر کے احکام اور نہ پڑھے نماز عید تنہا اگر فوت ہوگئی یعنی
نہ ملی ہو امام کے ساتھ گو فوت اسکا فاسد کر دینے سے ہو بالاتفاق صحیح تر قول میں
اور اگر ممکن ہو تو دوسرے امام کے پاس چلا جائے اور اسکے ساتھ نماز عید پڑھ لے
اور تاخیر کیجائے نماز عید کی عذر سے دوسرے روز کے زوال تک فقط بس
وقت نماز عید کا دوسرے دن بھی مثل اول روز کے ہے لیکن دوسرے روز قضا
ہوگی اور بے عذر جائز نہوگی اور احکام عید فطر کے مثل عید قربان کے ہیں لیکن
عید قربان کا تاخیر کرنا بارھویں تاریخ کے زوال آفتاب تک بدون عذر کے

کراہت کے ساتھ درست ہے اور عذر ہو تو مکروہ نہین اور عید اضحی مین تکبیر کہے بلند
آواز سے بالاتفاق راستے مین اور عیدگاہ مین نماز پڑھنے کے بعد بلند آواز سے
اور اسی قول پر عمل ہے مساجد مین اور تکبیر کہنی گھر مین مسنون نہین اور عید قربان مین
نماز کے قبل کچھ نہ کھانا مستحب ہے تاکہ پہلے قربانی مین سے کھانا ملے گو خود قربانی
نہ کرے صحیح تر قول مین اور جس مسلم آزاد مقیم کی ملک مین حاجت اصلی سے زیادہ یعنی
رہنے کا مکان اور ضروری پہننے کے کپڑے اور خانہ داری کے ضروری اسباب کے
سوائے مال بقدر نصاب کے ہو اگرچہ پڑھنے والا نہو اُسکی ذات پر قربانی واجب ہے
پس ایک جگہہ نماز عید پڑھ لینے کے بعد اور اگر وہ شخص وہان ہو جہان نماز عید واجب نہین
تو وہان طلوع فجر کے بعد ذیحجہ کی بارھوین [12] تاریخ غروب آفتاب تک ایک بکرا یا دنبہ
یا بھیڑ مسنہ یعنی جسکے سن کا دوسرا سال شروع ہو ذبح کرے اور اگر مسنہ نپائے تو
صرف وہ دنبہ یا بھیڑ ذبح کرنا درست ہے جو جذعہ ہو یعنی چھ مہینے سے زیادہ ایک سال سے
کم سن ہو بشرطیکہ اتنا توانا اور فربہ ہو کہ یکسالہ کا گمان کرین وگر مسنہ پائے تو گو جذعہ بھی
درست ہے لیکن مسنہ ذبح کرنا مستحب ہے اور اگر ذبح کے قبل سات مسلمانون تک شریک
ہو کے گلے یا بھینس مسنہ کو یعنی جسکے سن کا تیسرا سال شروع ہو ذبح کرین یا اونٹ
مسنہ کو یعنی جسکے سن کا چھٹا سال شروع ہو دونون زانو باندھ کے نحر کرین یعنی
داہنی طرف کھڑے ہو کے سینہ مین نیزہ مار کے گرائین پھر اول وسط و آخر حلق مین
ذبح کرین تو بھی جائز ہے بشرطیکہ ہر ایک شریک برابر حصہ سے کم وزن مین نلے اور
ہر ایک کو قربانی سے ثواب مقصود ہو وقت ذبح کے کیونکہ وقت ذبح کے خدا کی طرف
تقرب کا قصد کرنے سے نیت سابقہ جو غیر خدا کے واسطے تقرباً یعنی اُسکی خوشنودی

اور چاپلوسی کے لیے کی گئی ہو وہ باطل ہو جاتی ہے اور غیر ذبح کیے گئے جانور وں سے قربانی درست نہیں اور فقر اور دولتمندی اور ولادت اور موت کے لیے اخیر وقت کا اعتبار ہے پس اگر بارھوین تاریخ کے اخیر وقت مین غنی فقیر ہو گیا تو اُسپر قربانی واجب نہین و گر فقیر غنی ہو گیا تو اُسپر واجب ہوئی اور اگر لڑکا پیدا ہوا تو اُسکی طرف سے واجب ہو گی بقول بعض کے و گر کوئی مر گیا تو اُسکے ذمہ واجب نہ رہا اور شرطین ذبح کی یہ ہین کہ ذابح یعنی ذبح کرنے والا عاقل ہونا اور مسلمان یا کتابی ہونا گو خاتون ہو یا مخنث یعنی دستکاری سے جسکی رجولیت ساقط کی گئی ہو اور وقت ذبح کے اللہ تعالیٰ کا نام لینا اور ارادہ کرنا اُسکے نام کا ذبیحہ پر اور جیسے اُسکا نام لینا ذابح پر واجب ہے ویسے ہی اُسپر جو نفس ذبح مین مددگار ہو اور اُسکے نام کے ساتھ کسی دوسرے کا نام نہ لینا اور قصد کرنا اُسکے نام سے تعظیم اُسکی اور ذبح کیا یعنی اللہ تعالیٰ کا نام لینے کے بعد فوراً ذبح کرنا اور اضطراری مین وقت تیر مارنے اور شکاری جانور کو شکار پر رہا کرنے کے فوراً اللہ تعالیٰ کا نام لینا اور ذابح کا محرم نہ ہونا اور مستحب ہے کہ اپنے ہاتھ سے ذبح کرے کیونکہ طاعت مین آپ متولی ہونا اولیٰ ہے و گر آپ ذبح نہ کر سکے تو مسلم عاقل سے ذبح کرا لینا بھی جائز ہے اگر وہ آداب ذبح کے جانتا ہو اگرچہ لڑکا ہو اور اگر اُسکی قربانی کا جانور غیر ذبح کرے تو اُسوقت اُس شخص کا حاضر رہنا مستحب ہے اور میت کی طرف سے قربانی کرنی جائز ہونے پر فتویٰ ہے اور غیر کی قربانی بے حکم اُسکے بھی اُسکی طرف سے ذبح کرنا جائز ہے اور اگر غلطی سے آپس مین ایک نے دوسرے کی قربانی ذبح کر ڈالی تو مضائقہ نہین اور کسی پر تاوان نہین لیکن آپس مین ایک دوسرے سے بخشوا لین و گر دونون آپس مین

تنازع کرین تو ہر ایک دوسرے کو قیمت اُسکے گوشت کی تاوان دے اور وہ اُسکو تصدق کر دے اور جو عیب ناقص کرنے والا منفعت کامل یا جمال کا ہو وہ قربانی کا مانع ہو پس جو جانور اسقدر لاغر ہو کہ ہڈیون مین مغز نہو یا ذبح ہونے کی جگہ تک بسبب لنگ کے نہ جا سکے یا جسکی بیماری ظاہر ہو یعنی گہاس نہ کہا سکے یا آنکھ کی روشنی تہائی سے زیادہ نہو یا کان یا ناک یا چکتی یا دم تہائی سے زیادہ کٹی ہو یا ایک ہاتہ یا ایک پانون کٹا ہو یا پیدائشی کان نہون یا نجاست خوار ہو اُسے قربانی کرنا درست نہین وگرنہ بقدر تیسرے حصے کے آنکھ کی روشنی نہو یا کان یا ناک یا چکتی یا دم بقدر تیسرے حصے کے کٹی ہو یا چھوٹے چھوٹے کان پیدائشی ہون یا سینگ نہون یا ٹوٹے ہون یا اُسپر کا خول اوتر گیا ہو یا خصی ہو یا دیوانہ ہو اتنا یا زبان کٹی ہو اتنی یا دانت باقی ہون لتنے کہ کہا پی سکے تو اُسکی قربانی درست ہے وگرنہ کہا سکے تو درست نہین اور اگر بکری یا دنبے کی زبان نہو تو اُسے قربانی کرنا درست ہے وگر گائے کی زبان نہو تو روا نہین اور اگر دنبی یا بکری کا ایک تھن پیدائشی نہو یا اُسکا دودھ جاتا رہا تو اُسے قربانی کرنا جائز نہین وگر گائے یا اونٹنی کا ایک تھن یا اُسکا دودھ جاتا رہے تو جائز ہے وگر دونون تھن یا اُسکا دودھ جاتا رہے تو جائز نہین اور اگر خریدا گیا جانور صحیح وسالم پھر ایسا عیب دار ہو گیا جس سے قربانی درست نہین پس اگر وہ شخص غنی ہو تو بجائے اُسکے دوسرا قائم کرے اور اگر وقت ذبح کے ترپنے یا چھٹ جانے سے جانور کا پانون ٹوٹ گیا یا زخمی ہو گئے آنکھ جاتی رہی تو اُسکی بھی قربانی جائز ہے اور عیدگاہ مین قربانی کرنی افضل ہے اور قربانی کا گوشت بالکل ذخیرہ کرنا اور بالکل تصدق کرنا بھی جائز ہے لیکن اگر عیالدار ہو تو تین حصہ کر کے

ایک تصدق کرنا اور دوسرا لوگون کو دینا گو غنی اور ذمی ہون اور تیسرا حصہ رکھ لینا افضل ہے اور نہ دے مزدوری قصاب کو قربانی مین سے بلکہ مزدوری اپنے پاس سے دین اور احسانا اُسے اُسکے اجزا سے دینا جائز ہے بالاجماع اور اُسکی کھال بیچکر قیمت لِلّٰہ دینی بھی جائز ہے مطابق مرقاۃ اور ملتقی سے اور وہ جو حدیث شریف مین آیا ہے کہ (مَنْ بَاعَ جِلْدَ اُضْحِیَتِہٖ فَلَا اُضْحِیَّۃَ لَہٗ یعنے جسنے بیچی کھال قربانی اپنی کی سو نہین ہے قربانی اُسکے لیے) پس یہ محمول ہے کھال بیچکر قیمت کو اُسکی اپنی حاجت مین صرف کرنے پر کہ ثواب ناقص ہو جاتا ہے سو نفی کمال کی ہے مثل (لاصلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب) کے پس سمجھ لے اے مخاطب یہ تحقیق ہے شیخ محمد تھانوی محدث کی سے حصہ ششم جلد اول قرۃ العیون واقعات سال دہم ہجرت بیان قربانی حضرت کا لیکن اگر چاہے تو اس چیز سے معاوضہ کرے کہ عین اُس چیز سے نفع ہو باقی رہنے کے ساتھ مثلاً ڈول یا مشک یا چھلنی و غیرہ اور اگر ایسی چیز سے تبادلہ کرے کہ باقی نہ رہنے کے ساتھ نفع ہو مثلاً سرکہ یا الایچی تو اُسے تصدق کرنا واجب ہے اور ایک کو دوسرے جانور کے روبرو بے ضرورت اور رات مین اور جانور گابھن ذبح کرنا اور حالت اضطراب مین کھال کھینچنی اور زیادہ ذبح کرنا یعنی حرام مغز تک چھری پہونچنی یا سر کٹ جانا مکروہ ہے اور رو بقبلہ کعبہ کی طرف اُسکا مُنہ نہ کرنا مکروہ تنزیہی ہے اور اختیاری ذبح مین شرط ہے کاٹنا حلقوم کو جس راہ سے نفس جاری رہتا ہے اور مری کو جس راہ سے کھانا پانی اُترتا ہے اور اُن دونون رگون کو جو گردن کی دونون طرف ایک ایک ہوتی ہے وہ رگ نام بفتح و بکسر واو جس راہ سے خون جاری ہوتا ہے اور دونون کو ودجان اور وداجین کہتے ہین اور جبکہ حلقوم

اور مَری اور اکثر ودجان سے کاٹی جائے تو بھی حلال ہوجاتا ہی اور مکروہ نہین ذبح کرنا
اور پکانا برص والی عورت کا او مسلمہ اور کتابی عورت ذبح مین مثل مرد کے ہی اور
کھایا جاوے ذبیحہ گونگے کا اور اگر ذبح کیا جانور کو گردن کے پیچھے سے تو حلال ہی
اگر کٹ جلئے اکثر چار رگ مذکورہ کا قبل مرنے کے ورنہ حلال نہین مگر مکروہ ہی
اُس طور سے حلال کرنا اسلیے کہ خلاف سنت ہی اور زائد ایذا دینا ہی جانور کو اور حلال کرنا
دو قسم پر ہی اختیاری اور اضطراری اختیاری مین کاٹنا حلقوم وغیرہ کا چاہیے
ایسی تیز چیز سے کہ چیر پھاڑ ڈالے اور محل ذبح کا جبڑے کے نیچے سے جنبر گردن تک ہی
اور وہ بھی دو قسم ہی ایک ذبح کہ اونٹ کے سوا اور جانورون کے اول حلق مین
کرتے ہین دوسرے نحر کہ اونٹ کے آخر حلق مین نیزہ مار کے حلال کرتے ہین اور
ذبح اضطراری زخمی کرنا ہی جس جگہ ہوسکے ناچاری سے جیسے جانور کنوین مین
گر پڑا اور وہان جاکے ذبح نہین کر سکتا پس دور سے تیر یا نیزہ مارے جہان سے لگے
حلال ہی وہ صید ہو یا پالو جانور کسی کا وحشی ہوجائے گو شہر مین ہو لیکن اگر بکری
وحشی ہوجائے تو اُسے حلال کرنا اضطراری جائز نہین اور وقت قدرت کے ذبح
اور نحر سے حلال کرنا اضطراری روا نہین اور اگر نحر کیا غیر اونٹ یا ذبح کیا اونٹ کو تو
حلال ہی لیکن مکروہ ہی اسلیے کہ خلاف سنت ہی اور مضائقہ نہین ذبح مین درمیان
کل حلق کے خواہ اسفل ہو خواہ اوسط خواہ اعلی اور اگر تاریکی شب مین کاٹا اعلی کو
حلقوم سے یا اسفل کو اُس سے تو اُسے کھانا حرام ہی اسلیے کہ ذبح اپنی جگہ پر نہوا
اور اگر وقت ذبح کے اُسکی زندگی نہ معلوم ہو تو ذبیحہ کا خون نکلنا اور حرکت کرنی
شرط ہی اور صرف خون نکلنا بھی کفایت ہی لیکن جبکہ اُسکی حیات کا یقین ہو

تو اُسکا کھانا درست ہی ہر حال مین اور جانور کو زمین پر بائین کروٹ لٹاکے مُنھ
مُنھ قبلہ کی طرف کرکے پکڑے اور اپنا داہنا پانؤن اُسکے پہلو پر رکھکے
اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّةِ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا
اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْکَ
وَلَکَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ کہنے کے ساتھ داہنے ہاتھ مین
ذبح کا آلہ دھاردار تیز لیکے حلق کی طرف ذبح کرے پھر اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ وَمِنْ اُمَّةِ
مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کہکے جو ثواب مین آپ کی امت کو بھی
شریک کرے اور اگر چند شخص اُسکے شریک ہون تو بجاے لفظ مِنّی کے اپنا اور
اُن سب کا نام لے وگر نیابتہً ذبح کرے تو بجاے لفظ مِنّی کے اُسکا وگر چند شخص
ہون تو اُن سب کا نام لے اور وقت ذبح کے اللہ کا نام لینا شرط ہی اور بسم اللہ
واللہ اکبر کہنا مستحب اور لفظ واللہ اکبر یعنی واو کے ساتھ کہنا افضل ہی اور
ذبح کرنے والا اور جو شخص ذبح مین معین و مددگار ہوا اُسے بھی بسم اللہ کہنا واجب ہی
پس اگر دونون مین سے کسی ایک نے عمداً ترک کیا تو ذبیحہ مُردار ہی وگر سہواً ہو تو
حلال اور جسپر قربانی واجب تھی اگر اُسنے نہ کی اور ایام اُسکے گذر گئے تو چاہیے کہ
اُسکی قیمت صدقہ کرے اور جسپر واجب نہ تھی اگر اُسنے قربانی کے لیے جانور خریدا
اور اُسکی مدت گذر گئی تو واجب ہی کہ اُسے خیرات کرے اور ذبح کے قبل جانور ان
قربانی کے اجزا سے اور قبل وقت کے ذبیحہ سے نفع اُٹھانا حلال نہین پس اگر ذبح کے
پیشتر دودھ دوہے یا بال تراشے یا قبل وقت کے ذبح کرے تو نہ آپ لے نہ ہبہ کرے

نہ بیچینک دے بلکہ للہ فقیر کو دیدے و گر چارہ کھلاتا ہو تو اُسکے دودھ اور گوبر سے نفع لینا
جائز ہے اور حرام ہے وہ بچہ جو ماں کے پیٹ سے مردہ نکلے خلقت اُسکی خواہ تمام ہوئی ہو
یا نہوئی ہو پشم اور بال خواہ نکلے ہون یا نہ نکلے ہون اور جو بچہ جیسکتا نکلے اُسکو ذبح کرنا
چاہیے اور اگر ماں کے پیٹ سے نکلا ہوا اور حیات دراز رکھتا ہو اُسکو ذبح کرنا چاہیے جمیع
مذاہب مین اور دودھ جانور حلال کا حلال اور حرام کا حرام اور مکروہ کا مکروہ ہے
جمیع مذاہب مین اور مرغی کے پیٹ سے نکلے ہوئے بیضہ کا پوست سخت ہوا ہو
یا نہ حلال ہے اور سات چیزین مکروہ ہین ذکر اور دونون خایہ اور مقام پیشاب مادہ کا
اور غدود اور پتا اور پھکنا اور حرام مغز اور دم مسفوح یعنی رگون سے جو خون جاری
ہوا ہے حرام اور نجس ہے اور سولے انکے سب چیزین مباح ہین اور خون کلیجی اور تلی
اور گوشت کا نہ حرام ہے نہ نجس پس اگر گوشت کو بغیر دھوئے پکائے تو اُسے کھانا
جائز ہے لیکن خلاف لطافت طبع کے ہے اور خطیب قربانی اور تکبیر ایام تشریق کو خطبہ مین
تعلیم کرے اور جن لوگون پر نماز فرض ہے اُنپر تکبیر ایام تشریق کی واجب ہے صحیح تر
قول مین فجر عرفہ سے پانچوین روز کی نماز عصر تک ہر فرض عین کے بعد بدون
ایسے فاصلہ کے جو مانع ہو بنا سے نماز کا مردون پر بلند آواز سے اور عورات پر
پست آواز سے ایکبار و گر زیادہ کہے تو ثواب ہوگا اور حمد کو بھی اُسکے ساتھ
شامل کرے پس نماز عصر پڑھنے کے ساتھ بھی کہے اور یہی صاحبین کے قول پر
اعتماد اور عمل ہے اور اُسی پر فتویٰ ہے سب شہرون اور کل زمانون مین اور مستحب ہے
تکبیر کہنی بعد نماز عید کے اسلیے کہ مسلمان ایسا ہی کرتے چلے آئے ہین تو ضروری ہے
اُنکی پیروی کرنی اور اسی پر ہین بلخ کے علما اور منع نہ کیے جائین عوام تکبیر کہنے سے

بازارون مین عشرۂ ذیحجہ مین اور اسی کو ہم لیتے ہین اور تکبیر کی صفت یون کہنا ہو
اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ
اور اگر نماز فرض قضا پڑھی جائے ایام تکبیر کی اُسی سال کے ایام تکبیر مین تو بھی
تکبیر واجب ہو بسبب قائم ہونے وقت تکبیر کے مثل قربانی کے اور مقتدی کو تکبیر کہنی
واجب ہو اگرچہ اُسکے امام نے تکبیر نہ کہی ہو اور مسبوق تکبیر کہے وجوبا مثل لاحق کے
لیکن جدا ادا کرنے اُس نماز کے جو اُس سے رہگئی ہو اور اگر مسبوق یا لاحق
امام کے ساتھ تکبیر کہیگا تو نماز فاسد نہوگی مگر دوبارہ تکبیر کہے کیونکہ امام کے
ساتھ کی تکبیر اپنے موقع پر نہین ہوئی اور اگر لبیک کہیگا امام کے ساتھ تو نماز
ٹوٹ جائیگی کیونکہ لبیک کلام آدمیون کے مشابہ ہو اور امام پہلے سجدۂ سہو کرے
پھر تکبیر کہے پھر اگر امام احرام باندھے ہو تو لبیک کہے وگر پہلے لبیک کہیگا تو سجدۂ سہو
اور تکبیر کہنا ساقط ہو جائیگا اور ہر لڑکا گرو ہی بعوض اپنے عقیقہ کے اور گرو کے
معنی بعضون نے کہا کہ جب تک لڑکے کا عقیقہ نہوگا خیر و برکت شامل حال اُسکے
نہوگی اور امام احمد نے فرمایا کہ وہ لڑکا والدین کی شفاعت نہ کریگا اور بعضون نے
کہا کہ لڑکا عقیقے سے پہلے گھن اور آلائش رحم مین پھنسا رہتا ہی عقیقے کے ساتھ
بال منڈتے ہین تو اُس سے خلاص ہوتا ہو اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک
اور امام احمد کی ایک روایت مین عقیقہ سنت ہو اور ایک روایت مین امام احمد سے
واجب ہو اور حنفیہ کے نزدیک گو سنت نہین مگر اسپر عمل بطور استحباب کے ہی
جب لڑکا پیدا ہو تب ساتوین دن اُسکا عقیقہ کیا جائے بیٹے کے لیے دو بکریان
نر یا مادہ اور بیٹی کے لیے ایک ذبح کی جائے اور اُسی وقت اُس لڑکے کا سر مونڈا جائے

اور بالون کو تول کے اسقدر چاندی خیرات کردے اور بالون کو زمین مین دفن کردے
اور جو شرائط قربانی کے جانور مین ہین وہ عقیقے کے جانور مین بھی ہین اور بہتر یہ کہ
عقیقے کی ہڈیون کو نہ توڑے جوڑون سے الگ کرے اور گوشت اسکا پکاوے دوست
آشنا ہمسائے کنبے کے آدمیون کو کھلائے اور کچھ خیرات بھی کرے اور یہ جو مشہور ہے
کہ اصول لڑکے کے یعنی ماباپ دادادادی نانانانی عقیقے کے گوشت مین سے
نہ کھاوین اسکے لیے کوئی سند معتبر پائی نہین جاتی جب عقیقے کا حکم مثل قربانی کے ہے
اور قربانی مین جو کسی کے کھانے کی ممانعت نہین پس اسمین ممانعت کی کیا وجہ
اور ران قابلہ یعنی دائی جنائی کو دے اور بعض عوام کی عادت ہے کہ اسکی کھال اور
سری اور بعضے اجزا دفن کردیتے ہین یہ جائز نہین بے وجہ ضائع کرنا مال کا ہے
چاہیے کہ جسطرح قربانی کی کھال استعمال مین آتی ہے اسی طرح اسکی بھی استعمال کرے
اور حلت تو اسکی سری پکاکے کھالے اور جو بعضون کو یہ شبہہ ہوتا ہے کہ اگر سری
پکاوینگے تو مغز نکالنے کے لیے ہڈی توڑنا پڑیگا سو عقیقے کی ہڈی کا توڑنا گناہ نہین
جہان تک بے توڑے کام نکلے نہ توڑے ورنہ دفن کردینے اور مال ضائع کرنے سے
توڑنا بہتر ہے اور بعض علما نے لکھا ہے کہ سری اور پائے سر مونڈنے والے کو دیدے
اور سنت ہے کہ ساتوین دن بروز عقیقہ لڑکے کا اچھا نام رکھا جائے اور بہترین
نام وہ ہے جسمین عبدیت پائی جائے مثلاً عبد اللہ یا عبد الرحمن وغیرہ یا جسمین
حمدیت پائی جائے مثلاً محمد احمد محمود وغیرہ اور جانور کو ذبح کرنے کے وقت یہ دعا پڑھے
اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ عَقِيْقَةُ ابْنِيْ فُلَانٍ دَمُهَا بِدَمِهٖ وَلَحْمُهَا بِلَحْمِهٖ وَعَظْمُهَا
بِعَظْمِهٖ وَجِلْدُهَا بِجِلْدِهٖ وَشَعْرُهَا بِشَعْرِهٖ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهَا مِنِّيْ

[illegible]

پس گوشت کے نہ کھانے کی کوئی وجہ نہین و اسنا قربانی کے گوشت مین سے کچھ بھی خیرات کرے قربانی ادا ہو جاتی ہے اور اگر نذر کی ہو تو سب گوشت کا خیرات کرنا واجب ہوتا اور کچھ کھانا جائز نہوتا مثل صدقہ فطر اور فدیہ صوم کے ۱۲ منہ عفی عنہ

وَ اجْعَلْهَا فِدَآءً لِابْنِیْ مِنَ النَّارِ بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اور بجائے لفظ فلان کے اُس ولد کا نام لے اور لڑکی کے واسطے بجائے لفظ ابنی کے اِبْنَتِیْ کہے اور بجائے الفاظ بدمہ اور بلحمہ اور بعظمہ اور بجلدہ اور بشعرہ کے بدمہا اور بلحمہا اور بعظمہا اور بجلدہا اور بشعرہا کہے اور بجائے لفظ ابنی کے لِابْنَتِیْ کہے اور یہ دعا بزرگون سے منقول ہے اگر نہ معلوم ہو تو بھی عقیقہ صحیح ہے اور اگر ساتوین دن عقیقے کا اتفاق نہ ہو تو چودھوین روز کرے ورنہ اکیسوین ورنہ اٹھائیسوین و نحو علیٰ ہذا القیاس

باب سورج گہن کی نماز کے ذکر مین کسوف کے وقت دو رکعت نماز سنت ہے جامع مسجد یا عیدگاہ مین بجماعت بے اذان و اقامت و خطبہ کے ساتھ ایک رکوع سے غیر وقت مکروہ مین اور اسمین جماعت مستحب ہے یہ رد ہے اُسپر جسنے اُسے شرط کہا اور بہت صحیح ہے حدیث بخاری کی اس نماز مین بلند آواز سے قرأت پڑھنے مین اور حق یہ کہ سنت ہے نماز و دعا کا طویل کرنا اور مندوب ہے دعا و نماز مین سارے وقت گہن کا پورا ہو جانا پس اگر نماز کو مختصر پڑھے تو دعا کو طول دے و اگر دعا کو مختصر کرے تو قرأت طویل کرے اور امام مقتدیون کے مقابل بیٹھکے اور بہتر یہ کہ کھڑا ہو کے دعا کے طویل کرے اور مقتدی آمین کہتے رہین حتی کہ آفتاب بالکل صاف اور روشن ہو جائے اور وقت مکروہ مین دعا پر اکتفا کرین اور خسوف یعنی چاند گہن مین اکیلے اکیلے دو دو رکعت گھرون مین پڑھنی احسن ہے امام موجود ہو یا نہ اور سخت آندھی مین مطلقاً یعنی دن مین خواہ رات مین اور وقت سخت تاریکی کے دن مین اور وقت خوف غالب کے دشمن وغیرہ سے اور خوفناک حوادث کے وقت مین مثل زلزلون اور کڑک بجلیون کے اور متواتر برف

اور بارش کے وقت اور بیماریون کی کثرت کے وقت مین اکیلے اکیلے نماز پڑھنی مستحب ہے
باب طلب باران مین جب اپنے پینے اور جانورون کو پلانے کے لیے کنوئین
اور نہرین پانی نہو یا ہو لیکن کفایت نہ کرے اور کفدرست برابر نہو تب لوگ
گناہون سے تجدید توبہ کرنے اور تین روزہ رکھنے اور خیرات کرنے کے بعد چوتھے روز
روزہ رکھے ہوئے ماں سے جدا کرکے شیرخوار لڑکون کو اور مواشی کو اور اُنکے بچون کو
ماؤن سے جدا کیے ہوئے اور ضعفا اور شیوخ اور بزرگان دین کو ساتھ لے کے اور
بہتر یہ کہ امام بھی اُنکے ساتھ ہو کے سب سر جھکائے ذلیل حال خشوع اور فروتنی سے
پرانے یا پیوند لگے کپڑے پہنے ہوئے اللہ تعالی سے نیک گمان اور دعا قبول ہونے کا
یقین کرکے مصلی یا صحرا کی طرف اُنسے پانی منگولنے اور اُنھون کی برکات سے
مانگنے پیادہ جائین اور وہان کافر نہو اور منبر ساتھ نہ لیجائین اور مکہ معظمہ اور
مدینہ منورہ اور بیت المقدس کے باشندے وہان کی افضل مساجد مین جائین اور
پچھاڑے بستی کے دروازون پر کھڑے کیے جائین اور ایک نیزہ آفتاب بلند ہونے کے
بعد جماعت کے ساتھ دو رکعت نماز مندوب ہے اور بلند پڑھے اسمین قرأت بلاغ المبین
اور شامی پھر امام زمین پر مقتدیون کی طرف متوجہ کھڑا ہو کے ایک خطبہ پڑھے
اُسمین دعا و تسبیح اللہ تعالی کی اور استغفار مومنین و مومنات کے لیے کرے
یا بیچ مین جلسہ کرکے دو خطبے پڑھے اور دوسرا خطبہ تھوڑا سا پڑھنے کے بعد قبلہ کے
مقابل ہو کے چادر پلٹ لے اس طرح کہ داہنی طرف بایان دامن آجائے اور
نیچے کا رخ اوپر ہو جائے اور بلاغ المبین مین ہے کہ سب لوگ چادر کو اُلٹ کے اوڑھین
پھر کھڑے کھڑے دعائے استسقا مین مشغول ہو اور مقتدی خطبہ اور دعا مین

قبلہ رو بیٹھے آمین کہتے ہین اور دعا مین اپنے سامنے قبلہ کی طرف ہاتھ اونچا کرے اتنا کہ سفیدی بغلون کی نظر آئے لیکن سر سے اونچا نہو اور اشارہ کرے ساتھ پشت دونون ہاتھون اپنے کے آسمان کی طرف اور حدیث بخاری کا ملخص یہ ہے کہ حضرت عمرؓ دعا کرتے اور اُسمین وسیلہ کرتے طرف اللہ تعالی کے ساتھ نبی اپنے صلعم کے اور بعد آپ کے وسیلہ کرتے ساتھ چچا نبی صلعم اپنے کے پس مینہ برسائے جاتے یہ حدیث دلیل ہے اسپر کہ اپنی دعا مین صلحا موجودین مین وسیلہ پکڑنا درست ہے بالاتفاق پس اگر نصف النہار تک پانی نہ برسے تو دوسرے روز غرض تین روز جائین اور اُس درمیان مین جب دعا مستجاب ہو موقوف کرین اور اگر بارش کی جھڑی لگے یہان تک کہ نقصان کرے تو مضائقہ نہین دعا کرنے کا اس طرح کہ الٰہی اب جہان مینہ کا برسنا مفید ہو وہان برسا اور یہان سے اُٹھا لے اور اگر لوگون کے باہر جانے اور سوال کرنے کے قبل بارش عنایت ہو تو مستحب ہے اور اس انعام کا شکریہ یہ ہے کہ باہر نکل کے دعا کرین تاکہ مینہ خاطر خواہ برسے باب نماز خوف کے ذکر مین اگر دشمن کا زیادہ خوف ہو تو فضل یہ کہ ایک ایک گروہ ایک ایک امام کے پیچھے پوری نماز ادا کرے یعنی ایک گروہ دشمن کے مقابل رہے اور ایک امام کے ساتھ نماز پڑھے جب امام فارغ ہولے تو یہ گروہ دشمن کے مقابل جائین اور دوسرے گروہ کے لیے امام کسی کو نماز پڑھانے کی اجازت دے کہ وہ انکو نماز پڑھا دے اور اگر وقت اسقدر نہو تو وہی صورت ہے جو ذکر کی گئی اور اگر سارے اہل لشکر اس صفت سے پڑھنے مین ناراض ہون اور مجرد ایک امام کی اقتدا کرنے مین راضی ہون تو وہی امام قوم کو دو گروہ کرکے ایک کو

مقابل مین بھیجے اور دوسرے کے ساتھ ایک رکعت دو رکعت کی نماز سے اور دو رکعت
تین یا چار رکعت کی نماز سے پڑھے پھر یہ جائین یعنی دوسرے سجدے کے بعد
ایک رکعت پڑھنے کی صورت مین اور بعد تشہد کے دو رکعتون کے پڑھنے کی صورت مین
دوسرا گروہ آکے امام کی باقی نماز مین شریک ہو پھر یہ جائین اور پہلا گروہ آکے
اکیلے اکیلے باقی نماز بے قرارت ختم کرے پھر دوسرا گروہ اکیلے اکیلے قرارت کے
ساتھ نماز تمام کرے اور دو رکعتون کی نماز مین سفر بھی داخل ہے اور نماز خوف صرف
نماز فرض مین منحصر نہین واجب مین بھی ہوتی ہے اور اگر دشمن بالفرض قبلہ کی طرف ہو
تب بھی اس نماز مین کچھ فرق نہوگا اسی طرح دشمن کا مقابل گروہ اگر قبلہ کی طرف
پشت کیے ہو تو کچھ حرج نہوگا اور دشمن کے مقابل جانا پیادہ معتبر ہے اگر سوار ہو کے
جائینگے تو نماز باطل ہو جائیگی اور اگر لوگون کو خوف زیادہ ہو اور عاجز ہون
اترنے سے تو نماز پڑھین حالت سواری مین تنہا رکوع وسجود کے لیے اشارہ کر کے
جس طرف کو آسانی ہو سکے بسبب ضرورت کے مگر وہ شخص کہ امام کے ساتھ سوار ہو
ایک سواری پر تو اسکا اقتدا امام کے پیچھے صحیح ہوگا بسبب ایک ہونے مکان کے
اور نماز فاسد ہو جائیگی پیادہ چلنے سے جو دشمن کے سامنے صف باندھنے کے لیے ہو
اور نہ بے وضو ہو جانے کے سبب سے ہو اور فاسد ہوگی نماز سوار ہونے سے مطلق
یعنی خواہ صف باندھنے کے لیے ہو یا دوسرے مطلب کے لیے اور فاسد ہوگی نماز
بہت کشت و خون کرنے سے اور نہ ٹوٹیگی نماز تھوڑا لڑنے سے اور گھوڑے پر
چڑھنا اور بہت لڑنا بسبب فعل کثیر ہونے کے مفسد نماز ہے اور دریا مین تیرنے والا
نماز پڑھے اشارہ سے اگر ممکن ہو اپنے اعضا ڈھیلے کر دیے ساعت بھر ورنہ نماز

صحیح نہو گی جیسے پیادہ چلنے والے کی اور تلوار والے کی نماز صحیح نہین جبکہ تلوار سے
مارتا ہوا اور سوار اگر مطلوب ہو یعنی اُسکے پیچھے کوئی اُسے پکڑنے کو آتا ہو تو اُسکی نماز
درست ہے سواری پر اور اگر سوار طالب ہو یعنی دوسرے کو پکڑنے کو جاتا ہو تو سواری پر
اُسکی نماز درست نہو گی بسبب کچھ خوف نہونے کے اور اگر لوگون نے نماز خوف
شروع کی بعد دشمن چلا گیا تو وہان سے ٹلنا درست نہین ہرگز وہ جہان تھا وہین
نماز پڑھ لے اور اُسکا عکس ہو تو درست ہے یعنی شروع کے وقت خوف نہ تھا پھر ہو گیا
تو اس صورت مین اگر کچھ لوگ دشمن کے مقابل چلے جاوینگے تو یہ جانا مخل نہو گا
بسبب ضرورت کے اور جس شخص کا قتال معصیت ہو جیسے رہزنی اور بغاوت مین
لڑتا تو اُسکی نماز خوف جائز نہین **باب نماز جنازہ کے ذکر مین** جسکا
ایک ہی فرزند مرے اور وہ صبر کرے اور ثواب چاہے پس پکڑیگا باپ مان کا
آنونا کبیر بچا پس منجدا ہوگا یہان تک کہ داخل کریگا اُسکو بہشت مین اخرجہ البخاری
و مسلم ملخصا بلاغ المبین اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ قسم ہے
اُس ذات پاک کی کہ جان میری اُسکے ہاتھ مین ہے تحقیق کہ کچا حمل کہ گرتا ہے البتہ
کھینچیگا باپ مان اپنے کو ساتھ آنول نال اپنی کے طرف بہشت کے جبکہ صبر کرے
اور گنے اُسکے مرنے کو ثواب اخرجہ ابن ماجہ ملخصا بلاغ المبین **فصل** دنیا مین
اولاد کے مرنے سے آخرت مین اُسکا بدلا الخ مین مظاہر الحق مین مذکور ہے کہ
مومن کی روح آسانی کے ساتھ نکلتی ہے یا مومن پر بھی سختی ہوتی ہے آئی ہین حدیثین
مختلف مین پس انکین یون مطابقت دی گئی کہ روح مومن پر نکلنے سے پہلے
سختی ہوتی ہے اور وقت نکلنے کے سہل نکلتی ہے بخلاف روح کافر کے کہ اسکی روح

نکلنے میں بھی دشواری ہوتی ہو اور جب کوئی شخص قریب موت کے پہونچے تو اسکا منہ
قبلہ کی طرف کر دیا جائے جس طرح ہو سکے یہی قول صحیح اور صحیح تر ہے مگر لیٹا دینے میں
اسکو تکلیف ہو تو اسکے حال پر چھوڑ دے اور جانکنی کی حالت میں ایمان مقبول
نہیں بالاتفاق اور مختار یہ ہے کہ توبہ مقبول ہوتی ہے اور قبل اسکے کہ روح حلق میں
آئے مستحب ہے کہ اسکے پاس ذکر شہادتین کیا جائے اور اُسے پڑھنے کا حکم
نہ کریں بلکہ ایسی طرح ذکر کریں کہ وہ بھی سُنکے انھیں کلمات طیبات سے
رطب اللسان ہو اور جب وہ ایک مرتبہ کہہ چکے تو کافی ہے دوبارہ تلقین نہ کیجاوے
و گر بعد کلمہ طیبہ کے وہ شخص دوسرا کلام کرے تو پھر اُسے تلقین کرنی چاہیے اسلیے
کہ حدیث شریف میں ہے کہ جسکا آخر کلام لا اِلٰہ الا اللہ ہوگا وہ شخص جنت میں داخل ہوگا
فائزین یعنی رہا اور فیروزمندوں کے ساتھ و الا ہر مسلم فاسق بھی گو بعد طول
عذاب کے ہو داخل جنت ہوگا گو وقت موت کے اُسنے نہ کہا ہو اور صرف
توحید کا اقرار مسلمان کے لیے کافی ہے اور کافر کے حق میں صرف توحید کا اقرار
بدون اقرار رسالت کے مقبول نہیں اور بعد دفن کے تلقین کرنی مشروع ہے
انکا جنسے سوال کیا جائیگا اور مذہب صحیح یہ ہے کہ اطفال مشرکین جنت میں رہینگے
کیونکہ حدیث ہے کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ وَمَیْلُ الْیَہِ اور جس شخص سے
کلمات کفر کے سرزد ہوں جانکنی کے وقت عقل زائل ہونے کی حالت میں تو وہ
کافر نہ کہا جائیگا اُسکے حق میں مغفرت مانگنی چاہیے اور مسلمانوں کے مردوں کا سا
معاملہ کرنا چاہیے اور وقت روح نکلنے کے بوسے بدبو دور ہونے کے لیے خوشبو
حاضر کریں اور بعد قبض روح کے کپڑے کی پٹی گلے کے نیچے سے نکالکے سرپر باندھے

تشا اور آنکھیں بند کر دین اور آنکھوں کا بند کرنے والا دعاے مسنون پڑھے
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِفُلَانٍ وَارْفَعْ دَرَجَتَہٗ فِی الْمَھْدِیِّیْنَ وَاخْلُفْہُ فِیْ
عَقِبِہٖ فِی الْغَابِرِیْنَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَہٗ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ وَافْسَحْ لَہٗ فِیْ
قَبْرِہٖ وَنَوِّرْ لَہٗ فِیْہِ اور بعد مرنے کے مردہ ننگا کیا جائے اُن کپڑون سے جنمین مرا ہو
تاکہ اُن کپڑون کی گرمی سے جسم مین تغیر نہ آوے اور جس چارپائی پر رکھا ہوے
جس طرح رکھنی میسر ہو اُسی طرح رکھین صحیح تر قول مین اور اعضا مفاصل سے
دہرا کے سیدہے پھیلا دیے جائین تاکہ ملائم رہین اور کفن پہنانا سہل ہو اور
پیٹ پر لوہا یا سیسہ رکھا دین کہ اُس سے بالخاصیت پھولتا نہین اور اطلاع کیجاوے
اُسکے مرنے کی اُسکے اقربا اور ہمسایون کو اور جلدی کی جاوے اُسکے سامان
کفن و دفن مین اور مکروہ ہے قرآن کا پڑھنا بلند آواز سے میت کے قریب اُسکے
نہلانے کے قبل اگر مردہ پاک چادر سے نہ چھپا ہو کیونکہ مرد ذی روح بسبب اپنی
موت کے نجس ہو جاتا ہے اور مسلمان میت کی بھی نجاست حقیقی ہے لیکن اسکی تعظیم کی
جہت سے نہلانے سے پاک ہو جاتا ہے حاصل یہ کہ جو موضع شمار کیا گیا ہو واسطے
نجاست کے وہان مکروہ ہے قرات مطلقاً ورنہ پس اگر وہان نجاست نہو اور
نہ کوئی بے ستر ہو تو مکروہ نہین مطلقاً و اگر ہو تو مکروہ ہے بلند آواز سے فقط اگر
نجاست قریب ہو اور بنی آدم مکلف پر غسل میت فرض کفایہ ہے پس اگر کوئی مردہ
آب کثیر مین پایا گیا تو اُسکو پانی مین حرکت دین واسطے ساقط ہونے فرضیت
غسل کے مکلفین کے ذمہ سے اور حرکت دینی ایک بار شرط اور تین بار مسنون ہے
اور اگر غیر بنی آدم یا غیر مکلفین نیابۃً اُسے نہلائین تو کفایت ہے اور غسل کی فرضیت

مکلفین کے ذمہ سے ساقط ہونے کے لیے نہلانے کے لیے نیت کرنی شرط ہے واسطے تحصیل ثواب کے اور نیت کو یون تلفظ کرے غسل کی فرضیت مکلفین کے ذمہ سے ساقط ہونے کے لیے اس میت کو نہلانے کی نیت کی مین نے پس اگر میت کو بدون نیت کے نہلاوین تو فرض اُنکے ذمہ سے ساقط ہوگا مگر نیت کرنے کے ثواب سے محروم رہینگے اور مستحب یہ ہے کہ نہلانے والے پہلے خود وضو کرلین تب صندل اور اگر سے یا جو اُنکین سے ملے اُس سے بعد دطاق سات دفعہ تک گرد تخت کے بخور دیے ہو تخت پر مردہ کا پانون اور منہ قبلہ کی طرف کرکے لبنا چت لٹا کے سب کپڑے اوتار کے برہنہ کرین لیکن عورت غلیظہ اور خفیفہ کو پوشیدہ کرکے نہلاوین زیلعی وغیرہ نے اسکو صحیح کہا ہے اور عورت خفیفہ ناف کے نیچے سے آخر زانو تک ہے اور اُسمین مقام نکلنے بول و براز کا اور اُسکے گرد عورت غلیظہ ہے اور وقت نہلانے کے غسال ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کے پہلے استنجا کرے اسلیے کہ بدون کوئی چیز حائل کیے ہوے موضع ستر کو مس کرنا حرام ہے مثل دیکھنے کے اس سے معلوم ہوا کہ بچون کے لیے تہمد اور کیسہ ضرور نہین اور وضو کرایا جائے بے مضمضہ و استنشاق کے لیکن بعضے کہتے ہین کہ طہارت تمام ہونے کے لیے بجاے مضمضہ و استنشاق کے کپڑے سے منہ مین دانتون اور مسوڑون پر اور ناک کے نتھنون مین پونچھ کے پاک کردین اور اب اسی پر عمل ہے اس زمانہ مین اگر جنب یا حائض یا نفسا یا لڑکا بے عقل یا مجنون ہو اور وضو سے پہلے پونچھون تک ہاتھ میت کے نہ دھوئے کہ یہ سنت زندگی کے لیے ہے بلکہ اول کپڑے سے منہ اور نتھنون کو پونچھ کے چہرہ دھونے سے شروع کر کے وضو پورا کرادین اور وضو مین سر پر مسح بھی کردین پھر اگر خطمی میسر ہو

تو صابون سے داڑھی اور سر کے بال دھوکے بائین کروٹ لٹاکے داہنے پہلو پر
سارا جسم نرمی کے ساتھ مل ملکے بیری کی پتی یا اشنان کے ساتھ پانی جوش دیا ہوا اگر
نہ ملے تو پانی خالص جوش دیا ہوا نیم گرم سر سے پاؤن تک جاری کرین اسقدر
کہ جسم کے اُس حصہ پر پہونچے جو تخت سے ملا ہوا ہو پھر داہنی کروٹ لٹاکے بائین
پہلو پر اسی طرح مل ملکے پانی جاری کرین پھر بٹھاکے اوپر سے نیچے کی طرف پیٹ
سوتے نرمی کے ساتھ اگر نجاست نکلے تو وضو اور غسل کا اعادہ نہ کیا جائے
بلکہ پاکیزگی کے لیے دھوکے تیسری بار بائین کروٹ لٹاکے داہنے پہلو پر کافور
ملا ہوا نیم گرم پانی سر سے پاؤن تک جاری کرین اور یہ تیسری بار کا غسل ہے
تاکہ عدد مسنون حاصل ہو جائے یعنی تین بار نہلانا سنت ہے اور ہر پہلو پر تین تین
پانی جاری کرین اور غُفْرَانَکَ یَا رَحْمٰنُ پڑھتے رہین پھر جسم خشک کیا جائے
کسی پاک کپڑے سے اور حنوط یعنی سوا زعفران و ورس ملا ہوا عطر گلاب و صندل مین
ملاکے سر اور داڑھی پر ملنا مستحب ہے اور جو مقام سجدہ مین زمین پر رکھے جاتے ہین
یعنی پیشانی اور ناک اور کف دست اور زانو اور قدم پر کافور ملا جائے اور میت کی
زینت کرنی جائز نہین وگر اُسکے ناخن ٹوٹے ہون تو تراش کے اُسکے ساتھ
کفن مین رکھ دیے جائین اور اُسکے چہرے پر اور سوراخون مین مثلاً کان اور
منھ مین روئی رکھنے کا مضائقہ نہین اور بول و براز نکلنے کے موضع مین نہ رکھنا
بہتر ہے اور در مختار کے نواقض وضو مین مرقوم ہے کہ سوتے آدمی کی رال ناقض
وضو نہین اسواسطے کہ وہ پاک ہے ہر طرح یعنی خواہ سر سے اوترے یا پیٹ سے
صعود کرے خواہ زرد رنگ یا بدبودار ہو یا نہو اسی کے ساتھ فتوی ہے بخلاف

میت کی ران سے کہ نجس ہے اور میت کے دونوں ہاتھ مرنے کے ایک کے دونوں
پہلوؤں میں اور عورت کے بالوں میں سینہ کے بیچ میں اور زعفران یا مرد پر نہیں
داخل کر دینا چاہئے اور بعد مرنے زوجہ کے زوج مس نہ کرے دیکھنا منع نہیں
صحیح تر قول ہے کیونکہ جب عورت منع کی جائے اپنے زوج کے نہلانے سے
اگرچہ کتابیہ ہو تو بسبب باقی رہنے نکاح کے بخلاف ولد یعنی اُس لونڈی کے جو
مالک کے نطفہ سے بچہ جنی ہو اور بخلاف مدبرہ یعنی اُس لونڈی کے جو بعد مرنے
اپنے مالک کے آزاد ہو اور بخلاف مکاتبہ یعنی اُس لونڈی کے جس نے مالک کی
رضامندی سے اپنی قیمت کی آپ متکفل ہوئی ہو کہ پیدا کرے مالک کو تب آزاد ہو جائے
کیونکہ یہ تینوں نہ آقا کو نہلائیں نہ آقا انکو نہلائے کہ روایت مشہور ہے کیونکہ جب انکے نکاح کا
باقی رہنا غسل کے وقت معتبر ہو موت کے وقت میں شرط نہیں اگرچہ عورت
اپنے شوہر کے مرنے کے بعد مرتدہ ہو گئی ہو وہ شوہر کے نہلانے سے منع کی جائے
بسبب ٹوٹ جانے نکاح کے اگرچہ پھر مسلمان ہو گئی ہو اور اگر آدھا دھڑ بدون
سر کے پایا جائے تو بے غسل اور بے نماز دفن کر دیا جائے پھر اگر آدھے سے زیادہ
اگرچہ بدون سر کے پایا یا آدھا دھڑ مع سر پایا تو غسل دیا جائے اور اُسپر نماز
پڑھی جائے اور غسل یہ کہ مردہ نہلایا جاوے سنت اور اگر مردہ کا حال معلوم نہ ہو
کہ مسلمان ہے یا کافر اور کوئی علامت پہچان کی نہیں تو اگر اس طرح کا مردہ دارالاسلام
میں ہو تو اُسکو نہلا کے نماز پڑھی جائے اگر بے علامت دارالاسلام میں پایا جائے
بلکہ دارالحرب میں ملے تو نہ نہلایا جائے نہ نماز پڑھی جائے اور اگر مسلمان کے مردے
کافروں میں مل گئے اور کوئی پہچان نہیں تو اعتبار اکثر کا ہوگا یعنی اگر مسلمان

زیادہ ہین تو مسلمان قرار دیے جائینگے نماز کے حق مین یعنی انپر نماز پڑھی جاوے
اور دعا مین مسلمانون کی نیت کی جاوے اور اگر کافر زیادہ ہون تو نماز کسی پر
نہ پڑھی جائے نہلا کے اور کفن دیکے کفار کے قبرستان مین دفن کیے جاوین
پھر اگر شمار مین برابر ہون تو سب کو غسل دیا جائیگا اور انپر نماز پڑھنے مین اختلاف ہے
بعض فقہا نے کہا کہ نماز پڑھی جاے اور باقی تین امامون کا بھی یہی مذہب ہے
اور یہی بہتر معلوم ہوتا ہے اور محل دفن مین بھی اختلاف ہے بعضون نے کہا کہ مسلمانون کے
قبرستان مین دفن ہون اور ہندوانی نے کہا کہ انکے لیے قبرستان علیحدہ بنایا جائے
کہ زیادہ احتیاط اسی مین ہے جیسے اختلاف ہے دفن مین اُس ذمی کتابیہ کے جو
کسی مسلمان سے حامل ہو فقہا نے فرمایا کہ اُسے علیحدہ دفن کرنے مین زیادہ
احتیاط ہے اور اُسکی پشت قبلہ کی طرف کی جاوے اس وجہ سے کہ بچہ اپنے باپ کی
تبعیت کے سبب سے مسلمان ہے پس اُسکا منہ قبلہ کی طرف رہے اور اختلاف
اُس صورت مین ہے کہ بچہ مین جان پڑ گئی ہو اور اگر جان نہ پڑی ہو یعنی چار مہینے سے
کم کا ہے تو کفار کے مقابر مین دفن کی جاوے اور اگر مردون کے درمیان مین عورت
مر گئی یا عورات مین مرد مر گیا تو مردے کو محرم تیمم کرا دے وگر محرم نہو تو اجنبی اپنے
ہاتھون پر کپڑا لپیٹ کے تیمم کرا دے اور تیمم کرایا جائے خنثی مشکل اگر قریب بالغ
ہونے کے ہو ورنہ مثل اور بچون کے ہے اُسکو مرد خواہ عورتین غسل دین اور اگر
مردے کے نہلانے کے لیے پانی نہ ملے تو تیمم کرا کے نماز پڑھین وگر تیمم اور نماز کے
بعد پانی ملے تو نہ غسل چاہیے نہ نماز اور مندوب ہے یہ کہ نہلاوے میت کو وہ
جو نہلایا کرتا ہے اور مکروہ ہے یہ کہ نہلاوے اسکو جنب اور حائض اور بہتر ہے کہ غاسل کا

قریب تر لوگون مین طرف میت کے اور اگر وہ اچھی طرح نہ نہلاتا ہو تو دوسرے پرہیزگار
لوگ نہلاوین اور کفنانا فرض کفایہ ہے اور کفن مسنون مرد کے لیے لفافہ یعنی چادر ہے
اُسکے قد سے کچھ زیادہ اور ازار ہے یعنی دوسری چادر سر سے قدم تک لانبی اور
قمیص ہے یعنی کفنی گردن کی جڑ سے قدم تک لیکن بے سی ہوئی اور صحیح تر یہی ہے کہ
مکروہ ہے عمامہ ہر حال مین یعنی خواہ عالم ہو یا سید اور تین کپڑون سے زیادہ کرنا
مکروہ ہے اور کفن مثل یعنی جیسے کپڑے جمعہ اور عیدین مین پہنتا تھا ویسے کا کفن سفید
اور اچھا موافق سنت کے دینا چاہیے اور عورت کے لیے لفافہ اور ازار اور درع اور
خرقہ یعنی سینہ بند بقدر تین ہاتھ کے طویل اور بغل سے آخر زانو تک عریض جس سے
عورت کی چھاتیان اور پیٹ باندھا جاوے اور خمار یعنی اوڑھنی بقدر تین ہاتھ کے
طویل اور دو بالشت عریض اور درع اور قمیص مین یہ فرق ہے کہ درع یعنی عورت کی
کفنی کا گریبان سینہ کی طرف ہوتا ہے اور مرد کی کفنی کا گریبان مونڈھون کی
طرف اور حالت اختیار مین واجب کفایت ہے مرد کے لیے ازار و لفافہ یا قمیص
و لفافہ اور عورت کے لیے قمیص و ازار یا دونون ازار اور یہی اولی ہے اور اوڑھنی اور
جسقدر کپڑا میسر ہو جسم کو ڈھانکنے سے فرض ہے اور حالت عجز مین جسقدر میسر ہو
بس لفافہ کو بخور خوشبو سے بعد طاق سات دفعہ تک بسا کے اور جو خوشبو
چھڑک کے پاک بوریا یا تخت پر بچھائین اُسپر ازار اور قمیص آدھی بچھائین اور اُسپر
مردے کو لٹا کے جیب سے اُسکا سر نکال کے باقی آدھا قمیص اُسپر قدم تک پھیلاوین
پھر بائین پھر داہنی طرف سے ازار اور اسی طرح لفافہ لپیٹین اور عورت کو کفنی
پہنا کے بال کے دو حصے کر کے دونون جانب سینہ پر کفنی کے اوپر رکھین پھر

نمازی سر پر رکھے بالون پر ڈالدین اور کسی کے ہاتھ سینہ پر نہ رکھے جائین بلکہ دونون
جانب سے پھیلا دیے جائین پھر پہلے بائین پھر داہنی طرف سے ازار لپیٹی جاوے
اسپر سینہ بند اسی طرح لپیٹین اسپر اسی طرح لفافہ یعنی پوٹ کی چادر لپیٹی جائے اور
یہی بہتر ہے اور اگر کھل جانے کا خوف ہو تو سرہانے اور پائینتی کا فاضل کپڑا اور کمر
کے پاس کی دھجی سے باندھ دین اور کفن کے باب مین خنثی مشکل مردہ مثل عورت
مردہ کے ہے احتیاطاً مگر حریر کا اور کسم اور زعفران کا رنگا ہوا کفن اسکو نہ دیا جائے
اور احرام والا مردہ مثل بے احرام کے ہے اور اسکے دو کپڑون مین کفنایا جائے
اور خوشبو نہ لگائی جائے نہ منھ ڈھانکا جائے تحقیق وہ اٹھایا جاویگا دن قیامت مین
لبیک کہتا ہوا فصل میت کو کفن دینے کے بیان مین بالغ المیسن یعنی قریب بلوغ کو
مثل بالغ کے کفن دیا جائے اور اگر قریب بلوغ نہو تو اسکو مثل بالغ کے کفن
دینا احسن ہے اور دو کپڑون کا کفن مستحسن ہے اور ایک کپڑے کا کفن دینا بھی درست ہو
اور پیٹ سے گرے بچہ کو کفن مسنون دینا ضروری نہین بلکہ ایک کپڑے مین
لپیٹا جائے جیسے میت کا ایک یا آدھا عضو پڑا ملے تو اسکو ایک کپڑے مین لپیٹنا
چاہیے مگر جبکہ جو اسکے ساتھ سر تو کفن دیا جائے اور اسی طرح میت کافر کا اگر
کوئی ذو رحم محرم مسلم ہو تو وہ اُسے دھو کے ایک کپڑے مین لپیٹے اور گڑھے مین
ڈالدے اور مٹی سے توپدے اگر دوسرے اسکے رشتہ دار نہون اور مرتد کو غسل
وکفن کچھ نکرے گڑھے مین ڈال کے توپدے اور نہین جائز ہی کافر کو نہلانا اپنے
رشتہ دار مسلمان کو اور مسلمان کی قبر مین کافر کا اترنا اسکے دفن کرنے کے لیے مکروہ ہی
تعزیت حال اُس بچہ کا جو مردہ پیدا ہوا اور جس آدمی مردہ کا کفن اتار لیا گیا ہو

اور وہ تازہ مرا ہو یعنی پھٹا نہو تو اسکو کفن دیا جائے مسنون اور اگر چند بار اوتار لیا جائے
تو کفن مسنون دیا جائے چند بار جب تک وہ مردہ پھٹے نہین اور کفن دیا جائے اُسکے
خاص مال سے اور اگر اسکا مال وارثون مین تقسیم ہوگیا ہو تو اُنسے مقدار کفن واپس
لیا جائے اور اگر مردہ پھٹ گیا تو اُسکو ایک کپڑے کا کفن دیا جائے اور جس شخص پر
مردے کے نفقہ کے لیے حالتِ حیات مین جبر کیا جاتا تھا اُسی پر وفات کے بعد
کفن کے لیے جبر کیا جائے گا اور اگر وہان ایسا شخص نہو تو مردہ کا کفن بیت المال مین
ہوگا و اگر بیت المال مین نہو تو واقف کارون پر صرف کفن ضرورت کا مانگنا واجب ہوگا
اور جنکو مردے کا حال معلوم ہوگا اُنپر کفن دینا اُنکا واجب ہوگا و اگر نہ دینگے تو سب
گنہگار ہونگے اور اگر اُنسے بسبب مفلسی کے نہو سکے تو وہ مالدار آدمیون سے
اُسکے لیے کپڑا مانگین پھر اگر اُس کپڑے سے کچھ بچے تو صدقہ دینے والے کو واپس
کردین اگر معلوم ہو اور اگر نہ معلوم ہو یا وہ واپس نہ لے تو اُس باقی کپڑے سے
اُس مردے کی طرح کسی مفلس کو کفن دین و اگر کوئی اور مفلس مردہ نملے تو اُس کپڑے کو
خیرات کردین اور اگر مردہ ایسی جگہ ہو کہ وہان صرف ایک شخص ہو اور اُسکے پاس
سوائے ایک کپڑے کے دوسرا نہو تو اُسپر کفن دینا لازم نہین اور مسلمان مردے پر
نماز جنازہ پڑھنی فرض کفایہ ہے بسبب اجماع کے سوائے چار شخصون کے اول تو
باغی جو امام کی اطاعت سے خارج ہو جائین دوم راہزن کہ یہ دونون نہ نہلائے
جائین اور نہ اُنپر نماز پڑھی جائے جبکہ لڑائی مین مارے جائین اور اگر بعد وقت
جنگ کے مارے جائین تو اُنپر نماز پڑھی جائے و اگر یہ لوگ اپنی موت سے مرین
گرفتار ہونے سے پیشتر یا بعد تب بھی اُنپر نماز پڑھی جائیگی اور غسل بھی سکے بعد

اہل عصبہ جو اپنی قوم کی حمایت اور اعانت ظلم پر کریں تیسرا شخص مکابرہ جو شہر میں بزور کفر ہو جائے اور جو اسراف کرنے کے لئے اسکا مال چھین لے چہارم پھانسی دینے والا جس نے چند بار پھانسی ماری ہو پس اگر اہل عصبہ اعانت کرنے میں اور مکابرہ اور پھانسی مارنے والا اسی حالت میں مارا جائے تو انکا حکم مثل باغیوں کے ہے اور جس نے اپنے والدین میں سے ایک کو مار ڈالا اسپر نماز نہ پڑھی جائے اسکی اہانت کے لئے اور جو شخص اپنے آپ کو قتل کرے گو عمداً ہو تو نہلایا جائے اور اسپر نماز پڑھی جائے تو سبب نماز جنازہ کے واجب ہونے کا مردے کا مسلمان ہونا ہے اور وقت اس نماز کا حاضر ہونا جنازہ کا ہے اور جو چیز اور نمازوں کی مفسد ہے وہی اس نماز کی بھی مفسد ہے مگر اس نماز میں عورت برابر کھڑی ہو تو مفسد نماز نہیں ہے اور اگر اس نماز میں امام بے وضو ہو جائے تو اسکو خلیفہ کرنا درست ہے اور قبل تکفین کے متعلق نجاست سے اور بعد تکفین کے اس نجاست سے جو میت کے جسم سے نکلی ہو میت کا کپڑا اور جسم پاک ہونا شرط ہے اور طہارت اسوقت تک شرط ہے کہ قبر میں رکھنے تک مٹی نہ دی ہو پس اگر مٹی نہ دی ہو تو نکال کے نہلا دے اور نماز پڑھے اور اگر دی ہو تو اسکا ذکر مفصل آگے پاؤ گے اور امام کا کپڑا اور جسم پاک ہونا اور مکان کا پاک ہونا واسطے جائز ہونے نماز کے اسپر اور مسلم ہونا اور ستر عورت کرنا میت اور امام کے حق میں شرط ہے اور امام شافعی اور احمد کا مذہب یہ ہے کہ غائب جنازہ پر نماز پڑھنی جائز ہے بخاری و مسلم فصل غائب پر نماز جنازہ پڑھنے کے بیان میں بلاغ المبین اور امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک میت کا موجود ہونا اور عرصہ کعبہ کی طرف رکھا جانا شرط ہے زمین پر خواہ ہاتھوں پر زمین سے قریب اور ایک میت کے اجزا

کوئی جز امام کے سامنے ہونا شرط اور کافی ہے اگرچہ میت زیادہ ہون اور امام کا
بالغ ہونا شرط ہے پس اگر نابالغ بالغون کا امام ہوکے نماز جنازہ پڑھائے تو جائز نہین
لیکن اگر اُسپر کیا نابالغ نماز پڑھے تو بالغون سے آیا یہ فرض ساقط ہوجاتا ہے شامی نے
بیان اور باب امامت مین بسط کے ساتھ تحقیق کی اس امر کی کہ ساقط ہوجاتا ہے اور
میت کا سرہانا امام کے داہنی طرف رکھنا سنت ہے اور تکبیر اولی ایک وجہ سے شرط اور
ایک وجہ سے رکن ہے اور قیام اور تین تکبیرین اور دعا رکن اور ثنا اور درود سنت ہے
اور تین صفین کرنی مستحب ہے حتی کہ اگر صرف سات آدمی ہون تو امام کے پیچھے تین
آدمی اور اُنکے پیچھے دو آدمی اور اُنکے پیچھے ایک آدمی کھڑا ہو پس نیت کرنے کے ساتھ
پہلی تکبیر کہے اور اپنے دونون ہاتھ اُٹھاوے فقط پہلی بار اللہ اکبر کہنے مین اور بعد
پہلی تکبیر کے وہ ثنا پڑھے جو نماز مین پڑھتے ہین پھر تکبیر کہکے درود پڑھے جیسے
نماز مین تشہد کے بعد پڑھتے ہین پھر تکبیر کہکے اپنے نفس کے لیے اور میت اور
مسلمین کے لیے دعا کرے لیکن دعاے ماثورہ اولی ہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا
وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ
مَنْ اَحْیَیْتَهٗ مِنَّا فَاَحْیِهٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَی
الْاِیْمَانِ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ پھر چوتھی تکبیر کہکے
دو سلام پھیرے یعنی داہنے اور بائین طرف اور دونون طرف نیت کرے جیسے
وقت کی فرض نماز مین اور نیت کرے میت کی جیسے نیت کرے امام کی
اور ان سب باتون کو آہستہ پڑھے لیکن ہمارے زمانہ مین اسپر عمل ہے کہ بلند آواز سے
کہے ایک سلام کو اور دوسرے کو پست آواز سے کہے اور نماز جنازہ مین نہ قرات

قرآن ہونا التحیات اور جائز ہو ہمارے نزدیک سورۂ فاتحہ پڑھنی دعا کی نیت سے
بعد تکبیر اولی کے اور اس صورت میں سورۂ فاتحہ قائم مقام ثنا کے ہو جاتیگی اور
مکروہ تحریمی ہے قرات کی نیت سے سورۂ مذکور کا پڑھنا اور نماز جنازہ میں اگر پانچ
تکبیرین امام سے سُنے تو اُسکی متابعت نہ کرے اسلیے کہ پانچوین بار اللہ اکبر کہنا
منسوخ ہو پس مقتدی توقف کرے یہان تک کہ امام کے ساتھ سلام پھیرے
اسی پر فتوی ہے اور مغفرت کی درخواست نہ کی جائے نماز جنازہ مین لڑکے کے لیے
اور اُس دیوانہ اور بے عقل مردہ کے لیے جو اصلی ہون یعنی موت تک اُسکا ہوش
اور اسکی عقل درست نہوئی ہو پس بجائے دعائے بالغون کے روایت ہو
بخاری شریف سے (بطریق تعلیق کے) کہا حسن (بصری) پڑھتے اوپر جنازہ بچے کے
سورۂ فاتحہ یعنی بعد تکبیر اولی کے بجائے سبحانک اللھم الخ کے اور کہتے بعد تیسری
تکبیر کے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا سَلَفًا وَّفَرَطًا وَّاَجْرًا مظاہر حق وبلاغ المبین اور
اگر لڑکی مؤنث ہو تو بجائے اجْعَلْہُ کے اجْعَلْھَا کہے اور جو شخص کہ بعد
بالغ ہونے کے دیوانہ یا بے عقل ہوا ہو تو اُسکے گناہ دیوانگی یا بے عقلی سے سابق
نہین ہونگے اُنکے لیے مغفرت مانگی جائے اور مستحب ہے امام کو سینۂ میت کے
مقابل میں کھڑا ہونا ہر حال مین اور اگر کوئی شخص آیا تحریمۂ امام کے بعد تو دوسری
تکبیر کا انتظار نہ کرے بلکہ اُسی وقت تکبیر تحریمہ کہکے شریک ہو جائے اور اُسکا کچھ
فوت نہوگا جیسے کوئی شخص تحریمۂ امام کے وقت موجود ہو مگر اُسکے ساتھ تکبیر تحریمہ
نہ کہی تو وہ دوسری تکبیر کا انتظار نہ کرے اُسی وقت تحریمہ کہکے شریک ہو جائے
بالاتفاق اور اگر چارون تکبیر کے بعد کوئی شخص آیا تو وہ تکبیر تحریمہ کہکے شریک ہو جائے

اور اسی قول امام ابو یوسف پر فتوی ہو کہ سلام امام کے بعد تینون تکبیرین پیہم کہلے
بدون دعا کے اگر خوف ہو میت کے اٹھ لیے جانے کا اسی طرح موجود شخص اگر
چوتھی تکبیر تک امام کا شریک نہو اور بعد چوتھی تکبیر کے شریک ہوجائے تو وہ بھی
سلام کے بعد تین تکبیرین کہے بالاتفاق اور اگر بھول کے تکبیرین چار کی تین
کہی جاوین تو بعد سلام کے ایک تکبیر پھیر کے کذا فی بلاغ المبین جنازہ کی تکبیرون کے
بیان مین اور جب جنازے جمع ہوجائین تو اولی یہ کہ علیحدہ علیحدہ ہر ایک پر نماز
ادا کرین اور سب کے پہلے افضل میت پہ نماز پڑھے پھر اُس سے کم فضیلت والے پر
اور علی ہذا القیاس اور اگر سب پر ایک ہی نماز پڑھے تو بھی درست ہے اور اس صورت مین
سب جنازون کو ایک صف کرے اس طرح کہ ایک کا سر دوسرے کے پانون کی
طرف ہو اور اگر چاہے تو انکو قبلہ کی جانب ایک دوسرے کے بعد رکھکر صف بنائے
اسطرح کہ ہر شخص کا سینہ امام کے مقابل رہے اور یہی اولی ہے اور اگر چاہے تو
اس صورت مین زینہ کی طرح صف کرے یعنی ہر ایک کا سر دوسرے سے بائین طرف
کچھ نیچے رہے اور افضل میت کے سینہ کے مقابل امام کھڑا ہو اور اولی ہے مقدم ہونا
ولی کا بعد اُسکے حاکم کا بعد اُسکے امام جامع مسجد کا بعد اُسکے امام میت کے
محلے کا اور اگر ولی اور سلطان کے سوا اور لوگون نے نماز جنازہ پڑھی ہو
تو ولی کو نماز مکرر پڑھنے کا مضائقہ نہین اگرچہ قبر پر ہو بسبب اپنے حق کے نہ اسلیے
ساقط ہونے فرض کے یعنی فرض تو غیر کے ادا کرنے سے بھی ساقط ہوگیا اور
اگر ولی نے نماز جنازہ پڑھ لی ہو تو بعد اُسکے کسی کو نماز پڑھنی اُسپر درست نہین اور
جو شخص نماز جنازہ پیشتر ادا کر چکا ہو یا نہ اُسکو مکرر ادا کرنا غیر مشروع ہے گو میت کے

ولی سے ساتھ ہو اور فتویٰ اوپر باطل ہونے وصیت کے ہی واسطے لینے نہلانے اور نماز پڑھنے کے اور اگر نماز نہ پڑھی گئی یا بدون غسل نماز پڑھی گئی اور دفن کیا گیا اور اسپر مٹی دی گئی تو اسکی قبر پر نماز پڑھی جائے یہی قول صحیح تر ہے اور اگر اسکے پھٹنے پر ظن غالب ہو خواہ شک ہو تو اسپر نماز جائز نہیں یہی قول صحیح ہے اور جائز نہیں نماز جنازہ سوار ہو کے اور نہ بیٹھے ہوئے بدون عذر کے اور اگر عذر ہو تو درست ہے اور مسجد میں نماز جنازہ پڑھنی درست ہے بشرطیکہ عذر ہو ورنہ مکروہ تنزیہی ہے اگرچہ مردہ مسجد کے باہر اور قوم سب یا بعض مسجد میں ہوں اور جب سعد بن ابی وقاص کی وفات ہوئی تب کہا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہ داخل کرو انکو مسجد میں کہ نماز پڑھوں میں اُنپر پس انکار کیا گیا اُنپر پس فرمایا بی بی عائشہ رضی نے کہ نماز پڑھی ہے رسول اللہ صلعم نے اوپر دونوں بیٹوں بیضا کے مسجد میں مسلم خصما

ف یہ حدیث دلیل ہے اسپر کہ نماز جنازہ پڑھنی عورات کو بھی جائز ہے اور دلیل پکڑی ہے جمہور علما نے اوپر جائز ہونے نماز کے جنازہ پر مسجد میں زرقانی شرح موطا امام مالک اور بعد حضرت کے صحابہ کا نماز پڑھنا مسجد میں جنازہ حضرت عمر رضی پر ثابت ہے موطا امام مالک پس معلوم ہوا کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنی سنت ہے مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کے بیان میں بلاغ المبین میں اور جس بچہ کے اکثر اعضا باہر نکلیں یعنی پانوں کی طرف سے ناف تک یا سر کی طرف سے سینہ تک پھر مر جائے پس اگر زندگی کی کوئی علامت پائی جائے مثلاً حرکت کرنا اعضا کا یا آواز کرنا تو نام رکھا جائے اور غسل و کفن دیا جائے اور اُسپر نماز پڑھی جائے اور وہ وارث اور مورث ہوگا اور اگر اکثر پیدائش سے بعد کوئی علامت زندگی نہ پائی جائے

تو نام رکھا جاوے اور بے رعایت ترتیب سنت غسل و کفن دے کے ایک کپڑے میں
لپیٹ کے بے نماز پڑھے دفن کیا جاوے فی قول صحیح اور اسپر فتویٰ بھی دیا
اور جب ظاہر ہو جاوے بعض خلقت بچہ کی تو نام رکھا جاوے اور
اور اسکا حشر ہوگا اور اگر کسی نے مثلاً عورت کے پیٹ میں
تو وہ وارث اور مورث ہوگا اور اگر بچہ دونوں ماں یا باپ سے گرفتار ہو یا تو وہ
مسلمان ہو دار الاسلام کی تبعیت سے اگر گرفتار کرنے والا ذمی ہو یا گرفتار
کرنے والے کی تبعیت سے اگر وہ مسلمان ہو خواہ وہ بچہ بلکہ ماں یا باپ کے ساتھ
پھر ماں یا باپ مسلمان ہوا یا خود وہ لڑکا مسلمان ہو گیا درانحالیکہ وہ عاقل ہو
اگر اسکے سامنے اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور
قیامت اور تقدیر کی تفصیل کی جاوے اور اس سے اُنپر ایمان کا سوال کیا جاوے
تو وہ کہدے کہ میں ایمان لایا اور پہلے جنازہ کے سرہانے کی داہنی پٹی اپنے دہنے مونڈھے پر
پھر پائینتی کی داہنی پٹی داہنے مونڈھے پر پھر سرہانے کی بائیں پٹی بائیں مونڈھے پر
پھر پائینتی کی بائیں مونڈھے پر رکھ رکھ کے دس دس قدم لیچلنا مستحب ہے اور
ہر جانب سے چالیس چالیس قدم لیچلنا مستحب ہے کامل تر ہے اور مکروہ ہے ایسے پکڑ کے
اُٹھانا مُردے کا چارپائی کی دونوں پٹی یا دونوں سروں کے بیچ میں سے ہمراہ
دو شخص اُٹھاویں یا چار اور جنازہ کے اُٹھانے کا طریقہ مسنون یہ ہے کہ چار آدمی
کھڑے ہو کے ایک ایک پایہ ہاتھوں سے اُٹھا کے پیروں کو کندھوں پر رکھیں
اور پہلے ہاتھ سے اُٹھانے شانے پر نہ رکھ لیں جیسے اسباب کے اُٹھانے کا
طریقہ ہے اور اسی وجہ سے مکروہ ہے لادنا مُردے کا پشت پر اور سواری کے جانور پر

اور شیرخوار یا دودھ چھوٹے ہوئے یا اس سے کچھ زیادہ عمر کے بچہ کو نوبت سے
ایسا ایک شخص اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھائے اگرچہ اٹھانے والا سوار ہو اور اگر
لڑکا بڑا ہو تو کھٹولے یا چارپائی پر اٹھایا جائے اور جنازہ کو جلد لیجانا مسنون ہے
اسقدر کہ میت چارپائی پر ادھر اودھر حرکت نہ کرے اور مکروہ ہے مردے کے نماز
اور دفن میں اسلیے دیر کرنی کہ نماز جمعہ کے بعد بہت سے آدمی اسپر نماز پڑھیں
ہاں جب خوف ہو کہ اسکے دفن کی جہت سے نماز جمعہ فوت ہو جائیگی تو تاخیر کرنی
مکروہ نہوگی اور جنازہ کے ساتھ پیادہ پیچھے چلنا مندوب ہے اور اسکے آگے چلنا بھی
درست ہے لیکن اگر اسکے آگے اسقدر دور نکلجاے کہ لوگ یہ سمجھیں کہ اکیلا جاتا ہے
یا سب لوگ آگے بڑھ جائیں یا جنازہ کے آگے سوار ہولے تو مکروہ ہے جیسے مکروہ ہے
جنازہ کے ساتھ بلند آواز سے ذکر یا قرآن پڑھنا اگر منظور ہو تو اپنے نفس میں
پڑھے اور جابرؓ سے روایت ہے کہ مت دفن کرو اپنے مردوں کو رات میں مگر یہ
کہ ناچار ہو اسکی طرف ابن ماجہ و مسلم بلوغ المرام مترجم اور کندھوں پر سے جنازہ
اوتارنے کے لاش رکھنے کے قبل ساتھ والوں کو بے حاجت اور بے ضرورت بیٹھنا
اور لحد میں لاش رکھنے کے بعد کھڑے رہنا مکروہ ہے اور جو پہلے سے جنازہ کے
ساتھ ہوں وہ بے نماز واپس نہ آئیں اور نماز کے بعد دفن کے قبل اہل میت کی
اجازت سے واپس آنا روا ہے لیکن دفن کے بعد پھیر آنا مختار ہے اور دفن کرنا میت کا
فرض کفایہ ہے نصف قد سے ایک قد تک گہری ہو اور اسکے قد کے برابر لمبی اور
اسکی نصف چوڑی قبر کھودے کے نیچے جانب قبلہ بغل میں مردہ رکھنے کے لیے فراخ
لحد کھودنی اولی ہے اور نہیں جائز ہے کہ قبر کے اندر گدا یا تکیہ یا چٹائی رکھی جائے

اور اگر کوئی شخص کشتی مین مرجاوے تو غسل دیکر کفن دیوین اور نماز پڑھنے کے بعد
دریا مین ڈالدیا جاوے اگر زمین قریب نہو اور توقف مین خوف ضرر ہو اور جس
مکان مین مرے اُسمین دفن ہونا یہ طریقہ انبیا علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے
اورون کے لیے لائق نہین اگرچہ بچہ ہو اور وقت دفن کے پہلے قبر سے قبلہ کی
طرف جنازہ رکھا جاوے اور اُسی طرف سے قبر مین میت داخل کی جاوے اور قبر مین
میت کو رکھنے والا کہے بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اور حصن حصین مین
منقول ہے کہ جب قبر مین میت کو رکھے تب رکھنے والا کہے بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى
سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور قبلہ رخ کرنا مردہ کا سنت ہے اور
مناسب ہے ہونا مردہ کا داہنی کروٹ پر اور بعد مٹی دینے کے اگر معلوم ہوا کہ مردہ
قبلہ رخ نہین ہے تو قبر نہ کھودی جاوے اور لحد مین مردہ کے کفن کی گرہ کھولدی جاوے
اور لحد کے منہ پر اول کچی اینٹین کھڑی کی جاوین اور اُنکی درزون مین ڈھیلے
رکھدیے جاوین اور نہ رکھی جاوین پکی اینٹین اور تختے گرد میت کے لیکن اوپر لحد کی
تختہ رکھنا مکروہ نہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لحد شریف کی
اینٹون کا شمار نو عدد ہے اور کچی اینٹون کے ساتھ نرکل کے رکھتے تھے اور جائز ہے پکی
اینٹ اور تختہ گرد میت کے نرم زمین مین پتھر لحد کا منہ بند کرکے قبر کی کھودی ہوئی
مٹی سرہانے سے تین تین لپ ڈالین اور قبر چوپہلو نہ بناوے بسبب ممانعت کے
اور چوپہل کرنے سے مراد یہ ہے کہ مٹی کو پھیلا کے چبوترہ کی شکل نہ بناوے بلکہ
بیچ مین ایک بالشت تقریبًا یا تھوڑی زیادہ بلند بنانی مندوب ہے اور قبر پر
پانی چھڑکنا کچھ مضائقہ نہین واسطے حفاظت کے کہ اُسکی مٹی درست رہے شامی سے

کر پانی چھڑک دے تو مستحب کہنا مناسب ہی اور عورت اور خنثیٰ مشکل کو قبر مین
اوتارنے کے وقت سے لحد کا منہ بند کرنے تک پردہ کرنا مستحب ہی وگر کچھ
بدن کھل جانے کا ظن غالب ہو تو واجب ہی اور اگر زمین نرم ہو تو شق یعنی مٹی تک
گہری اور نیچی صندوقی قبر بنانے کا مضایقہ نہین اور بدون حاجت صندوق بنانا
مکروہ ہی وگر حاجت ہو مثلاً زمین بہت نرم ہو تو بنانا مضایقہ نہین گو پتھر یا
لوہے کا ہو اور چاہیے کہ اسمین نیچے مٹی بچھاوین اور داہنے اور بائین ہلکی ہلکی
اینٹین کچی رکھین اور ڈھکنے کے اندر کی جانب پر مٹی لیسدین تا کہ لحد کی صورت
ہو جائے اور بقدر ایک اونٹ نحر کرنے اور اسکا گوشت تقسیم کرنے کے اسکے
سرہانے سورۂ بقرہ کا اول مفلحون تک اور خاتمہ اسکا یعنی آمن الرسول پڑھین
اور اسکے لیے استغفار اور ثابت قدم رہنے کی دعا کرتے رہین مٹی دینے کے
بعد اگر ضرورت ہو تو کھود کے لاش ایک دو کوس لیجانا مضایقہ نہین مگر اس سے
زیادہ لیجانے کے لیے یا بے ضرورت وہین دوسرے موضع مین دفن کے لیے
کھود کے لاش نکالنا جائز نہین ہی مگر بعد مٹی دینے کے مردہ قبر سے باہر نکالا جائے
کسی آدمی کے حق کے لیے تو جائز ہی مثلاً جس زمین مین دفن کیا وہ شفعہ کے
باعث سے دوسرے نے لے لی اور وہ نہین چاہتا کہ اس زمین مین مردہ رہے
اور مالک زمین کے ظاہر و باطن دونون پر حق رکھتا ہی چاہیے مردہ کو نہ رہنے دے
اور صرف اوپر سے ہموار کر دے اور چاہے اندر بھی نہ رہنے دے جیسے جائز ہی جوتنا
قبر کا اور اسپر عمارت بنانی جبکہ مردہ مٹی ہو گیا ہو اور دو مردے ایک قبر مین دفن
نہ کیے جائین ابتدا مین ضرورت کے لیے جائز ہی اور نہ کھودی جائے کوئی قبر

واسطے دفن کرنے دوسرے مردے کے گر پہلے مردہ کی ہڈیان باقی نہون تو جائز ہے
اور اگر ہڈیان باقی ہون اور اُس مقبرہ مین تنگی محل ہو اور دوسری جگہ نہ ملے تو
پہلے مردے کی ہڈیان ایک طرف جمع کرکے اور مٹی کو حائل کرکے دوسرے کو بھی
دفن کر دینا جائز ہے اور قبر پہ گل کرنی مختار یہ کہ مکروہ نہین اور بعد دفن کے
قبر پہ عمارت بنانی زینت کے لیے جائز نہین اور مضبوطی کے لیے دفن کے بعد
جائز ہے کراہت کے ساتھ لیکن مکروہ نہین بنی ہوئی عمارت مین دفن کرنا لیکن
مرقاۃ شرح مشکوۃ مین ملا علی قاری نے اثر پایا اور توربشتی سے اور
بعض شراح سے نقل کیا کہ منع نہین قبور پر خیمہ کھڑا کرنا فایدہ کے لیے مثلاً
بیٹھنے کے لیے اور سلف نے مباح کیا ہے بنا مشایخ اور علما مشہورین کی قبور پہ
تا کہ لوگ زیارت کرین اور اُسمین بیٹھنے سے آرام پائین اور در مختار مین اسی کو
مختار لکھا اور شامی نے احکام سے اُسنے جامع الفتاوی سے نقل کیا ہے کہ
بعضون نے کہا کہ مکروہ نہین بنا اگر ہو میت مشایخ اور علما اور سادات سے
اور طحطاوی نے لکھا کہ مقید کیا جائے جواز اِس قول پر کہ مال حلال سے بنے
اور اُس سے زینت اور تفاخر کی نیت نہو اور مجمع بحار الانوار کے باب شین
مع الرا مین بیچ تحقیق معنی لغت شرف کے بھی یہی لکھا ہے اور عمل بھی اسی پر ہے
اور پیشوائے شریعت مقتدائے طریقت رہنمائے حقیقت مہتدائے معرفت
سیدنا و استاذنا و مولانا و ابینا مولوی خادم حسین خان ابن مولوی
عبد القادر خان طاب اللہ ثراہما و جعل الجنۃ مثواہما نے بھی ایک رسالہ تحقیق
جواز مین اسکے لکھا للہ درہ اور کچھ مضائقہ نہین لکھنے کا قبر پر اس غرض سے

کہ اُس قبر کا نشان نہ جاتا رہے اور پائمال نہو اور ممانعت اُسوقت ہے کہ حاجت نہو اور مضائقہ نہین اپنے لیے قبر کھود رکھنے کا اسلیے کہ اُس سے فائدہ ہی ہوتا ہے یعنی اگر خود وہان نہ مریگا تو دوسرے کے کام آویگی اور کفن اور مثل اُسکے اور چیز تیار کرا لینا اور دفن کرنا رات مین مکروہ نہین اور دن مین مستحب ہے اور اگر قبر مین کسی کافر ذمی کی ہڈیان پائی جائین تو نہ توڑی جائین نہ اور قسم کا متہک کیا جاے اور اگر عورت مردہ کے پیٹ مین بچہ زندہ حرکت کرتا ہے تو بائین طرف سے پیٹ چیر کے اُسے نکال لین اور اگر برعکس ہو یعنی بچہ مر گیا اور عورت زندہ ہے اور خوف ہے ماں کے مرجانے کا تو وہ کاٹ کے نکالا جائے اور اگر بچہ زندہ ہے تو کاٹ کے نہ نکالا جائے کیونکہ ماں کا مرجانا وہمی بات ہے تو زندہ بچہ کو قتل کرنا وہمی امر کے لیے جائز نہین اور اگر کوئی شخص مال غیر نگل کے مر گیا تو اُسکا پیٹ چیرا جاے یا نہیں اس باب مین دو قول ہین اور بہتر یہ کہ ہان چیرا جاے کیونکہ اسکی حرمت اُسکے ظلم و ستم کے سبب سے جاتی رہی اس سے معلوم ہوا کہ اگر بے ظلم و ستم کے اُسکے پیٹ مین چلا گیا تو پیٹ نہ چیرا جائیگا اور کسی کے مرنے کا دل سے غم کرنا اور بے اختیار رونا درست ہے گو شعر سے ہو مگر مکروہ ہے مبالغہ کرنا اُسکی تعریف مین اور نوحہ کرنا اور پیٹنا اور کپڑا پھاڑنا وغیرہ جیسے کہ اہل جاہلیت کی عادت ہے اور اگر کسی عورت کا شوہر مرجاے تو چار مہینے اور دس روز ایام عدت کے واجب ہین انمین زینت نہ کرے اور اگر اسی ایام مین نابالغہ بالغ ہوئے یا مجنونہ ہوش مین آئے تو وہ بھی زینت ترک کرے شانہ تنگ دندانہ بالون مین نہ کرے زیور اور حریر یعنے کپڑے ریشمی یا سرخ یا زعفرانی رنگے ہوئے نہ پہنے اور خوشبو نہ استعمال کرے اور

روغن اور سرمہ نہ لگائے مگر عذر کے سبب سے اور شوہر کے گھر سے باہر نہ نکلے
مگر دن مین ضرورت کے لیے اور رات مین وہین رہے لیکن اس صورت مین کہ
جبرًا نکال دی جاے یا گھر گر جائے یا خوف کرے اپنے نفس یا مال پر اور اگر اسکے
اقربا سے کوئی دوسرا مر جاے تو تین روز ماتم کرنا جائز ہے اور دفن کے بعد
تین دن تک مستحب ہے کہ لوگ آکے مصیبت زدہ پر سلام اور مصافحہ کر کے
تعزیت کرین یعنی مسلم اہل مصیبت کے لیے دعاے حصول صبر اور خیر کی اور مسلم
میت کے لیے دعاے مغفرت کرین اَعْظَمَ اللّٰہُ اَجْرَكَ وَاَحْسَنَ عَزَاءَكَ وَ
غَفَرَ لِمَيِّتِكَ اور صحیحین مین ہے کہ جب تعزیت کرے کسی کی تب سلام کرے اور کہے
اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلِلّٰهِ مَا اَعْطٰى وَكُلٌّ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَ
لْتَحْتَسِبْ و اگر تعزیت کیا گیا مرد ہو تو فَلْيَصْبِرْ وَلْيَحْتَسِبْ کہے اور تین روز کے
بعد اور دوسری بار تعزیت کرنی مکروہ ہے لیکن اگر غائب شخص تین روز کے بعد آکے
تعزیت کرے تو مکروہ نہین اور مکروہ ہے تعزیت کرنی قبر کے پاس اور گھر کے دروازے کے
پاس اور میت کے ہمسایون اور دور کے رشتہ دارون کو مستحب ہے کہ میت کے
گھر والون کے لیے اسقدر کھانا پکوائین جو انکو اس دن اور رات مین شکم سیر کرے
اور مظاہر الحق مین منقول ہے کہ بعضون نے کہا کہ حلال ہے تین دن تک کہ ایام تعزیت کے ہین
اور قبر کی زیارت مستحب ہے اور افضل یہ ہے کہ روز جمعہ مین زیارت کرے یا اس سے
ایک روز پہلے یا ایک روز بعد اور اگر ممکن ہو تو میت کے روبرو کھڑا ہو کے سلام کرے
اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ
بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ پھر دعا کرے کھڑے ہو کے

اور بیٹھتا تھا تو بیٹھے کہ دو یا قریب حسب مرتبہ موتی کے حالت حیات مین جسقدر ہو
سکے قرآن پڑھکے کہے اللھم اوصل ثواب ما قرأناہ الی فلان او الیھم
یعنی یا اللہ جو چیز مین نے پڑھی ہے اُسکا ثواب پہونچا فلان شخص کو و گر چند اشخاص کو
بخشے تو کہے اُن سب کو اور نماز اور روزہ اور حج اور اعتکاف وغیرہ عبادت بدنی
اور مالی کا ثواب جسقدر اور جب چاہے جس مردہ یا زندہ کو بخشے اُسے پہونچتا ہے
بلکہ افضل یہی کہ بخشنے مین نیت کرے جمیع مومنین اور مومنات کی کیونکہ ان سب کو
پہونچتا ہے اور اسکے اجر سے کچھ کم نہین ہوتا اور اگر مردہ یا زندہ کی طرف سے نیابۃً
عبادت مالی مثلاً زر نقد وغیرہ دے یا جانور ذبح کرے یا کھانا تقسیم کرے یا کھلائے
تو روا ہے اور اُسے پہونچتا ہے اور قرأت قرآن کے لیے قبر کے پاس بیٹھنا قول
مختار مین مکروہ نہین اور ترجمہ حدیث کا یہ کہ میت عذاب کیا جاتا ہے بسبب رونے
اہل اُسکے کے اسمین کئی مذہب ہین حاصل یہ کہ اگر میت اُس گناہ کا سبب ہوگا
یعنی اگر مردہ حالت حیات مین خود مثل اہل جاہلیت کے نوحہ کرنے کا عادی تھا یا
اُسکی وصیت کی تھی یا اُس سے راضی تھا یا جانتا تھا کہ میرے اہل اُسکے مرتکب ہونگے
اور انھین اُس سے منع نہ کیا تو عذاب محمول ہوگا حقیقت پر یعنی مردہ عذاب
کیا جائیگا ورنہ محمول ہوگا رنج اُٹھانے پر یعنی مردہ کو رنج ہوتا ہے اسبات کا کہ میرے
اہل ممنوع رونے کے مرتکب ہوئے اور مقبرہ سے ہر سبزہ و درخت سبز کا کاٹنا مکروہ ہے
کہ خشک سے کامل تر ہر تر و تازہ چیز اللہ تعالی کی تسبیح کرتی ہے اور اُس سے میت کو
اُنس ہوتا ہے اور اس ذکر سے رحمت نازل ہوتی ہے لیکن خشک کا کاٹنا مکروہ نہین اور
ہمارے زمانہ مین ہندویت کی راہ سے عادت کی گئی ہے شاخہائے آمل و مثل اُسکے

تر و تازہ اور چیز قبر پر رکھنے کی حدیث جریدہ پر قیاس کر کے اور بقول بعضے مالکیہ کے اگر خصوصیت آپ کے ہاتھ سے جریدہ رکھنے کی یا دعا کی ہوتی تو بُریدہ بن الخصیب رضی اللہ عنہ اپنی قبر مین جریدون کے رکھنے کی وصیت نہ کرتے اور حدیث وصیت بُریدہ کو ذکر کیا بخاری نے اپنی صحیح مین اُس سے شامی نے نقل کیا اور بدعت کی چند قسم سے دو مشہور ہین ایک بدعت ضلالت اُسکی صفت باب اباحت مین ہو چکی دوسری بدعت حسنہ جسکی ذات کا وجود ازمنہ ثلاثہ مین یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ یا تابعین یا تبع تابعین کے زمانہ مین پائی جائے لیکن اُسکی اصل یا تدبیر پائی جائے مثلاً اعراب قرآن مجید یا جمع کرنا احادیث کا وغیرہم کہ شامل ہے اُن چیزون کو جنکی اصل اور مادہ پایا گیا اور یہی معنی ہین اصل کے پائے جانے کے اور چند اشیا کو جمع کر کے وہ عمل کرنا جو اس ہیئت مجموعی کے ساتھ شرع سے نہ ثابت ہو لیکن اُسکے اجزا علیٰحدہ علیٰحدہ فرداً فرداً ثابت کیے گئے ہون بدعت حسنہ مین داخل ہین بشرطیکہ یہ ہیئت مجموعی اُس قبیل سے ہو جسکے حرام یا کراہت پر کوئی حکم دین صادر نہوا ہو اور اُسکے کرنے والے نے اُسے امور مستحبہ یا واجبہ سے نہ سمجھا ہو مثلاً جس شئی مین ذکر خیر ہو یا پڑھنا قرآن کا یا وہ شئی ہو جسمین للہ کھلانا یا پلانا ہو اور اُسمین کچھ آمیزش امور مکروہہ و ممنوعہ کے نہو اور اُس ہیئت مجموعی کا دلیل عام سے بھی ثابت ہونا شرع سے ثابت ہونے کو شامل ہے اسواسطے کہ وہ عمل صالح ہے اور اُسکی اجازت مین شک نہین (مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِہٖ وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلَیْھَا) اور بہت آیات اور احادیث سے مالامال ہے اور اباحت اور حرمت کے مسئلہ کا یہ حال ہے کہ شارع نے جسے حلال کیا وہ حلال

اور جسے حرام کیا وہ حرام ہے اور جسکا حکم وارد نہین ہوا وہ مباح ہے چنانچہ ترجمہ
مشکوۃ مین شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ نے اور مرقاۃ شرح مشکوۃ مین ملا علی
قاری رح وغیرہم نے حدیث (عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما قال کان
اہل الجاہلیۃ یاکلون اشیاء ویترکون اشیاء تقذرا فبعث اللہ نبیہ وانزل
کتابہ واحل حلالہ وحرم حرامہ فما احل فھو حلال وما حرم فھو حرام
وما سکت عنہ فھو عفو) کے ذیل مین اور حدیث (الحلال ما احل اللہ فی کتابہ
والحرام ما حرم فی کتابہ وما سکت عنہ فھو مما عفی عنہ) کے ذیل مین لکھا ہے
ان الاصل فی الاشیاء الاباحۃ یعنی ازانیجا معلوم می شود کہ اصل در اشیا
اباحت است یعنی اصل اشیا مین اباحت ہے پس گیارہوین حضرت غوث الاعظم
قدس اللہ تعالی سرہ کے اور شب برات مین حلوا وغیرہ پر اور بروز عاشورہ
شربت وغیرہ پر نیاز حسین رضی اللہ تعالی عنہما کی اور سوم اور چہلم اور ششماہی
اور برسی وغیرہ کرنی اور اُسمین قرآن خوانی اور الائچی دانہ وغیرہ پر نیاز دینی
اور اُسے تقسیم کرنا اور کھلانا پلانا امر جائز و درست ہے بشرطیکہ خصوصیت
روز سوم وغیرہ اور الائچی دانہ وغیرہ کی اعتقاد مین فرض یا واجب یا سنت
نہ سمجھی گئی ہو اسواسطے کہ جن چیزون پر ممانعت شرع سے ثابت نہیں ہوئی اُنمین
اصل اباحت ہے جیسا کہ گذرا اور قطع نظر اُسکے اُنمین سے بعض کا مباح ہونا
اور بعض کا مستحب ہونا شرع سے ثابت ہے چنانچہ مثلاً وت قرآن مجید اور مساکین کو
کھلانا اور جس فاتحہ کا اب رسم ہے اِن دونون چیزون سے مرکب ہے پس وہ بھی
لاجرم مباح بلکہ اس قیاس پر امر مشروع ہے اور بعد انتقال کے انبیا اور اولیا

اور شہدا زندہ رہتے ہین اور وہ جو قرآن مجید سے موتےٰ کی نفی سماعت یعنی نہ سُننا ثابت ہوتا ہی مراد اُس سے وہ سماعت و علم ہی جو زندون کے ساتھ مخصوص ہی اور وہ جو حدیث مین موتے کیلیے اثبات اُسکا ہی مراد اُس سے اثبات اُس سماعت اور علم کا ہی جو حواس پر موقوف نہین اس تقدیر پر درمیان نصوص نفی اور اثبات کرنے والیون کے توفیق حاصل ہوتی ہی واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال نواب صاحب کی حصہ دوم جلد اول قرۃ العیون سے نقل کیا اور موتے سے مدد طلب کرنے کے باب مین شیخ عبد الحق محدث رح نے تفصیل تمام تقریر کی ہی اور جائز ہونا اُسکا بیان کیا ہی جذب القلوب مین فرماتے ہین کہ حافظ ابو عبد اللہ نے مصباح الظلام مین فرمایا کہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دفن کرنے کے بعد تین روز کے اعرابی آیا اور اپنے تئین قبر مبارک پر ڈال دیا اور کہا کہ جو آپ نے خدائے تعالیٰ سے سُنا وہ ہمنے آپ سے سُنا اور جو آپ نے ہمپر قرارت کی یہ ہی وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ الآیۃ اور مین نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہی اور آپ کے حضور مین حاضر ہوا ہون میرے لیے استغفار کیجیے قبر شریف سے ندا آئی قد غفر لك الخ اور حضرت امام حجۃ الاسلام غزالی رح فرماتے ہین جائز ہی مدد چاہنا پس ہر کوئی مدد چاہی گئی اُس سے زندگی مین مدد طلب کی جاتی ہی اُس سے بعد مرنے کے بھی چنانچہ تفصیل اِسکی کتاب کشف الغطا اور ترجمہ مشکوۃ شیخ عبد الحق محدث مین پاوٴگے اور ترجمہ عبارت شرح مشکوۃ عربی شیخ ممدوح کی یہ ہی لیکن مدد طلب کرنی اہل قبور سے ثابت کیا ہی اُسکو مشائخ صوفیہ قدس سرہم اور بعض فقہا رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم نے حصہ دوم قرۃ العیون

بیان حالات سنہ سوم ہجرت صلعم استمداد مردون سے مدد چاہنے مین اور
مصنف ماطۃ الاذی نے فرمایا کہ اوربہت والے ہین میت مسئول کا۔ مطالعہ کرو
کہتا ہی مصنف عفا اللہ تعالی عنہ وعن والدیہ کہ حصہ دوم جلد اول قرۃ العیون
بیان حالات سنہ دوم ہجری میں بیچ سماعت اور عدم سماعت موتے آئین اخر و لی
مولوی حیدر علی صاحب کا ملخص یہ ہی کہ جب ان حضرات کی زندگی ثابت ہولی
اور زندون کا آپس مین مدد چاہنا قرآن سے ثابت ہی (وتعاونوا علی البرو
التقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان) تو اس قیاس پر ہم کو انسے مدد چاہنا
جائز ہوگا لیکن غیر خدا کو ان صفتون سے موصوف نہ جانے جو اسکے لیے خاص ہین
مثلاً مدد کرنے پر قدرت رکھنے والا مستقل جاننا بلکہ انسے یون عرض کرے کہ
آپ ہماری فلان حاجت کے لیے بارگاہ مجیب الدعوات جل وعلا مین دعا کیجیے
یا خود حضرت قاضی الحاجات جل جلالہ کی جناب مین عرض کرے کہ ای آسان
کرنے والے مشکلون کی ای روا کرنے والے حاجتون کے بحرمت ان بزرگ کے
میری فلان مشکل آسان کر یا فلان حاجت میری روا کر اور یہ دوسری کرنی حاجت سے
زیادہ برا ہی مگر صاحب ماطۃ الاذی فرماتے ہین کہ شیخ ممدوح قید قصد تعظیم کی لگاتے ہین
اور جس محفل میلاد شریف مین بطور سنت سنیہ کے جو سلف صالحین سے ثابت ہی
اعمال خیر ہون اور اذکار جمیل وہ مستحسن ہی اور موجب اجر جزیل اور جس محفل مذکور
خیر مین اعمال غیر مشروع ہون وہ حسن لذاتہ ہی اور قبیح لغیرہ۔ حصہ اول جلد اول
قرۃ العیون بیان ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جو چیزین اللہ
جل وعلا نے اپنی تعظیم کے لیے خاص کر لی ہین انمین سے سجدہ ہی اور جانور ذبح کرنا

اور نذر اور روزہ رکھنا وغیرہ پس غیر خدا کے لیے سجدہ کرنا شریعت مین حرام
اور شرک اور اُسپر التزام کرنے والا کافر ہی بالاجماع بشرطیکہ عبادت وطاعت کی
نیت سے ہو اور تعظیم اور تحیت کے ارادہ سے یعنی بجاے سلام کے غیر خدا کے لیے
حتی کہ پیغمبر اور بزرگون کے لیے بھی ہماری شریعت مین منسوخ ہو اجامع تفاسیر
مطبوعہ لیکن یہ سجدہ اگر غیر ذوی العقول کرے تو جائز ہی حصہ اول جلد اول
قرۃ العیون حال کفالت آنحضرت تحقیق سجدہ تعظیم وغیرہ عبادت کی لیکن ذبح
پس اگر غیر خدا کی طرف ذبح کے ساتھ تقرب یعنی خوشنودی اور چاپلوسی کا
قصد کرے پھر مالک یا غیر اُسکے حکم سے اسی نیت پر ذبح کرے تو ذبیحہ مردار ہی
اگرچہ وقت ذبح کے خدا کا نام لے فتح العزیز وغیرہ اور رسالہ احکام العیدین مین
حضرت مولانا قطب الدین خانصاحب محدث دہلوی تحریر فرماتے ہین کہ در مختار
اور طحطاوی وغیرہا مین لکھا ہی کہ اس ذبح کرنے والے کی طرف ہم نسبت کفر کی
نہین کر سکتے کیونکہ ہم ظن بد نہین کرتے مسلمان کے حال پر کہ وہ تقرب چاہیگا
غیر خدا کی طرف اس ذبح کے ساتھ اور اللہ تعالی دانا تر ہی مگر سخت مکروہ جانتے ہین
لیکن اگر وقت ذبح کے کہے کہ غیر خدا کی طرف ذبح کے ساتھ تقرب کی نیت سے
مین بیزار ہوا اور باز آیا اور جان آفرین کی تقرب کے لیے مین نے اسکی جان اور
ذبح کرنا مقرر کیا تو اب نیت سابقہ پر حکم عدم اور بطلان کا کیا جائیگا اور اس نیت سے
بسم اللہ کے ساتھ ذبح کرنے سے ذبیحہ حلال ہوگا چنانچہ اپنی تفسیر مین اس مسئلہ کے
آخر مین شاہ عبد العزیز صاحب محدث فرماتے ہین کہ آرے ذکر نام خدا بران
جانور وقتی فائدہ بد بکر قصد تقرب بغیر خدا را از دل دور کردہ وخلاف آن شہرہ

وآواز دیگر دہند کہ ما زین کار برگشتیم انتہی اور رسالہ احکام العیدین مین حضرت ملاج نواب صاحب ح فرماتے ہین کہ اسی سبب سے اکثر مفسرین نے آیہ (وَمَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ) کے ساتھ قید عند الذبح کے لکھا ہے لیکن نذر کی صفت آگے پاؤگے مگر اس موقع پر کچھ مسائل ذکر کرنا مناسب ہو وہ یہ کہ اگر زبان سے کہے کہ میری فلان حاجت اگر خدائے تعالی برلائے تو فلان بزرگ کے نام اسقدر نقد یا جنس دینا یا انکی درگاہ مین اشیاء مذکورہ یا روشنی کے لیے تیل بھیجنا اپنے اوپر لازم کرتا ہون تو یہ نذر صحیح نہین غیر عبادت کی جگہ بھیجنے کے سبب اور اگر یہ کہے کہ فلان درگاہ کے خدام فقرا کو دون یا کھلاؤن تو نذر صحیح اور اسکا وفا لازم ہوگا لیکن اس درگاہ کے خدام فقرا کو وفائے نذر مین خاص کرنا لازم نہین جس فقیر کو دیگا نذر ادا ہو گی اور اگر یون کہے کہ مساجد مین فرش کے لیے بوریا یا روشنی کے لیے تیل بھیجون تو نذر صحیح اور اسکا وفا لازم ہوگا اور غیر خدا کے لیے نذر کرنے اور روزہ رکھنا یا اور عبادت کرنی حرام ہے اور نذر اور سب صدقہ واجبہ صاحب نصاب نہ کھائے لیکن صدقہ نافلہ ہر شخص کھائے اگرچہ غنی ہو مائۃ المسائل کے پچاسوین سوال کے جواب مین بحر الرائق سے نقل کیا اور مظاہر الحق مین نیاز کے معنی تحفہ درویشان اور ثواب رسانی ہے پس اگر خدائے تعالی کی تقرب کے لیے عبادت بدنی مثلاً نماز یا روزہ نفل اسے پڑھے یا اسے رکھے یا عبادت مالی کرے یعنی للہ دے یا کھلاوے یا ذبح کرکے کہے کہ یا اللہ تعالی اسکا ثواب فلان کو یا ان سب کو پہونچا دے تو پہونچتا ہے اور اگر پیشتر کہا کہ یہ کام للہ کرونگا یا اللہ تعالی اسکا ثواب فلان کو

پہونچایا ہو تو عمل کے بعد پہونچتا ہے اور اگر کسی کی طرف سے نیابتہ للہ دے
یا کھلائے یا حج کرے تو بھی ثواب پہونچتا ہے اور روایت ہوا مواہب الرحمن اور جید تونانیہ
باب شہید کے احکام مین شہید ہونے مین عاقل اور بالغ اور مسلم اور
پاک ہونا شرط ہے یعنے دیوانہ اور لڑکا اور کافر اور جنب اور حائض نہو اور اگر
خون ظاہر ہونے کے وقت سے تین دن کامل نہ گذرے ہوں تو وہ بھی حائض نہیں
پس اگر خون جاری رہنے کے بعد تین دن کامل گذرنے کے قبل عورت مارے گئی
تو شہید ہوگی اور نفسا نہو اور اس حالت مین نہو کہ خون حیض یا نفاس اپنی مدت
معتادہ یا اکثر مدت پر منقطع ہوا ہو لیکن غسل نہ کیا ہو اور وہ مسلمان مکلف پاک
شہید ہوتا ہے جو ظلم سے ناحق قتل کیا جائے زخم کرنے والی چیز سے یعنی ایسی چیز سے
جسکے سبب سے مال دینا واجب نہو بلکہ واجب ہو قصاص اور مراد اس سے
وہ چیز ہے جو متفرق کرے اجزا کو مثلاً تلوار اور چھری اور تیر وغیرہ اور داخل ہے
اسمین آگ تند اٹھی اور غلہ اور اسکے مانند کہ ان دونون سے مارنے کی صورت مین
قصاص لازم نہین آتا اور زخمی ہونے کے بعد ارتثاث یعنی زندگی سے منتفع
نہ کیا گیا ہو یا قتل کیا ہو اسکو باغی یا کافر حربی یا راہزن نے اگرچہ قتل بسبب ہو
یا بدون اوزار زخم کرنے والے کے اور قتل بسبب مثلاً کسی کافر سوار کے نیچے
دب کے مسلمان مرگیا یا اسنے مسلمان سوار کے گھوڑے کو بھڑکایا یہانتک
کہ وہ گر کے مرگیا یا مسلمان کے رہنے کی جگہ مین آگ لگادی اس سے وہ مرگیا
اور شہید ہوگا وہ شخص جو ان لوگون کے میدان جنگ مین پایا جائے مردہ اثر
زخم کے ساتھ خواہ زخم ظاہر مین ہو یا نہیں اتاری جائے شہید پر سے وہ چیز

جو کفن کی لیاقت نہین رکھتی جیسے پوستین اور ٹوپی اور موزہ اور زرہ اور ہتھیار اور روئی دار کپڑے وگر پوستین اور روئی دار کپڑے کے سوا اور کپڑا نہو تو نہ اوتارے جاوے اور اسکے سب کپڑے اوتار لینے اور نیا کفن دینا مکروہ ہو اور اگر اسکے بدن پر کپڑے کفن مسنون سے کم ہون تو زیادہ کیا جائے اور اگر زیادہ ہون تو کم کیا جاوے اور نماز پڑھی جاوے شہید پر بدون غسل کے اور دفن کیا جاوے معہ اپنے خون اور کپڑون کے اور غسل دیا جاوے وہ شخص کہ پایا جاوے مقتول شہر یا گانون مین اس جگہ مین کہ خونبہا واجب ہو اور اسکا قاتل معلوم نہو یا معلوم ہو مگر قصاص واجب نہو پس اگر قصاص واجب ہوگا تو وہ مقتول شہید ہوگا مثلاً وہ شخص جسکو چورون نے رات کو شہر کے اندر مار ڈالا ہو کہ اسمین نہ تو محلہ والون پر قسم ہو نہ خونبہا بسبب معلوم ہونے اس امر کے کہ اسکے قاتل چور ہین خاص یہ کہ قاتل معین معلوم نہین اور غسل دیا جاوے وہ شخص جو حد یا قصاص مین قتل کیا جائے اور اسی طرح جو شخص تعزیر مین مقتول ہو یا پھاڑ ڈالا اسکو درندے نے یا زخمی ہو کے مرتث ہوئے اور ارتثاث شرعی یہ ہو کہ کھاوے یا پیوے یا سووے یا دوا کرے یا خیمہ اسپر تان دیا گیا یا ایک نماز کا وقت اسپر گذر گیا اس حال مین کہ وہ ہوش رکھتا تھا اور نماز کے ادا کرنے پر قادر تھا یا میدان جنگ سے حالت ہوش مین اوٹھایا گیا خواہ زندہ پہونچا ہو یا ہاتھون پر مر گیا ہو اور اسی طرح اگر آپ اپنی جگہ سے اوٹھکر دوسری جگہ چلا گیا وگر بیہوشی مین اوٹھایا جائیگا تو گو دن رات گذر جاوے غسل نہ دیا جائیگا اور زخمی ہونے کی جگہ سے اوٹھانے کا حکم ایسا ہی جیسا میدان جنگ سے اوٹھانے کا او اگر گھوڑون کے نیچے پس جانے

خون سے اٹھایا جائیگا تو شہید ہی رہیگا غسل نہ دیا جائیگا یا وصیت کی دنیا کے
امور کی کہ اس سے غسل دیا جائیگا اور اگر امور آخرت کی وصیت کریگا تو مرتث نہو گا
یہی صحیح تر ہے یا بیچا یا مول لیا یا بہت سا وہ کلام کیا جو وصیت نہو کہ اس سے مرتث
یعنی زندگی سے منتفع ہوگا اور یہ سب باتیں جنسے شہادت ناقص ہوتی ہے اُس
صورت میں ہے کہ لڑائی ہو چکی ہو مگر لڑائی کی حالت میں یہ امور ہوں تو ان مذکور
چیزوں میں کسی سے مرتث نہوگا ہر صورت میں شہید کامل ہوگا اور یہ سب شرطیں
شہید کامل کے باب میں ہیں جو دنیا اور آخرت دونوں میں شہید ہو ورنہ مرتث
شہید آخرت تو ہوتا ہی ہے اور اسی طرح شہید آخرت ہے جنابت والا اور مجنون اور
لڑکا اور وہ مقتول جو ظلم سے مارا جائے اور اُسکے مارے جانے سے مال واجب ہے
اور شہید آخرت ہے وہ شخص جسنے دشمن کے مارنے کا کسی حربہ سے قصد کیا پھر وہ
اتفاقاً اُسی پر پڑ گیا اور مر گیا اور پانی میں ڈوبا ہوا اور جلکر اور سفر میں اور مکان کے
نیچے دبکے بخلاف اسکے کہ جہاں سبب معصیت پڑے تو وہ شہید نہیں ہوتا مثلاً
کسی طرح ہو اپنے تئیں اپنے اختیار سے اپنے فعل کے ساتھ مارنا اور اپنے نفس کا
قاتل اہل نار سے ہے اگر اسے حلال جان کے کرے یا اللہ تعالیٰ اُسے بخشے —
حصہ سوم جلد اول دوزخی فرمانا حضرت کا اُسکو جسنے جہاد میں بہت جوانمردی کی
اور پیٹ کی بیماری سے یعنی دستوں اور استسقا سے اور وبا سے مرنے والا اور
نفاس والی عورت خواہ جننے کے وقت مرے یا مدت نفاس میں اور جو شخص شب
جمعہ میں اور عارضہ ذات الجنب میں مرے اور جو شخص اُس حال میں مر
کہ علم کا طالب ہو یعنی علم میں مشغول ہو خواہ تالیف کرتا ہو یا پڑھتا یا پڑھاتا یا سنتا ہو

**باب کعبہ مین نماز پڑھنے کی کیفیت** صحیح ہی نماز فرض و نفل پڑھنی کعبۃ اللہ کے اندر اور کراہت کے ساتھ اُسکی چھت پر تنہا اور جماعت سے اگرچہ کعبہ کی طرف مُنہ کرنے مین جماعت والون کے مُنہ امام سے جدا طرف کو ہون مگر جبکہ مقتدی اپنی پشت امام کے چہرہ کی طرف کریگا تو اقتدا درست نہوگا اسلیے کہ مقتدی امام کے آگے بڑھ گیا اور اپنے چہرہ کو امام کے چہرے کے مقابل کرنا بدون حائل ہونے کسی چیز کے مکروہ ہی اور امام کے پہلو کی طرف مُنہ کرنا مکروہ نہین اور درست ہی نماز اگر باہر کعبۃ اللہ کے گرد حلقہ کرکے ایک امام کی لوگ اقتدا کرین گو بعض مقتدی کعبہ سے زیادہ قریب ہون بہ نسبت اپنے امام کے لیکن امام کی طرف والے مقتدیون مین سے جو بہ نسبت اپنے امام کے کعبہ سے زیادہ قریب ہوگا اُسکی نماز صحیح نہوگی اور اگر کوئی مقتدی اُس گوشہ کعبہ کے سامنے کھڑا ہو جو امام کی جانب مین ہی اور کعبہ سے بہ نسبت اپنے امام کے زیادہ قریب ہی تو احتیاط کی رو سے فاسد ہونا نماز مقتدی کی شایان ہی بسبب غالب ہونے امام کی جہت کے اور اسی طرح درست ہی اگر مقتدی کعبہ کے باہر سے اقتدا کرین اُس امام کی جو کعبہ کے اندر ہو اور اُسکا دروازہ کھلا ہو اسلیے کہ امام کا کعبہ کے اندر ہونا ایسا ہی جیسا محراب مین کھڑا ہونا اور یہ اقتدا گو درست ہی مگر کراہت کے ساتھ اسلیے کہ امام کا قد آدم اونچا تنہا کھڑا ہونا مکروہ ہی پس اگر چند مقتدی امام کے ساتھ ہون تو مضائقہ نہین اور دروازہ کھلا رہے اسلیے کہ امام کے رکوع اور سجدہ کا حال مقتدی دیکھ کے معلوم کر لین پس اگر دروازہ بند ہو اور کوئی مکبر امام کی تکبیر وغیرہ کی آواز پہونچاتا جاے تو اقتدا جائز ہونا چاہیے کتاب الزکوۃ زکوۃ

شرع مین مالک کرنا ہے فقیر کو اسقدر حصہ مال کا جسکو شارع نے معین کیا ہو
بجا آوری امر خداے تعالی کی نیت سے زکوۃ کے فرض ہونے کی شرط عاقل اور
بالغ اور مسلمان اور آزاد ہونا اور زکوۃ کی فرضیت کو جاننا ہے اگرچہ فرض ہونے کا
علم حکم کے رو سے ہو جیسے مالدار کا دار الاسلام مین ہونا کہ یہان بے علمی عذر نہین
ہوسکتی ہان اگر کوئی کافر مالدار دار الحرب مین مسلمان ہوا اور چند سال وہان رہا
تو اسکو جبتک زکوۃ کا حال معلوم نہوا اسپر زکوۃ واجب نہو گی اور سبب
اداے زکوۃ کے فرض ہونے کا مالک ہونا اُس نصاب کا ہے جسپر چاند کے
بارہ مہینے گذر گئے ہون اسطرح کہ مال مالک کے ملک مین رہے اور وہ نصاب
فارغ ہو اُس قرض سے جسکا طلب کرنے والا کوئی بندون کی طرف سے ہو خواہ
قرض خدا کو اللہ تعالی کا ہو جیسے زکوۃ یا قرض بندہ کا ہو گو بطور کفالت کے ہو یا
قرض میعادی ہو اگرچہ مہر اُسکی زوجہ کا ہو لیکن مہر موجل مانع زکوۃ نہین کہ عادۃ
اُسکو کوئی مانگتا نہین یہی صحیح ہے یا قرض بندہ کا بطور نفقہ کے ہو کہ قاضی کے حکم
یا آپس کی رضامندی سے اُسپر لازم ہوا ہو بخلاف قرض نذر و کفارہ اور حج کے
کہ ان قرضون کا طلب کرنے والا کوئی بندہ نہین اور نصاب مذکور فارغ ہو اُس
شخص کی حاجت اصلی سے اور نصاب مذکور بڑھنے والی ہو خواہ بڑھنا اسمین
فی الحال پایا جاتا ہو یا مالک اسکے بڑھانے پر قادر ہو گو اپنے نائب کے وسیلہ سے
بڑھا سکتا ہو اور جانورون کی زکوۃ کے ادا مین جیسے برس کا گذرنا شرط ہے ویسے ہی
جنگل مین چرنا بھی شرط ہے اور صحت اداے زکوۃ کی شرط وہ نیت ہے جو ادا کے ساتھ
متصل ہو اگرچہ متصل ہونا حکماً ہو مثلاً زکوۃ فقیر کو بلا نیت دیدی پھر نیت کی

اسوقت کہ مال فقیر کے پاس سلامت ہے اور سال گذرنے کے بعد فوراً زکوۃ فرض ہوتی ہے

فصل اگر جانور چھ مہینے سے زیادہ صحرا مین چرین اور مقصود اُنسے دودھ یا نسل یا فربہی ہو تو اُنکی زکوۃ دے ہر پانچ اونٹ مین ایک بکری جب پچیس ہون تب بنت مخاض دے یعنی جس اونٹنی کے سن کا دوسرا سال شروع ہو اور جب چھتیس ہون تب بنت لبون دے یعنی جسکی عمر کا تیسرا برس شروع ہو اور جب چھیالیس ہون تب حقہ دے یعنی جسکی عمر کا چوتھا برس شروع ہو اور جب اکسٹھ ہون تب جذعہ دے یعنی جسکی عمر کا پانچوان برس شروع ہو یہی ظاہر الروایۃ اور صحیح ہے اور جب چھہتر ہون تب دو بنت لبون دے اور جب اکانوے ہون تب دو حقے دے ایک سو بیس تک اور اگر زیادہ ہون تو اُسی حساب سے دیا جاوے اور اونٹ کی زکوۃ مین شتر مادہ کی قیمت کا حساب کر کے نر بھی دینا درست ہے

فصل ہر تیس گاے یا بھینس مین تبیع یا تبیعہ دے یعنی جس بھینس یا گاے یا نر کا دوسرا برس شروع ہو اور ہر چالیس عدد مین مُسن یا مُسنہ دے یعنی تیسرا برس شروع ہو

فصل بھیڑ یا بکریان جب چالیس ہون تب ایک سو بیس تک اکسالہ ایک بکری دے اور جب زیادہ ہون تب دو بکری دے دو سو تک اور جب اس سے بھی زیادہ ہون تب چار بکری دے پھر ہر سو مین ایک بکری یا نر یا مادہ دیا جاوے اور اُتنی یا زیادہ قیمت کا کم سن جانور بھی زکوۃ دینا مضائقہ نہین اور اگر عامل جانور کے مالک سے بزور لے تو زکوۃ ادا نہوگی کیونکہ زکوۃ دینے والے کے بدون اختیار ادا ہوئی مگر قید کے ساتھ اُسپر جبر پہونچتا ہے تا مالک آپ سے ادا کرے اور معاف ہے زکوۃ اُس عدد مین جو درمیان دونون نصابون کے ہو تمام قسم کے اموال مین اور زکوۃ واجب ہونے کے بعد نصاب ضایع اور ہلاک ہو جانے سے

زکوۃ ساقط ہوجاتی ہے صحیح تر مذہب یہ آور اگر بعض ہلاک ہو تو اُسکی زکوۃ ساقط
اور بعض باقی کی ادا کرے لیکن اگر صاحب مال کے فعل و اختیار سے نقصان ہلاک ہے
مثلاً قید کرنا پانی گھاس سے حتی کہ مرجائیں تو اُس سے زکوۃ ساقط نہیں ہوتی
اور اگر بچون کے ساتھ ایک بھی بڑا نہو تو زکوۃ نہ دے آور اگر سال کے درمیان مین
کچھ اور اُسی جنس کا ہاتھ لگے تو یہ پچھلا اصل مال کا تابع ہوگا پس پہلے مال پر سال پورا
ہونے کے بعد اُسکے ساتھ پچھلے مال کی بھی زکوۃ دیجائیگی آور زکوۃ اور عشر اور
خراج اور فطرہ اور نذر مین اور اُس کفارہ مین جو سولے آزاد کرنے کے ہو جائز ہے
قیمت دینی اگرچہ شیٔ واجب بھی اُسکے پاس موجود ہو مثلاً تین بکریاں فربہ جو قیمت مین
چار بکریوں اوسط کے برابر ہوں اُن چار کے عوض مین دیدیوے تو جائز ہے آور
اگر غیر جنس سے ساتھ قیمت کر کے دے تو بھی جائز ہے آور قیمت وہ معتبر ہے جو
روز وجوب زکوۃ کے ہو آور سوائم مین بالاتفاق روز ادا کی قیمت معتبر ہے بالاتفاق
اور یہی صحیح تر ہے آور مال کی قیمت وہاں کی چاہیے جس شہر مین وہ مال ہے وگر صحرا مین ہے
تو جو شہر وہاں سے قریب ہو آور ایک نصاب کے مالک کو اُسی سال مین حاصل
ہونے والے مال کی چند نصاب کی طرف سے بھی زکوۃ ادا کرنی جائز ہے اگرچہ
ابتک اُنکا مالک نہوا ہو وگر سال کے بعد مالک ہوا ہو تو کفایت نہ کریگی بلکہ
اب سال گذرنے کے بعد اُس مال پر زکوۃ واجب ہوگی فصل سونے کی
نصاب بیس مثقال آور چاندی کی دو سو درہم ہے جسکا حساب سے ساڑھے سات
تولہ سونا آور ساڑھے باون تولہ چاندی ہوئی آور زکوۃ کی نصاب مین معتبر وزن
سونے چاندی کا ہے باعتبار ادا کے آور واجب ہونے کے آور اُن دونوں کی قیمت کا

اعتبار نہین مثلاً اگر برتن چاندی کا سو درم کے وزن کا ہو اور خوبی ساخت کے
اعتبار سے اُسکی قیمت دو سو درم کی ہو تو اُسپر زکوۃ فرض نہین جبتک وزن پورا
دو سو درم کا نہو اور سونے چاندی مین چالیسوان حصہ کو اُسمین آدھا مثقال یعنے
دو ماشہ اور دو رتی سونا اور اُسمین پانچ درہم یعنی ایک تولہ تین ماشہ چھ رتی چاندی
زکوۃ دیا کرے اور اگر اُسپر بڑھے تو ہر پورے پانچوین حصہ نصاب مین یعنی ہر کے
چالیس درم چاندی پر ایک درم چاندی اور ہر چار مثقال سونے پر دو قیراط سونا
زکوۃ دیا کرے اور اگر اُسپر بڑھے تو اُسکی زکوۃ نہین جبتک نصاب کا پانچوان
حصہ پورا ہو اور اگر سونا یا چاندی کسی ملونی کے ساتھ مخلوط ہو اور اُسپر سونا
غالب ہو تو سب پر سونے کا حکم ہے وگر چاندی غالب ہو تو سب پر چاندی کا حکم ہے
اور جس مال مین ملونی اور چاندی یا ملونی اور سونا برابر ہو اُسمین زکوۃ لازم ہے
احتیاطاً اور اگر سونا چاندی مخلوط ہو تو پس اگر قیمت مین سونا غالب اور نصاب کو
پہونچے اور چاندی مغلوب ہو تو کل کی زکوۃ سونے کی دیجائیگی وگر قیمت مین
چاندی غالب اور نصاب کو پہونچے اور سونا مغلوب ہو تو کل کی زکوۃ چاندی کی
دیجائیگی اور پورا ہونا نصاب کا سال کے اول و آخر مین شرط کیا گیا ہے پس
نقصان نصاب کا اثنا سال مین زکوۃ واجب ہونے کا مانع نہین اور اگر
کل نصاب ہلاک ہو گئی تو برس کا حساب باطل ہو گیا اور دین عارض ہو جانا
مثل ہلاک کے ہے یہان تک کہ اگر دوسرا مال اُسی سال مین اُسکو ملا تو اُسکے لیے
نیا سال شروع ہوا اور زکوۃ کے ادا مین اسباب تجارت کی قیمت سونے چاندی کے
ساتھ ملائی جاوے اور ملایا جاوے سونا چاندی کے ساتھ یا چاندی سونے کے ساتھ

باعتبار قیمت کے آور دفع زکوۃ کے لیے حیلہ کرنا مکروہ ہی **باب** اگر مسلم یا ذمی نے غیر کی زمین مین سونے یا چاندی یا لوہے یا تانبے کی کان پائی تو خمس لے کے باقی زمین کے مالک کو دلوایا جائے وگر زمین مملوک نہو مثلاً جنگل یا پہاڑ وغیرہ وہ مواضع جس سے ہر شخص کو نفع لینا مباح ہو تو باقی پانے والے کا ہی آور اگر اپنے گھر مین پائے تو خمس بھی نہ لیا جائے وگر اپنی زمین مین پائے تو صرف خمس لیا جائے آور اگر خزانہ پایا تو خمس لیا جائے ہر حال مین یعنی اپنی یا دوسرے کی زمین مین پائے لیکن اگر دریا کے اندر سے نکالا تو خمس نہ لیا جائے آور اگر خزانہ پایا اور اسمین علامت اسلام کی ہو مثلاً سکہ اسلام کا تو مالک کو تلاش کر و اسکے حوالہ کرے اگر زمین مملوک مین پائے وگر علامت کفر کی ہو تو خمس لیا جائے آور باقی پانے والے کا ہی اگر زمین غیر مملوک مین پائے مگر کافر حربی کو نہ دیا جائے اگرچہ امان دیا گیا ہو لیکن اگر امام نے اسکو دینے کی شرط کی ہو تو دیا جائے **باب** زکوۃ کا مال فقیر کو دے آور فقیر وہ ہی جس پاس نصاب سے کم مال ہو یا اسقدر ہو مگر بسبب اسکی حاجت مین مشغول ہونے کے نامی نہو مثلاً مکان رہنے کا اور کپڑے پہننے اور مسکین کو دے یعنی جس پاس کچھ نہو مذہب صحیح پر آور عامل کو یعنی اُسے دے جو زکوۃ تحصیل کرے آور مکاتب کی گلو خلاصی کے لیے دے گو مولی اسکا غنی ہو لیکن ہاشمی کے مکاتب کو نہ دے آور غارم کو دے بلکہ فقیر سے بہتر غارم یعنے وہ مدیون ہی جو دین سے فاضل نصاب کا مالک نہو یا مال اسکا ان لوگون کے ذمہ مین ہو جنسے اسکا وصول ممکن نہو آور فی سبیل اللہ یعنی اُسے دے جو راہ خیر مین اور اللہ کی طاعت مین سعی کرے آور محتاج ہو اور ابن السبیل یعنی اُس مسافر کو دے

جو اپنے وطن مین مال رکھتا ہو پاس موجود نہو اور اسی مین لاحق ہو وہ مال دار جو اپنے مال سے جدا ہو گیا ہو گو سفر مین نہو اور اپنے اقارب محتاج کے واسطے ہو دوسرے کو زکوۃ اور فطرہ اور نذر دینا بہتر نہین اور اپنے اصول یعنی باپ دادا دادی ماں نانا نانی اور فروع یعنی بیٹا پوتا پوتی بیٹی نواسہ نواسی کو نہ دے اور جائز نہین زکوۃ دینا غنی کو کہ مالک ایسے نصاب کا ہو جو حاجت اصلی سے زائد ہو اگرچہ کسی مال کی ہو اور جب کسی شخص کے پاس پانچ اونٹ ہون کہ انکی قیمت دو سو درم سے کم ہو تو اسکو زکوۃ دینی حلال ہے اور اسپر زکوۃ واجب بھی ہے اس سے ظاہر ہوا کہ معتبر نصاب نقد کی ہو کسو مال سے وہ مال اپنی جنس کے اعتبار سے نصاب کو پہونچے یا نہ پہونچے اور جائز نہین زکوۃ دینا غنی کے مملوک کو اگرچہ مملوک اپاہج اپنے مولی کے عیال مین نہو یا مولی اُسکا غائب ہو بنابر مذہب صحیح کے اور اگرچہ مملوک مدبر ہو اور مدبر وہ مملوک ہے جو بعد مرنے اپنے صاحب کے آزاد ہو اس سے معلوم ہوا کہ فقیر کے مملوک کو دینا جائز ہے اور مدبر کے حکم مین ام ولد ہے اور ام ولد وہ کنیزک ہے جو اپنے مالک کے نطفہ سے بچہ جنی ہو اپنے جین حیات مین اور اُسکے مالک کو روا نہین کہ اسے بیچے اور بعد مرنے اپنے مالک کے آزاد ہو کسی کو میراث مین نہ پہونچیگی اور غنی کے مملوک کو زکوۃ جائز نہین سوائے مکاتب اور ماذون لہ کے جسپر اتنا دین ہو کہ اُسکی ذات اور کسب کو محیط ہو سو انکو زکوۃ دینی جائز ہے اور ماذون لہ وہ غلام ہے جسکو آقا نے اجازت تجارت کی دی ہو اور زکوۃ دینی جائز نہین غنی کے لڑکے نابالغ کو بخلاف بالغ کے یعنی بالغ کو اگرچہ اپاہج ہو نفقہ مقرر ہونے سے پہلے زکوۃ دینی بالاجماع جائز ہے

اور بعد تقرر کے امام محمد کے نزدیک بخلاف امام ابو یوسف کے اور اسی قیاس پر
باقی اقارب ہیں اور غنی کی لڑکی یا بہن شوہر والی کا شوہر اگر توانگر ہو کہ عورت کے
طلب کرنے سے انکار نہ کرے تو اسکو زکوۃ دینی جائز نہیں و اگر ایسا نہو تو صحیح
جائز ہونا ہے اور غنی کے باپ فقیر اور اسکی زوجہ فقیر اور مالدار عورت کے لڑکے کو
اگرچہ اسکا باپ نہو زکوۃ دینا جائز ہے اور اپنی زوجہ کو بالاتفاق نہ دے اور اگر زوجہ
طلاق دی گئی ہو تو جب تک عدت میں ہو نہ دے اور زوج کو دینا روا نہیں اور ظاہر
مذہب یہ ہے کہ اولاد ابولہب کے سوائے بنی ہاشم کو زکوۃ دینا ممنوع ہے مطلقاً یعنی
خواہ بنی ہاشم بنی ہاشم کو دے یا کوئی غیر دے اور ابو عصمہ نے امام سے روایت کی ہے
کہ زکوۃ کا عوض یعنی پانچویں حصہ کا پانچواں جو بنی ہاشم کا حق تھا وہ انکو نہیں
پہونچتا جب عوض انکو نہ پہونچا تو اصل کی طرف رجوع کیا اور نہیں جائز زکوۃ دینا
بنی ہاشم کے غلام آزاد کیے ہوے کو تو غلام کو بطریق اولی جائز نہیں اور
بنی ہاشم کو وقف بھی ممنوع ہے مثل صدقہ نافلہ کے اور کافر ذمی کو صدقہ واجبہ دینا
جائز نہیں اور اسی قول امام ابو یوسف پر فتوی ہے اور حربی کو صدقہ واجبہ دینا
جائز نہیں بالاتفاق لیکن کافر کو صدقہ نافلہ دینے یا اسکا ہدیہ قبول کرنے میں کچھ
مضائقہ نہیں اور صاحب نصاب غیر نامی کو صدقہ واجبہ دینا روا نہیں اور میت کا
کفن خریدنے اور میت کے قرض ادا کرنے میں اور مسجد کی بنا میں کو صرف نہ کرے
اور اگر مصرف جان کے زکوۃ دینے کے بعد ظاہر ہو کہ لینے والا اسکا غلام یا کافر ہے
تو زکوۃ ادا نہیں ہوئی دوبارہ دے و اگر ظاہر ہوا کہ لینے والا غنی ہے یا اسکا باپ یا بیٹا
یا اسکی زوجہ یا ہاشمی ہے تو ادا ہو گئی دوبارہ نہ دے اور بقدر نصاب کے ایک فقیر کو دینا

مکروہ ہے لیکن اگر وہ فقیر اسقدر مدیون ہو کر بعد ادائے دین کے اسکے پاس قدر نصاب باقی نہ رہے یا ایسا عیال دار ہو کر اگر اسکے عیال پر تمام زکوٰۃ تقسیم کی جائے تو ہر ایک کے حصہ مین بقدر نصاب کے نہ آوے تو مکروہ نہین اور جہان مال ہو وہ وہان صرف نہ کرنا دوسری جا بھیجنا مکروہ ہے لیکن اگر دوسرے شہر مین صاحب مال کے قرابت دار ہون یا زیادہ محتاج ہون یا نیک تر یا مستحق تر ہون یا نفع زیادہ ہو مسلمین کے لیے یا دار الحرب سے دار الاسلام کی طرف بھیجا یا طالب علم یا زاہدون کی طرف بھیجا تو مکروہ نہین اور جائز نہین صرف کرنا اسکا اُس بدعتی کے لیے جسکی بدعت سرحد کفر تک پہونچ جاے جیسے کرامیہ کہ یہ فرقہ تشبیہ کا قائل ہو اللہ تعالی کی ذات مین اور یہی حکم ہے اُس فرقہ کا جو صفات مین تشبیہ کا قائل ہے مذہب مختار مین اور حلال نہین کہ سوال کرے کچھ قوت کے سبب وہ شخص کہ اسکے پاس اُس روز کا قوت موجود ہو بالفعل یا بالقوہ موجود ہو مثلاً تندرست ہے کہ کمائی پر قادر ہے اور سوال اسلیے کہا کہ بے سوال لینا حرام نہین اور قوت سے اسلیے کہا کہ اگر حاجت چیز جیسے کپڑے وغیرہ کا سوال کرنا جائز ہے اور گنہگار ہوگا دینے والا اگر اسکا حال جانتا ہے کیونکہ حرام چیز پر اعانت کرتا ہے اور اگر سوال کیا کپڑے کا یا قوت وغیرہ کا ... چیز کا اس جہت سے کہ جہاد مین یا طلب علم مین مشغول ہونے سے کمائی نہین کر سکتا تو جائز ہے اگر محتاج ہو یعنی گو قوی اور کسب پر قادر ہو اور مستحب ہے کہ ایک فقیر کو اتنا دے کہ وہ اُس روز اپنے نفس و عیال کے لیے جن چیزون کی اُسکو حاجتین ضروریہ ہون اُنکے لیے سوال کا محتاج نہ رہے اور مستحسن یہ کہ فقیر کا حال معلوم کیا جاسکے یا علیحدہ عیال اور حاجات ضروریہ کے مثلاً آٹا اور تیل اور کپڑا اور گھر کا کرایہ وغیرہ اور ...

زکوٰۃ دینی وہاں سے کہ فقیر ہیں جہاں مال موجود ہو اور وصیت میں معتبر وہ مکان ہے وصیت
کرنے والے کا اور صدقہ فطر میں مکان ادا کرنے والے کا یعنی نہ مکان نابالغ کا جنکی
طرف سے ادا کرتا ہے یہی صحیح تر اور ظاہر الروایۃ اور یہی مذہب ہے اور صدقہ دو مستحب ہے
جو نفل ہو اپنی اور عیال کی قدر کفایت سے زیادہ اگر اسطرح صدقہ دے کہ
حقداروں کے حق میں کوتاہی ہو تو گنہگار ہوگا اور جو شخص کہ تنگی پر صبر کر سکے
اسکا اپنی قدر کفایت سے کم کرنا مکروہ ہے اور جو شخص صدقہ نفل دے اسکو
افضل یہ ہے کہ جمیع مومنین و مومنات کی نیت کرے کہ ان سب کو ثواب پہنچیگا
اور اسکے اجر میں سے کچھ کم نہو گا باب صدقہ فطر کے احکام میں
روز فطر کی صبح صادق طلوع ہونے کے ساتھ ہر شخص پر صدقہ فطر ادا کرنا
واجب ہوتا ہے بشرطیکہ وہ مسلمان اور آزاد ہو اور حاجت اصلی سے زیادہ نصاب کا
مالک ہو اگرچہ وہ نصاب بڑھنے والا نہو پس اسکو اپنے نفس کی طرف سے اور
اپنی اولاد صغیر کی طرف سے جو نصاب سے کم مال کا مالک ہو اور اولاد کبیر
دیوانہ کی طرف سے اور غیر مشترک موجود غلام اور باندی خدمتی کی طرف سے
اگرچہ وہ کافر ہو گیہوں آدھا صاع امام اعظم کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک
ایک صاع دینا واجب ہے پس واسطے احتیاط اور رفع اختلاف کے ایک صاع دینا
مستحب ہے اور جو اور خرما ایک صاع دینا واجب ہے یا نصف صاع گیہوں کا آٹا
یا ایک صاع جو کا آٹا دیوے کہ برابر ہو نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جو کے
اور اسطرح نہ دیوے کہ نصف صاع سے کم گیہوں کا آٹا ہو جو قیمت میں برابر
نصف صاع گیہوں کے یا ایک صاع جو سے کم جو کا آٹا ہو کہ قیمت میں برابر ہو

ایک صاع جَو کے اور نہ اسطرح کہ نصف صاع گیہون کا آٹا کہ قیمت مین نصف صاع
گیہون کے برابر نہو یا ایک صاع جَو کا آٹا جو قیمت مین ایک صاع جَو کے برابر نہو اور
صاحبین نے کشمش کو مثل کھجور کے حکم مین کہا ہے یعنی ایک صاع دینی چاہیے
اور اسی کی تصحیح ہوئی اور ترجیح دی گئی اور اسی پر فتوی ہے یا ایک صاع کھجور یا جَو
اگرچہ ناقص ہو اور اگر ادا کیا بودار یا عیب دار تو اسکا نقصان بھی بھرے اور
اگر ردی کی قیمت دی تو جو زیادتی باقی رہگئی وہ بھی ادا کرے اور اگر گیہون جَو مین
مخلوط ہون پس اگر جَو غالب ہون تو ایک صاع اور اگر گیہون غالب ہون نصف
صاع دے اور جو غلہ وغیرہ کہ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے اسکی تصریح
وارد نہین ہوئی اسمین معتبر قیمت ہے جیسے جید اور ردی اور جسمین آنحضرت صلی اللہ
تعالی علیہ وآلہ وسلم سے تصریح وارد ہوئی اسمین بعض کو بعض کی جگہ قیمت کے اعتبار سے
دینا جائز نہین برابر ہے کہ جس چیز کے بدلے مین دیا ہے وہ اسکی جنس سے ہو یا خلاف
جنس ہو مثلاً گیہون کے بدلے قیمت کے اعتبار سے یعنی اسطرح کہ نصف صاع
اچھے گیہون کے بدلے ایک صاع متوسط گیہون دے تو جائز نہین یا دوسرا غلہ
گیہون کے بدلے قیمت کے اعتبار سے دے وہ بھی جائز نہین جیسے نصف صاع
کھجور جو قیمت مین نصف صاع گیہون کے برابر ہو بدلے نصف صاع گیہون کے
ادا کرے بلکہ بجائے نصف صاع کھجور کے شمار کیا جائیگا اور اسکے ذمہ باقی کا
پورا کرنا لازم ہوگا کیونکہ قیمت معتبر نہین اسمین جسمین آنحضرت صلی اللہ تعالی
علیہ وآلہ وسلم سے تصریح وارد ہوئی اور صدقہ فطر کی قیمت دینی افضل ہے ارزانی کے
دنون مین لیکن گرانی مین غلہ وغیرہ جو چیز صدقہ فطر کے لیے معین ہے دینا افضل ہے

اور ایک شخص کا صدقۂ فطر ایک شخص کو دینا مستحب ہے اور چند شخصون کو دینا
مکروہ تنزیہی ہے اور چند شخص کا صدقۂ فطر ایک کو دینا جائز ہے جیسا کہ خلاف
لیکن چند آدمیون کا باہم ملا کے ایک کو دینا جائز نہیں اور اگر کسی عورت نے
اپنے شوہر کا صدقۂ فطر اپنے بن مانگے دیا تو شوہر کی طرف سے بھی جائز اگر اسنے
اجازت دی ہو تو عورت کی طرف سے جائز اور اسکی طرف سے جائز نہیں صحیح رہی
زمان لازم آویگا اور اگر شوہر نے عورت کا فطر اپنے غلہ مین ملا کے دیا تو دونون کی
طرف سے جائز ہو اگرچہ عورت نے اجازت نہ دی ہو اور صاع وہ ظرف ہے جسمین
ایک ہزار چالیس درہم یعنی دو سو ستتر تولہ کے برابر وزن مین ماش یا مسور سما جاتے
اور صبح کی نماز کے بعد عیدگاہ کی طرف نکلنے کے قبل صدقۂ فطر ادا کرنا مستحب ہے
اور شہر رمضان کا چاند دیکھنے کے بعد عید کے قبل بھی صدقۂ فطر ادا کرنا
جائز ہے اور تاخیر بھی درست ہے کراہت تنزیہی کے ساتھ سو درستا الغرض جب
ادا کریگا تو ادا ہی ہوگا قضا نہ ہوگا اور صدقۂ فطر کے ادا کرنے مین شرط ہے نیت
اور اسکا تملیک کسی کو مالک کر دینا اور مسجد بنانا یا کفن کرنا کافی نہیں اور صدقۂ فطر
کافر کو اگرچہ ذمی ہو دینا جائز نہیں اور مال کے ہلاک ہونے سے صدقۂ فطر ساقط
نہیں ہوتا کتاب الصوم شہر رمضان مین روزے رکھنے فرض ہیں اور
اول زمانہ طلوع صبح صادق سے یعنی کنارۂ آسمان مین عرض مین سفیدی جو ہم
زیادہ پھیلنے والی ہے کے اول زمانہ طلوع سے جرم آفتاب کے غروب ہوجانے تک
روزہ کی توڑنے والی چیزون سے باز رہنا رکن ہے اور روزون کا صحیح ہونا
ان تین چیزون پر موقوف ہے مسلمان ہونا اور حیض ونفاس سے پاک ہونا

اور ہر روزے کے لیے نیت کرنی مقیم ہو یا مسافر اور روزہ شہر رمضان واجب ہونے کی
شرط روزون کے فرض ہونے کو جاننا گو دار الحرب مین ہو یا دار الاسلام مین ہو
اور بالغ ہونا اور صحت ہے اور روزے کا حکم ملنا ثواب کا ہے اگرچہ ممانعت کے دن
روزہ رکھا ہو جیسے چھینی ہوئی زمین پر نماز پڑھنے مین ثواب ملتا ہے اور نذر کیے ہوئے
روزے کا سبب نذر ہے اور کفارون کے روزے کا سبب انکے اسباب ہین یا
قسم توڑنا اور قتل اور شہر رمضان مین روزہ توڑنا اور سر مونڈنا احرام مین وغیرہ
اور شہر رمضان مین ہر ایک صبح صادق کی ابتدا سے دوپہر شرعی تک کہ کسی جزء کا
حاضر ہونا سبب ہے اس روزے کا اور روزون کی کئی قسمین ہین ایک
فرض کہ وہ شہر رمضان کے روزے ہین دوسرے واجب وہ شہر رمضان کے
کفارے کے اور اسکی قضا کے اور نذر کے روزے ہین اور نذر یا معین ہے مثلا
تاریخ یا دن معین کر کے روزے رکھنے کی نذر کر لی یا نذر غیر معین ہو مثلا بے تاریخ
یا دن معین کیے ہوئے روزے رکھنے کی نذر کر لی سوم نفل اور نفل یا
مسنون ہے یا مستحب یا مکروہ تنزیہی ہے یا تحریمی اور سات قسم کے روزے پے درپے
رکھے جاتے ہین شہر رمضان کے روزے اور کفارہ ظہار اور کفارہ قتل اور
کفارہ قسم اور کفارہ افطار شہر رمضان اور نذر معین اور اعتکاف واجب اور
باقی روزون مین پے درپے رکھنے اور نہ رکھنے کا اختیار ہے اور صحیح ہوتا ہے ادا روزہ
شہر رمضان اور روزہ نذر معین و نفل غروب جرم آفتاب کے بعد سے نصف دن
شرعی تک نیت کرنے سے اور نصف روز شرعی اول زمانہ طلوع صبح صادق سے
غروب آفتاب تک کا نصف ہے اور قضاے روزہ شہر رمضان و نذر معین و نفل

اور باقی روزون کے لیے رات سے نیت کرنی شرط ہے اور روزہ شہر رمضان کا فرض وقت کی نیت سے اور بے تعیین اور نفل بھی مطلق نیت سے اور اس دن کے روزہ کی اور نفل کی نیت سے ادا ہوتا ہے اور نذر معین فرض وقت کی نیت کے سوا ان سب نیتون سے جو ذکر کی گئین اور نذر کی نیت سے ادا ہوتا ہے اور صرف شہر رمضان مین جس روزہ کی نیت کریگا روزہ شہر رمضان ہی کا واقع ہوگا لیکن اگر مسافر نے شہر رمضان مین نفل کی یا مطلق نیت کی تو روزہ شہر رمضان سے واقع ہوگا اگر دوسرے واجب کی نیت کی تو اسی واجب سے واقع ہوگا اور جس مریض کے روزہ رکھنے سے مرض زیادہ ہوتا ہو باوجود قدرت کے روزہ رکھنے پر مثلا آنکھون کا مرض وہ مثل مسافر کے ہے اور جس مریض کا مرض روزہ رکھنے سے ضرر نکرے مثلا سوء ہضم مین وہ جس روزہ کی نیت کریگا بسبب عاجز ہونے کے روزہ شہر رمضان ہی سے واقع ہوگا اور نذر معین کے دن مین اگر کسی دوسرے واجب کی نیت کریگا تو اسی دوسرے واجب سے روزہ واقع ہوگا مطلقاً یعنے صحیح ہو یا مریض مقیم ہو یا مسافر پس نذر معین کی قضا لازم ہوگی صحیح تر قول پر اور شہر رمضان کے روزون مین ہر روز نیت کی احتیاج ہے اگرچہ روزہ دار تندرست مقیم ہو اور شہر رمضان اور نذر معین اور نفل کے روزون مین نیت کا معین کرنا افضل اور انکے سوا اور روزون مین نیت کا معین کرنا شرط ہے یعنی یہ جاننا کہ کونسا روزہ رکھتا ہے اور نیت کے الفاظ کو زبان سے تلفظ کرنا سنت مشائخ ہے اور روزہ رکھنے کے لیے سحر کھانی بھی نیت ہے اور اگر دن مین نیت کے وقت سے پہلے بے نیتی کے اپنے تئین صائم قرار دے تو نیت نہوگی

اور روزہ شہر رمضان کی نیت کرنی بالاجماع صحیح ہے تو یہ کہے اَصُوْمُ غَدًا لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ شَہْرِ رَمَضَانَ مگر دن مین نیت کرے تو بجاے لفظ غدًا کے ہٰذَا الْیَوْمَ کہے اور دن مین صرف نیت افطار سے روزہ نہین جاتا اگر افطار نہ کرے اور نیت روزہ کی نماز مین درست ہو اور بدون تلفظ کے مفسد نماز نہین ہوا اور نہ رکھا جاوے روزہ روز شک کا یعنی اُس دن جو متصل ہے تیسوین شعبان سے اگرچہ مانع رویت نہ رہنے کی حالت مین چاند دیکھا گیا ہو اور اُس دن مین نیت نفل روزہ رکھنے کا مضائقہ نہین اور اگر کسی واجب کا روزہ رکھا تو مکروہ تنزیہی ہے اور اگر روزہ شہر رمضان کا نیت کر کے رکھا تو مکروہ تحریمی اور اگر روزہ رمضان کے سوا کسی اور دوسرے روزہ کی نیت کر کے رکھا پھر ظاہر ہوا کہ وہ دن شعبان کا ہے تو جسکی نیت کی ہے اُسکے لیے کافی ہے اور اگر ظاہر ہوا کہ شہر رمضان کا وہ دن ہے تو شہر رمضان مین محسوب ہوگا اگر یہ شخص مقیم ہو لیکن جسکا معمولی محض نفل روزہ رکھنے کا وہ دن واقع ہوا اُسکو وہی معمولی روزہ رکھنا افضل ہے اگر وہ دن معمولی روزہ رکھنے کا نہو تو خواص اس دن مین اسطرح روزہ رکھین کہ کسی کو خبر نہو اور عوام زوال تک چاند کی تلاش کرین اگر چاند ہونے کی خبر صحیح سنین تو روزہ رکھین ورنہ بعد زوال کے افطار کر لین شک کے ساتھ خواص یہ اور خواص وہ ہین جو شخص نفل کی نیت سے روزہ رکھین اور ایسی نیت ہو کہ اگر شہر رمضان ہو تو یہ روزہ اسمین محسوب ہو ورنہ نفل یا واجب صحیح ہو گیا وہ عوام ہین اور اُس شخص کا روزہ نہین ہے جسنے اصل نیت مین تردد کیا اپنے اسطرح نیت کی کہ کل رمضان ہوگا تو روزہ ہے نہین تو نہین ہوگا نیت کا

نہین ہو جیسا اُس شخص کا بھی روزہ نہین ہو جسنے نیت کی کہ اگر صبح کو ناشتہ نہ ملا
تو روزہ ہو اور ملا تو افطار اور جسنے نیت کے وصف مین تردید کی یعنی اسطرح نیت کی
کہ اگر دن رمضان کا ہو تو روزہ رمضان کا ہو نہین تو کسی دوسرے واجب کا یا روزہ
نفل ہو پس اگر واضح ہوا کہ وہ دن رمضان کا ہو تو وہ روزہ رمضان ہی کا ہوگا نہین تو
کراہت تنزیہی کے ساتھ نفل صحیح ہوگا دونون صورتون مین یعنی واجب اور
نفل مین اور اُسکے توڑنے سے قضا لازم نہ آویگی اور اگر شک کے دن مین
کسی شخص نے نصف روز تک انتظار کیا اور اس عرصہ مین بھولے سے کچھ کھالیا
پھر معلوم ہوا کہ رمضان کا یہ دن ہو تو بھی اُس روزہ کی نیت کرنی جائز ہوگی اور اگر
کسی عاقل بالغ نے ہلال شہر رمضان کا دیکھا یا عید کا اور اُسکا قول حجت شرعیہ کے
روسے نہ مانا گیا یعنی فاسق ہونے کی جہت سے یا غلطی کی وجہ سے تو وہ روزہ
رکھے ہر صورت مین عید کا چاند ہو یا رمضان کا پس اگر عاقل بالغ چاند دیکھنے
والے نے رد شہادت سے پہلے افطار کیا تو صرف قضا لازم ہو دونون مین
لیکن بعد قبول شہادت کے عید کے چاند مین افطار کرنے سے صرف قضا ہو
اور شہر رمضان کے چاند مین افطار کرنے سے قضا اور کفارہ بھی واجب ہو اگرچہ
فاسق ہو صحیح تر روایت پر اور روزہ رکھنے کے لیے اگر مطلع پر علت ہو تو مسلم
بالغ عاقل ایک مرد یا ایک عورت کی خبر قبول کی جاوے بغیر دعوی اور بغیر کہنے
لفظ بچشم خود چاند دیکھا مین نے اور بدون حکم اور مجلس قضا کے گو وہ غیر عدل
یعنی مستور الحال ہو اور اسی کی تصحیح ہوئی ہو اور یہ بھی ظاہر الروایۃ ہو بشرطیکہ فاسق نہو
بالاتفاق اور فاسق مجاز ہو اسکا کہ شہادت دیوے باوجودیکہ اپنا فسق جانتا ہو

اسواسطے کہ قاضی کبھی فاسق کی شہادت قبول کرتا ہو اور شخص عادل کو لازم ہو
کہ اُس رات مین شہادت ادا کرے کہ کہین لوگ وقت صبح کے افطار نہ کر لین
اور یہ شہادت فرض عین ہو اگرچہ عادل مذکور غلام ہو یا عورت یا زنا کی تہمت مین
حد ماری گئی ہو جبکہ توبہ کر لی ہو اور گو کیفیت اپنی رویت کی نہ بیان کرے
بلکہ خبر کے بنا پر مذہب درست کے اور فاسق اگر جانے کہ حاکم میرا قول مان لیگا
تو اُسپر ادائے شہادت واجب ہوگی اور مستور الحال مین دو روایتین ہین آیا
واجب ہو لونڈی پردہ نشین پر کہ نکلے اُس رات مین بدون اجازت اپنے مولیٰ کے
اور شہادت ادا کرے اور یہی حکم آزاد عورت کا ہو کہ بے اجازت خاوند کے جا کے
ادائے شہادت کرے اور غیر پردہ نشین اور بے نکاح بطریق اولیٰ جا کے ادائے
شہادت کرے اور ظاہر یہ کہ اسکا محل وہ ہو کہ ثابت ہونا رویت کا اُسکے دینے پر موقوف ہو
ورنہ ادائے شہادت کے لیئے نکلنا لازم نہین اور روزہ اور افطار دونون کیلیے
اگر مطلع پر علت ہو تو دو عورت اور ایک مرد یا دو مرد مسلم عاقل بالغ آزاد عادل
یعنی گناہ کبیرہ کو ترک کرنے والے اور صغائر پر اصرار نہ کرنے والے کی شہادت
اس لفظ کے ساتھ کہ بچشم خود چاند دیکھا مین نے کفایت ہو اور منجم کے قول پر
کہ فلانی تاریخ مین چاند ہوگا روزہ لازم نہین اگرچہ منجم عادل ہو بنا بر مذہب صحیح
اور روایت صحیح کے اور خود منجم کو اپنے حساب پر عمل کرنا جائز نہین اور اگر مطلع صاف ہو
تو چاند ہونے کی اتنے مسلمان آزاد عدل کی شہادت کا اعتبار ہو کہ غلبہ
ظن کو مفید ہو اور جماعت عظیم ہونی شرط نہین بلکہ مجرد عدد کا ہونا ظاہر الروایہ
اور عدد دو پر بھی صادق آتا ہو اور کفایت ہو اور ایک شخص کے چاند دیکھنے کی بھی

شہادت کفایت ہے اور ہمارے نزدیک مقبول اور صحیح اور معتمد ہے اگر شہر کے باہر سے
چاند دیکھ کے آیا ہو یا مکان مرتفع پر سے دیکھا ہو اور ایک شخص کی شہادت امام جب
رد کرے کہ مطلع صاف ہو اور وہ شخص نہ شہر کے باہر سے چاند دیکھ کے آیا ہو نہ مکان
مرتفع پر سے دیکھا ہو بلکہ شہر مین سے چاند دیکھا ہو اور یہ بھی ظاہر الروایۃ ہے اور
اگر دو شخص عدل کی شہادت شہر رمضان کا چاند رات کو بچشم خود دیکھنے مین
قبول کی گئی ہو تو اکتیسوین ۳۱ شب مین شوال کا چاند دیکھا جاے یا نہ ابر ہو یا نہو
افطار حلال ہے اور اگر شہر رمضان کا چاند ایک شخص عدل کی شہادت سے ثابت
ہوا تھا اور اب اکتیسوین ۳۱ شب مین مطلع پر علت رہنے کی حالت مین شوال کا
چاند نہ دیکھا جاے تو افطار حلال ہے اور اگر مطلع صاف رہنے کی حالت مین دیکھا جاے
تو اکتیسوین روز افطار نہ کرے اور مشابہ بحق یہی ہے اور ذی الحجہ شوال کے مانند ہے
اور جو چاند کہ دن کو اگرچہ دوپہر کے قبل نظر آے وہ شب آیندہ کا ہے صحیح مذہب پر
اور مطالع کا اختلاف معتبر نہین ظاہر مذہب ہے اور اسی پر اکثر مشایخ ہین اور اسی پر
فتویٰ ہے پس اگر اہل مغرب شب جمعہ مین چاند دیکھین اور اہل مشرق شب شنبہ مین
اور جماعات متعددہ آکر بیان کرین کہ اہل مغرب نے شب جمعہ مین چاند دیکھ کے
روزہ رکھا تو انپر بھی روز جمعہ کے روزے کی قضا واجب ہوگی لیکن ذی الحجہ کا چاند
دیکھنے مین مطالع کا اختلاف معتبر ہے فصل غیر حاجی کے حق مین عرفے کے دن
روزہ رکھنا سنت ہے مگر عرفے کے دن قضا یا نذر یا کفارے کے روزے کی نیت کی تو
وہ روزہ دونون مین محسوب ہوگا اور عشرہ اول ذی الحجہ کے باقی ایام مین ہر روزہ ایک
سال کے روزے کے برابر ہے اور روزہ عاشورا کے ساتھ نوین تاریخ کا کے روزہ رکھنا

مستحب ہی اور روز پنجشنبہ وجمعہ و دوشنبہ مین روزہ رکھنا مندوب ہی اور اُسکے ساتھ ایک روز قبل یا بعد کا ملا کے روزہ رکھنے مین احتیاط ہی اور اسی طرح روز یکشنبہ مین روزہ رکھنا مندوب ہی اور ہر مہینے مین مطلق یعنی کسی تین دن مین روزہ رکھنا مندوب ہی متصل ہو یا متفرق لیکن بیض کی راتون کے دنون مین یعنی تیرھوین اور چودھوین اور پندرھوین تاریخ مین روزہ رکھنا مندوب و افضل ہی اور شعبان کی پندرھوین تاریخ مین اور ماہ رجب مین خصوص اُسکی ستائیسوین تاریخ مین روزہ رکھنا مندوب ہی اور شوال مین عید الفطر کے بعد چھ روزے متصل اور افضل یہ ہی کہ متفرق رکھے وصائم الدہر ہی فصل سوم دہر یعنے ایام منہیہ کو بھی شامل کر کے ہمیشہ روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہی اور اس ایام کے سوا ہمیشہ روزہ رکھنا مکروہ تنزیہی ہی اگر ضعف کا خوف ہو یا طاقت نہو لیکن صوم داؤد یعنی ایک دن روزہ اور ایک دن افطار کرنا افضل ہی اگر مداومت ہو سکے اور اگر پے در پے روزے رکھنے کی طاقت نہو تو بعد گذرنے نصف شعبان کے قضا اور واجب کے سوا روزہ رکھنا مکروہ تنزیہی ہی اور صوم وصال یعنے چند روزے پیاپی رکھنے اور بیچ مین افطار نہ کرنا مکروہ تحریمی ہی اور روز عاشورا مین تنہا روزہ رکھنا یعنی نوین یا گیارھوین تاریخ کا روزہ اُسکے ساتھ نہ ملانا اور قصداً نوروز مین روزہ رکھنا مکروہ تنزیہی ہی و گر نوروز یا مہرجان سنت موکدہ یا معمولی روزہ کے موافق آپڑے تو مکروہ نہین اور اگر فرض یا نذر یا قضا یا کفارہ یا سنت موکدہ یا معمولی روزہ شنبہ کے دن آپڑے تو مکروہ نہین ورنہ روز شنبہ مین تنہا روزہ رکھنا مکروہ تنزیہی ہی اور مشابہت کے قصد سے

مکروہ تحریمی ہی اور روز عیدین مین دو روزے اور ایام تشریق مین تین روزے یہ پانچ روزے ہر سال مین مکروہ تحریمی ہین لیکن جسے ہدی نملے اُسے ایام تشریق مین روزہ رکھنا جائز ہی ف ہدی نام اُن چارپایون کا ہی کہ حرم مین ذبح کیے جاتے ہین واسطے طلب ثواب کے بکری ہو خواہ دنبہ یا بھیڑ اور گائے ہو خواہ بھینس یا اونٹ بلاغ المبین فصل نفل روزے کے بیان مین اور مکروہ ہی عورت کو روزہ نفل رکھنا بدون اجازت اپنے خاوند کے اور غلام کا روزہ نفل بدون اجازت مولی کے اور اجیر کا روزہ نفل بدون اجازت مستاجر کے اور صوم الصمت یعنی روزہ رکھنا اور حالت صوم مین کلام نکرنا مکروہ تحریمی ہی

## باب اُن چیزون کے بیان مین جو روزہ کی مفسد ہین

مفسد کی دو قسم ہی ایک جس سے صرف قضا لازم ہو دوم جس سے قضا و کفارہ دونون لازم ہون اور غیر مفسد کی بھی دو قسمین ہین ایک وہ جسکا کرنا مباح ہی دوم جسکا کرنا مکروہ ہی پس اگر کسی نے ماہ رمضان ثابت ہونے کے انتظار مین افطار کی چیزون سے احتیاط کی اور بھول کر قصداً افطار کیا یا نیت کرنے کے بعد بھول کر افطار کیا تو روزہ نہین ٹوٹتا بخلاف روزہ نفل رکھنے والے کے کیونکہ اگر وہ پہلے نیت کے کھالے تو اُسکو بھوکے لئے والا نہین کہتے اور ایسا ہی حکم ہی صوم قضا و کفارہ مین ہان البتہ نسیان متصور ہو سکتا ہی ادائے شہر رمضان اور نذر معین مین لیکن اگر کوئی شخص اُسے روزہ یاد دلائے اور وہ التفات نکرے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہی اور اُسپر کفارہ لازم نہین ہوتا یا جو چیز کھانے کی نقرار دیگئی ہو اور اُس سے احتراز ممکن نہو مثلاً غبار یا دھوان یا مکھی اُڑکے بے اختیار حلق مین جائے

تو روزہ نہین ٹوٹتا اگرچہ روزہ یاد ہو پس اگر روزہ یاد ہونے کی حالت مین قصداً دھوان حلق مین پہونچاوے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہی اگرچہ عود و عنبر کا دھوان ہو اور جس دھوین مین نفع کا ظن ہو قصداً اُسکے پہونچانے سے کفارہ لازم ہوتا ہی اور اُسکو گل ورد اور عرق گل اور مشک وغیرہ خوشبو سونگھنے کے مانند سمجھنا نچاہیے یا اگر تیل یا سرمہ لگایا یا پچھنے لگائے تو روزہ نہین ٹوٹتا اگرچہ اپنے حلق مین سرمہ یا تیل کا مزہ یا تھوک مین اُسکا رنگ پاوے اور امام مالک اور احمد کہتے ہین کہ سرمہ لگانا جائز نہین اور روزہ مین سینگی لگانی رخصت ہی اور نہ لگانی عزیمت میزان شعرانی حاشیہ بلوغ المرام مترجم حجامت صائم مین یا بوسہ دیا اور انزال نہوا یا احتلام ہوا یا دیکھنے سے انزال ہوگیا یا منھ مین کلّی کی تری باقی رہگئی اور اُسکو تھوک کے ساتھ نگل گیا تو روزہ نہین ٹوٹتا لیکن منھ سے پانی گرانے کے بعد تھوکنا شرط ہونا چاہیے کیونکہ پانی تھوک مین ملا رہتا ہی البتہ تھوکنے مین مبالغہ شرط نہونا چاہیے یا دوائیون کے کوٹنے سے اُنکا مزہ اپنے حلق مین پاوے یا ہڑ کو چبا دے اور اُسکا مزہ حلق مین جاوے لیکن اُسکے اجزا مین سے کچھ حلق مین نہ جاوے تو روزہ نہین ٹوٹتا بخلاف شکر یا اُسی طرح کی دوسری چیز کے کہ اُسکے چوسنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہی اور کان مین پانی داخل ہونے سے روزہ نہین ٹوٹتا لیکن داخل کرنے سے اور تیل داخل ہونے اور کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہی اور اگر دانتون سے خون نکلا اور حلق مین چلا گیا یعنی پیٹ مین نہ پہونچا تو روزہ نہین جاتا لیکن جبکہ پہونچے پیٹ مین پس اگر خون اور تھوک دونون برابر ہون تو روزہ ٹوٹ جاتا ہی اگر خون کم اور تھوک زیادہ ہو تو نہین ٹوٹتا اگر جبکہ پاوے اُسکا مزہ

اور اگر کسی دوسرے کا مارا ہوا نیزہ یا پیکان روزہ دار کے پیٹ تک پہونچ جاے
تو روزہ نہین ٹوٹتا اگرچہ اسکا پھل اندر رہ جاے اور بواسیر کے مسّے دھوئے ہوے
خشک ہو کے اندر چڑھ جانے سے روزہ نہین ٹوٹتا و اگر خشک ہونے کے قبل
اندر چڑھ گئے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہی یا اگر جماع کرتا تھا بھول کر پھر یاد آتے ہی ذکر کو
نکال لیا یا قبل فجر کے عمداً جماع کیا پھر فجر ہوتے ہی ذکر کو نکال لیا تو روزہ نہین گیا
اگرچہ نکال لینے کے بعد منی نکلے لیکن اگر نہ نکالا اور اسی حالت پر باقی رہا تو منی
نکلی ہو یا نہ یاد آنے کی صورت مین اسپر قضا ہی کفارہ نہین اور طلوع فجر مین قضا او
کفارہ بھی ہی جیسے کہ کفارہ واجب نہین یاد آنے کی صورت مین اگر نکال لیا پھر
داخل کیا اور واجب ہی طلوع فجر مین یا پھینک دیا لقمہ اپنے منھ مین سے روزہ یاد
آتے ہی یا فجر ہوتے ہی تو روزہ نہین ٹوٹتا اور اگر منھ سے باہر نہین نکالا اور نگل لیا
تو کفارہ لازم ہی اور اگر منھ سے نکال کے اُگلے ہوئے کو کھا گیا تو کفارہ لازم نہین
اور اگر اپنے ذکر کے سوراخ مین تیل ٹپکایا تو روزہ نہین ٹوٹتا اگرچہ مثانہ تک
پہونچ جائے صحیح مذہب پر بخلاف عورت کے بالاجماع اور حالت جنابت مین
صبح ہو جانے سے روزہ نہین ٹوٹتا اگرچہ تمام روز جنب رہا ہو اور اگر صائم کے
مغز سے رینٹ اوترکے ناک کی پھننگ تک آیا اور اُسنے عمداً اُسے کھینچ لیا اور
وہ حلق مین چلا گیا تو روزہ نہین ٹوٹتا اور اسی طرح اگر صائم کا لعاب منھ سے ٹھوڑی تک
شل دھاگے کے لٹک آیا اور تار نہ ٹوٹا تھا کہ اُسنے عمداً کھینچ لیا تو روزہ نہین ٹوٹتا
لیکن دونون مسئلون مین بسبب رعایت اختلاف شافعی کے احتیاط مستحب ہی
اور اگر تاگا بٹنے کو منھ مین سے لے کے اسنے چند بار تھوک سے بھگویا پس اگر

اس تانگے مین سے لگے ہوئے تھوک کو نگلا ہو تو روزہ نہین جاتا اور اگر روزہ یاد ہوتے ہوئے
اُسے نگل جاوے تو روزہ جاتا رہتا ہے جیسے رنگین تاگے کا رنگ تھوک مین ظاہر ہو
اور وہ اُسے نگل جاوے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے فصل جو چیز غذا یا دوا کی جنس سے
نہ ہو اور نگلی ہو یا دیکھی ہو لیکن عذر شرعی ہو جیسے انسان نہین کھاتا یا مکروہ
جانتا یا نفرت کرتا ہے اگر اُسے پیٹ یا دماغ مین پہونچاوے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے
اُسے قضا کرے کفارہ لازم نہین پس اگر کنکر یا پتھر کھایا یا گل ارمنی کے سوا
جسکے کھانے کی عادت ہو وہ مٹی کھائی یا حقنہ کرایا یا ناک یا مُنہ مین دوا رکھی
اور اُنھین سے دماغ پر چڑھ گئی یا حلق مین اتر گئی تو صرف قضا کرے اور اگر دماغ
یا پیٹ مین زخم کی راہ سے دوا پہونچی معلوم ہوئی تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے دوا تر ہو
یا خشک اور اگر پہونچنا معلوم نہوا اور دوا تر ہو تو ٹوٹ جاتا ہے اگر خشک ہو تو نہین ٹوٹتا
اور اگر خطا سے روزہ ٹوٹا یعنی روزہ یاد ہوتے ہوئے مثلاً مضمضہ کرنے مین
بے قصد حلق مین پانی اوتر گیا یا سوتے آدمی نے پانی پی لیا یا دوسرے کی
زبردستی سے صائم نے افطار کیا یا سوتے آدمی کے حلق مین کوئی چیز ڈالی گئی
تو قضا کرے اور مرد و عورت یا بے شہوت والی لڑکی یا بہیمہ کے ساتھ یا غیر قبل
یا غیر دبر مین وطی کرنے سے یا مباشرت فاحشہ سے اگرچہ دونون عورتون مین ہو
اگر انزال نہوا تو روزہ نہین ٹوٹتا اور اگر انزال ہوا تو ٹوٹ جاتا ہے صرف قضا کرے
یا تمام شہر رمضان مین روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کی نیت نہ کی صرف امساک کیا
تو صرف قضا کرے یا اگر صبح کی اُس حال مین کہ نیت صوم کی نہین کی تھی پھر ناشتہ
افطار کیا یا دن مین زوال کے قبل نیت کرنے کے بعد افطار کیا ہو تو قضا لازم ہے

کفارہ نہین ہے اور بھول کر کھانے اور جماع کرنے سے روزہ نہ ٹوٹنے کا عالم اگر بھول کر
کھانے یا جماع کرے بعد اسکے اوسوقت اس مسئلہ کے سہو کرنے کی حالت مین روزہ
ٹوٹ جانے کے گمان سے قصداً افطار کرے تو صرف قضا کرے کفارہ لازم نہین ہے
صحیح یہ ہے اور اگر سہواً کھانے یا جماع کرنے کے بعد عالم مذکور نے اس مسئلہ کے یاد
رکھنے کی حالت مین قصداً افطار کیا تو کفارہ بھی لازم ہے مگر اس مسئلہ کا عالم نہو تو
قضا کرنا اور کفارہ لازم نہونا متفق علیہ ہے اور اگر عورت نے رات مین روزہ کی
نیت کی تھی پھر رات ہی مین مجنون ہو گئی اور جماع کی گئی دن مین یا دن مین قبل
نصف روز شرعی [ملہ] کے نیت کی پھر مجنون ہو گئی پھر وطی کی گئی تو قضا لازم ہے اور اگر
توڑ ڈالا کوئی روزہ سوائے روزہ ادائے شہر رمضان کے تو صرف قضا لازم ہے
اور اگر سحری کھائی رات کے گمان سے پس اگر معلوم ہوا کہ فجر طلوع ہو گئی تو اسپر صرف
قضا ہے اور اگر کچھ معلوم نہوا تو قضا بھی نہین اور اگر غروب آفتاب کا گمان کر کے افطار کیا
بعد اسکے غروب نہونا معلوم ہوا تو صرف قضا ہے اور اگر کچھ معلوم نہوا تو قضا بھی نہین
اور ان صورتون مین باقی روز مین امساک واجب ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ جو شخص غیر روزہ دار
آخر روز مین ایسی حالت پر ہو جائے کہ اگر اول روز مین اس حالت پر ہوتا تو روزہ
لازم ہوتا پس اسکے ذمہ امساک لازم ہے جیسے بعد دوپہر شرعی کے یا کھانا کھانے کے
بعد قبل دوپہر شرعی کے مسافر کہ مقیم ہو گیا اور حائض اور نفسا کہ پاک ہوئین اور
مجنون کہ ہوش مین آیا اور مریض کہ اچھا ہو گیا اور اجماع ہے اسپر کہ حائض اور نفسا
اور مریض اور مسافر پر امساک واجب نہین اور اسی طرح حال ہے اس شخص کا کہ
اسپر روزہ واجب ہوا ہو سبب کے موجود ہونے اور اہلیت کے متحقق ہونے سے

ملہ نصف روز شرعی اول زمانہ طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک ہے اسکا نصف ہوا ۱۲

مگر اُسکا پورا کرنا متعذر ہوگیا جیسا جان سے افطار کر ڈالے یا یوم الشک میں فطار
کرنے والا ہو پھر ظاہر ہوا کہ یہ روز شہر رمضان کا ہے یا سحر کھالی اس خیال سے کہ
ابھی صبح نہیں ہوئی پھر معلوم ہوا کہ صبح ہوگئی ان صورتوں میں بھی امساک واجب ہے
اور یہ سب جو مذکور ہوئے اس روز کا روزہ قضا کریں مگر لڑکا جو بالغ ہوا یا کافر
جو مسلمان ہوا وقت نیت کے بعد اس روز کے روزہ کی قضا نہ کریں گو وہ دونوں
افطار کر لیں لیکن اگر یہ دونوں روزہ کی نیت کریں قبل دوپہر شرعی کے تو روزہ
نفل ہوگا کہ توڑنے سے اُسکی قضا لازم آویگی اور اگر نیت کرلی مسافر یا مجنون
یا مریض نے قبل دوپہر شرعی کے تو درست ہے فرض سے اور اگر حائض یا نفسا نے
نیت کرلی تو صحیح نہیں ہے بالکل یعنی نہ فرض نہ نفل فصل اگر شہر رمضان کی شب میں
نیت کر کے دن کو حالت صوم میں روزہ یاد ہوتے ہوئے بے عذر قصداً ایسی شے
کھائی یا دماغ میں پہونچائی جو جسم کی اصلاح کے لیے عادتاً کھائی جاتی ہو یا بقصد
غذا یا دوا یا تلذذ کے کھائی جاتی ہو یا دُبر میں یا قُبل محقق میں مرد نے اپنے ذکر کا
اگرچہ صرف تمام حشفہ داخل کر دیا پس اگر دونوں آدمی ہوں اور زندہ ہوں اور
شہوت کامل رکھتے ہوں اور مکلف یعنی عاقل بالغ ہوں تو قضا اور کفارہ لازم ہے
مثل ترتیب کفارۂ ظہار کے یعنی ایک غلام آزاد کرے اور اگر غلام آزاد کرنے کے لیے
نپاوے تو دو مہینے پیاپے روزے رکھے اور گر درمیان میں بے عذر یا عذر سے کوئی
روزہ فوت ہو جائے تو سر نو سے روزے رکھے لیکن سن ایاس سے قبل حیض
عذر معتبر ہے اور اگر روزہ رکھنے کی بھی طاقت نہو تو ساٹھ مسکین کو ایک ایک نیم صاع
قدر صدقہ فطر کے گیہوں یا جو وغیرہ جو فطرہ میں ہے کھلائے یا ایک ایک فقیر کو دیدے یا ایک

له وہ جو سیر ہے اور انگریزی تولہ سے پیچھے ساڑھے چھ ... غرض ... نصف صاع

ساٹھ روز تک ہر روز قدر صدقہ فطر کے اُسے دیا کرے اور جسے زکوٰۃ دینا جائز نہین وہ کفارہ پانے کا بھی مجاز نہین لیکن ذمی فقیر کو دینا جائز ہے اور کفارہ اس صورت مین ہے کہ روزہ دار نے رات سے نیت کی ہو اور نہ حادث ہو بعد عمداً افطار کرنے کے وہ عذر جو کفارہ کو ساقط کر دے مثلاً حیض اور اگر روزہ عمداً توڑنے کے بعد بیمار ہو لے اپنے تئین زخم لگا کے یا زبردستی کوئی لے سفر مین لیجائے تو قول معتمد یہ ہے کہ کفارہ لازم ہے وگر اپنی خوشی سے سفر کریگا تو بالاتفاق کفارہ ساقط نہوگا لیکن اگر افطار کرے بعد اُسکے کہ سفر کیا تو کفارہ واجب نہین اگرچہ روزہ توڑنا اُسپر حرام ہے اگر فجر کے بعد سفر کیا ہو اور جسکو عادت مقررہ ہے تپ کی یا حیض کی پس اگر افطار کیا اور عذر مقررہ پایا گیا تو کفارہ واجب نہین وگرنہ پایا گیا تو واجب ہے اور دشمن کے مقابلہ کا یقین کر کے افطار کرنے مین بالاتفاق کفارہ واجب نہین اور اگر چند روزے توڑے ہون تو ہر ایک روزہ کی قضا کرین اور آخر مین سب کا صرف ایک کفارہ دینا کفایت ہے اور اگر دو رمضان کے روزے توڑے ہون تو دو کفارے لازم ہین یہ ظاہر الروایہ ہے اور بعضون نے فتوی کے لیے یہ اختیار کیا ہے کہ اگر کھانے سے یا دماغ مین کوئی چیز پہونچانے سے افطار کیا تو ایک ہی کفارہ ہوگا و اگر جماع سے مکرر افطار کیا تو جداجدا کفارہ ہوگا اور اگر کسی شخص نے افطار کیا بے عذر روبرو سب کے سامنے تو اُسکو قتل کیے جانے کا حکم بالاتفاق ہے اور حدیث الغیبۃ تفطر الصیام کی تاویل کی گئی ہے بالاجماع ساتھ جاتے رہنے ثواب کے پس اگر غیبت کے بعد روزہ ٹوٹ جانے کے گمان سے قصداً افطار کرے تو کفارہ لازم ہے ہر حال مین یعنی اُسکی تاویل اسکو معلوم ہو

یا نہ معلوم ہو اور حدیث افطر الحاجم والمحجوم کی بھی تاویل کی گئی ہے لیکن بعضون نے اسکے ظاہر معنی پر بھی عمل کیا ہے پس اگر پچھنا لگانے والا یا لینے والا حجامت کے بعد روزہ ٹوٹ جانے کے گمان سے قصداً افطار کریگا تو کفارہ لازم آویگا لیکن جبکہ فتویٰ دیگا اسکو مفتی معتمد افطار ہو جانے کا اگرچہ خطا کریگا یا پچھنے لگانے والے اور لینے والے نے سنی حدیث مذکور اور نہ جانی تاویل اسکی بموجب مذہب کے تو کفارہ لازم نہوگا و اگر تاویل معلوم ہوگی تو کفارہ لازم ہوگا اور اگر ازخود قے آجائے اور دفع ہو جائے تو روزہ نہین جاتا ہر صورت مین یعنی منہ بھر آئے یا کم اور روزہ یاد ہوتے ہوئے قصداً قے کرنے سے روزہ جاتا رہتا ہے اگر منہ بھر ہو بالاجماع ہر صورت مین یعنی وہ خود پھر جائے یا پھیری جائے یا نہ پھیرے نہ پھیری جائے اور اگر قے کم ہو تو ظاہر الروایہ مثل قول امام محمد کے یہ ہے کہ ٹوٹ جاتا ہے اور اسپر اجماع ہے اور آئی ہوئی قے ازخود پھر جانے سے روزہ نہین جاتا اور روزہ یاد ہوتے ہوئے اسکے قصداً پھیرے جانے سے روزہ جاتا ہے بالاجماع اگرچہ قلیل یعنی بقدر چنے کے ہو اور ان سب صورتون مین قضا ہے کفارہ نہین اور قے خواہ طعام کی ہو خواہ پانی کی خواہ صفرا یا خون کی ہو خواہ بلغم کی اور دانتون مین اٹکے ہوئے گوشت کو قصداً کھا جانے سے روزہ قضا کرے اگر اسقدر ہو جسکا نگلنا ممکن ہو بدون استعانت لعاب کے اور بعضون نے فساد روزہ مین چنے کے مقدار کو اختیار کیا اور وہ مقدار مذکور سے کم مین روزہ نہین جاتا مگر جبکہ منہ سے نکال کے پھر کھا جائے تو روزہ ٹوٹ جائیگا اور کفارہ لازم نہ آویگا اور کھا لینا کسی چیز کا مقدار ایک تل کے بھی منہ کے باہر سے

دینے کو توڑتا ہے اور کفارہ بھی لازم آتا ہے مگر جبکہ چبائے اسطرح کہ اسکے اجزا منہ مین متفرق ہو جائین تو دانتون مین چمٹ جاویگا اور پیٹ مین کچھ نہ پہونچیگا اور تھوک کے تابع ہوگا پس روزہ سلامت رہیگا مگر یہ کہ مزہ پاوے اپنے حلق کے اندر تو روزہ ٹوٹ جاویگا اور اسی کو کمال نے پسند کیا ہے اور کہا ہے کہ یہی قاعدہ کلیہ ہے ہر قلیل شے مین جسکو چباوے کہ اگر حلق کے اندر مزہ پاویگا تو روزہ ٹوٹ جاویگا ورنہ جاویگا فصل اگر نمک کم یا زیادہ ہونے سے زوج یا مالک بدخلق تنگ گیری کرتا ہو یا کوئی چیز خرید کرتا ہو اور بدون چکھنے کے اور طرح سے نہ لے سکتا ہو اور غبن کا خوف ہو تو چکھنا مکروہ نہین اور اگر غبن وغیرہ کا خوف نہو تو فرض روزہ مین چکھنا مکروہ ہے اور بے عذر یعنی بے روزہ دار شخص پاس ہوتے ہوئے بچہ کو کھلانے کے لیے کھانے کی چیز چبانی صرف فرض روزہ مین مکروہ ہے اور بے عذر کذب ناجائز اور کلام فحش اور نمیمہ اور غیبت کرنی اور لڑنا اور بوسہ دینا اور مساس کرنا مکروہ ہے اگر جوان ہو اور انزال یا جماع سے امن مین نہو اور حجامت کرنی یا فصد لینی مکروہ ہے اگر ضعف کا خوف ہو اور منھ مین آب دہن جمع کرکے نگلنا اور پانی مین غوطہ کرنا اور بجاے مسواک کے مصطگی چبانی اور اکثر روز جنب رہنا غسل نہ کرنا مکروہ ہے اور مسواک کرنی اگرچہ بعد دوپہر کے ہو یا پانی مین تر ہو بنابر مذہب صحیح کے اور وضو کے سوائے کلی کرنی اور ناک مین پانی ڈالنا اور خنکی حاصل کرنے کے قصد سے کپڑا تر جسم مین لپیٹنا مکروہ نہین اسی پر فتویٰ ہے اور سحری کھانا سنت اور باکل برکت ہے اور سحور کی تاخیر مستحب ہے اور جب آفتاب غروب ہو جاے تب افطار جلد کرنا مستحب ہے مگر ابر مین تاخیر کرے

لے (۱) فحش یعنی بیہودہ بات نمیمہ یعنی ایک شخص کی بات دوسرے شخص کے سامنے ایسی بیان کرنی جس مین فساد ہو ۱۲ منہ

سے غیبت کسی مسلمان کی برائی اسکے پیٹھ پیچھے ایسی طرح کرنی کہ اگر وہ سنے تو اسکو ناگوار ہو

سے (۲) مساس کرنا یعنی بدن سے بدن ملانا ۱۲

تمت

اُسوقت تک کہ غروب آفتاب کا ظن غالب ہو اور تعجیل مستحب یہی کہ کثرت سے
ستارے نکلنے کے قبل افطار واقع ہو اور افطار کو مقدم کرنا سنت ہی گو کہ نماز کو
مقدم کرے تو افطار کرکے سنت پڑھے اور اگر کھجور نہ پائے تو پانی سے
افطار کرنے کی حدیث کو صحیح کہا ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم نے رہبر
افطار کرنے کے بیان مین بلاغ المبین مین اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبکہ
افطار کرتے روزہ تو فرماتے اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ
ابوداؤد و بلاغ المبین اور جو شخص بلند مکان پر ہو مثلاً منارہ وہ افطار کرے جب تک
آفتاب غروب نہو جاوے اور شہر والے اُس سے پہلے افطار کرسکتے ہین اگر اُنکے نزدیک
آفتاب غروب ہو جائے اُس سے پہلے اور یہی حال ہی طلوع کا فجر مین یا سحر مین
اور اگر حرفہ والے کے پاس اُسکی اور اُسکے عیال کی کفایت موجود ہو تو اُسکو
افطار حلال نہین کیونکہ اُسکو سوال حرام ہی پس افطار بالاولی حرام ہوگا اور جو کفایت
موجود نہو تو اُسکو عمل کرنا جائز ہی اُس مقدار کہ کفایت کرے اور اگر بغیر افطار کیے
عمل نہو سکتا ہو تو افطار جائز اور ہر روزے کے بدلے نصف صاع کھانا دے
اُس صورت مین کہ اور دنون مین گنجایش روزہ رکھنے کی نہ ملے و گر ملے تو قضا
واجب ہوگی بشرطیکہ دوسرا کام نہین کرسکتا جسمین روزہ بھی رکھ سکے ایسا ہی
اگر خوف ہو کھیتی کے ہلاک ہونے کا یا چوری جانے کا اور کوئی آدمی نہ ملے جو اجرت
رائج پر کام کرے اور یہ خود اُس کام کو کرسکتا ہی تو افطار جائز ہو پس اگر لیے اختیار سے
عمل کی جہت سے کسی شخص آزاد نے مشقت اٹھائی یہان تک کہ مریض ہو گیا پھر
افطار کیا تو قول مرجح یہ کہ اُسپر کفارہ لازم ہی اور لونڈی غلام پس اگر انھون نے

مولی کے حکم سے مجبور ہو کے ایسی مشقت اٹھائی ہے تو اُسپر کفارہ نہین و گر اپنے
اختیار سے کیا تو کفارہ لازم ہے

## فصل اُن عوارض کے بیان مین جنمین روزہ نہ رکھنا جائز ہے

اگر روزہ رکھنے مین مرض پیدا یا زیادہ یا دیر مین شفا ہونے کا خوف ہو یا خادمہ خوف کرتی ہو ضعف کا اور اِن سب چیزون کا خوف اپنے تجربہ سے ہو یا غلبۂ ظن سے بسبب کسی علامت کے یا خبر دینے سے طبیب ماہر مسلمان غیر فاسق کے یا اگر حاملہ یا دودھ پلانے والی کو بنا بر ظاہر روایت کے ظن غالب مین اپنی مضرت کا خوف ہو یا بچہ کو ضرر پہونچنے سے ڈرے یا کسی کا ایسا دباؤ ہو جو مضطر کرتا ہو مثلاً قتل کرنا اور عضو کاٹنا اور سخت مار دینی یا غازی مین ضعف کا خوف ہو تو افطار مباح ہے و گر پیاس یا بھوک سے ہلاک کا یا عقل کے نقصان کا یا بعض حواس جاتے رہنے کا خوف ہو تو بھی افطار مباح ہے اور باندی کو یہ پہونچتا ہے کہ مولی کے فرمان کو نمانے جبکہ امر مذکور اُسکو عاجز کرے فرائض کے ادا سے کیونکہ فرائض کے باب مین اُسکو اصل حریت پر باقی رکھا ہے اور جس روزہ نیت روزہ کرنے کے بعد سفر کرے اُس دن کے روزہ کا تمام کرنا واجب ہے بعد اُسکے سفر مین افطار مباح اور روزہ رکھنا مندوب ہے اگر ضرر نکرے و گر اُسپر یا اُسکے رفیق بے روزہ دار پر شاق ہو تو افطار ہی افضل ہے لیکن یہ سب جب قادر ہون تب صرف قضا کر لین اور پیاپے قضا کرنا شرط نہین لیکن پے درپے قضا کرنا مندوب ہے اُن مواضع مین جنمین پے درپے قضا کرنا شرط نہین اور اگر دوسرا رمضان آجائے تو ادا کو قضا پر مقدم کرے اور فدیہ لازم نہین پس اگر صاحب عذر مذکور اُسی عذر مین مرجائین تو اُنپر قضا واجب نہ ہوگی نہ فدیہ پس وصیت اُنکی واجب نہوگی

اور اگر بعد زوال عذر کے بقدر پورے ایام قضا کے قدرت قضائے صوم کی
حاصل ہوئی پھر موت کی جہت سے قضا فوت ہوئی تو بالکل فدیہ دینے کی وصیت
واجب ہو اور اگر اُس سے کم قدرت ملی تو اُسی قدر فدیہ دینے کی وصیت واجب ہی لیکن
جس شخص نے بے عذر افطار کیا اُسکے لیے فرصت زمانہ قضا کے پانیکی شرط نہین
پس واجب ہونا وصیت کا اُسکے ذمہ بطریق اولی ہو اور جو ولی میت کے مال مین
متصرف ہو اُسکو فدیہ ادا کرنا اُس مال کی تہائی سے لازم ہو میت کی وصیت کی
جہت سے اور اگر اُسکا کوئی وارث نہو تو کل مال مین سے فدیہ دیا جاوے اور اگر
وصیت نہین کی تو وارثون پر فدیہ کا دینا واجب نہین اور اگر دینگے تو جائز ہوگا
انشاء اللہ تعالی اور میت کو ثواب ہوگا اور فدیہ ہر ایک نماز کا گو نماز وتر ہو مثل فدیہ
ہر ایک روزہ کے ہی اور اعتکاف واجب مین کھانا دیا جاوے میت کی طرف سے
ہر روز کے لیے مانند فطرہ کے مقدار مین حاصل یہ کہ جو عبادت بدنی ہو جیسے نماز وغیرہ
تو وصی اُسکے مرنے کے بعد اُسکی طرف سے ہر واجب کے بدلے بقدر صدقہ
فطر کے کھانا دے اور جو عبادت مالیہ ہو مثلاً زکوۃ تو میت کی طرف سے نکالے
بقدر واجب کے اور جو عبادت مرکب ہو بدنی اور مالی سے یعنی حج تو میت کی
طرف سے ایک شخص کو بھیجکے حج کرا لے میت کے مال سے اور شیخ فانی یعنی جسکی
قوت فنا ہو گئی ہو یا مریض کو جب بالتحقیق اپنی صحت سے یاس ہو جاوے تو واجب ہی
دینا ہر ایک روزہ کے فدیہ مین آدھا صاع گیہون یا دوسری چیز جو فطرہ مین متعین ہی
اور اگر چاہے تو شہر رمضان کے اول مین دیدے اور چاہے آخر مین دے اور اگر
ایک فقیر کو سب فدیہ دیدیوے تو جائز ہی کیونکہ نہ تعدد فقیرون کی شرط ہو نہ مقدار

اور شیخ فانی وغیرہ پر ایسی صورت میں فدیہ ہے جبکہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو اور
بندہ اسکے ادا کا طالب ہو شہر رمضان اور اسکی قضا اور نذر اور شیخ فانی اور
جو فدیہ ہو اگر کچھ بھی چیز ہو تو صدقہ کرے اور روزہ نفل پر ادا یا قضا قصداً
بیچ شروع کرنے سے اگر عذر نہ ہو تو اسکا تمام کرنا لازم ہوتا ہے لیکن اگر شروع کیا
روزہ واجب کے گمان سے اور بعد شروع کرنے کے معلوم ہوا کہ وہ واجب نہیں
اور اسی وقت افطار کیا اگر اسکی قضا نہیں ہے مگر شروع کرنے کے بعد اس ساعت
گذر گئی تب افطار کیا تو قضا واجب ہوگی پھر اگر فاسد ہو جاوے اگرچہ فساد بغیر
کئے کی بابت سے ہو تو صحیح تر روایت میں قضا واجب ہے مگر روز عیدین اور ایام
تشریق میں تمام کرنا اسکا لازم نہیں پس اسکی قضا بھی واجب نہ ہوگی اور اگر بلا عذر
روزہ نفل میں افطار کی رخصت ہے اور ضیافت بھی عذر ہے مہمان اور میزبان
دونوں کے لیے بشرطیکہ میزبان صرف حاضر ہونے سے مہمان کے راضی نہ ہو اور
ترک افطار سے اسکو رنج ہو اور یہ اپنے نفس پر قضا کرنے کا اعتماد رکھتا ہے لیکن
دوپہر کے بعد افطار نہ کرے مگر جب افطار کرنے میں والدین کا عاق کر دینا متصور ہو
تب مضائقہ نہیں اور بدون اجازت زوج کے زوجہ کو روزہ نفل رکھنا مکروہ ہے
لیکن اگر زوج محرم یا مریض یا مسافر ہو تو جائز ہے اگر زوج نے زوجہ کا روزہ نفل
افطار کروا دیا تو قضا واجب ہوگی زوج کی اجازت سے یا بعد جدائی کے اور
غلام کو بغیر اجازت مولی کے روزہ رکھنا مکروہ ہے اگرچہ آقا کو کچھ نقصان نہ پہنچتا
ہو اگر اسے افطار کرا دیا تو اسکی اجازت سے یا بعد آزادی کے قضا کرے اور
اگر مزدور کے روزہ رکھنے سے مستاجر کا نقصان ہوتا ہو تو [illegible]

اور مسافر نے افطار کی نیت کی ہو یا نہ اگر مقیم ہو جاے اور روزہ کی نیت کرے
نصف النہار شرعی اور کھانے سے پہلے تو صحیح ہے ہر صورت مین یعنی نفل ہو یا نذر معین
یا اداے شہر رمضان اور اگر اُس روزے کی نیت کی جس مین رات سے نیت کرنی
ضروری ہے مثلاً نذر معین وغیرہ تو وہ روزہ نفل ہوگا اور اگر یہ واقعہ شہر رمضان مین ہو تو
وہ روزہ شہر رمضان ہی کا واقع ہوگا اور اسی طرح واجب ہے مقیم پر تمام کرنا اُس روزہ
شہر رمضان کا جس روز مین سفر واقع ہو لیکن اگر افطار کرے تو کفارہ لازم نہین
دونون مسئلون مین یعنی مسافر کہ مقیم ہوا اور مقیم جسنے سفر کیا مگر اُس صورت مین
کہ اپنے شہر مین داخل ہو کسی بھولی ہوئی چیز کے لینے کو اور افطار کرے تو کفارہ دے
اور اگر روزہ دار نے صرف نیت افطار کی تو افطار کرنے والا نہو جائیگا جب تک
افطار نہ کرے اور قضا کرے روزے ایام بیہوشی کے اگرچہ تمام شہر رمضان مین
بیہوش رہا ہو لیکن جس روز یا جس روز کی شب مین بیہوشی طاری ہوئی ہو
وہ روزہ صحیح ہوا بشرطیکہ نیت کا یقین ہو ورنہ اُسے بھی قضا کرے اور حالت
جنون مین جسقدر ایام گذرے ہون اُنھین قضا کرے اور اگر تمام شہر رمضان مین
جنون سے افاقہ نہو تو مطلقاً قضا لازم نہین بلا خلاف اور اگر جنون نے
جملہ اوقات کو احاطہ کیا تو نہ قضا کرے پس اگر ایک ساعت کا بھی افاقہ ہو گو شب مین
یا بعد دوپہر کے تو قضا کرے اور یہ صحیح اور معتمد ہے کیونکہ یہ ظاہر الروایہ ہے اور متون
اسی پر متفق ہین اور اگر نذر کیے روزے ایام منہیہ کے یا اُس برس کے تو نذر
صحیح ہے مطلقاً مذہب مختار پر لیکن ایام منہیہ مین افطار کرنا واجب ہے پھر اُنکی قضا کرے
اور یہ اُسوقت ہے کہ نذر ایام منہیہ سے پہلے واقع ہوئی ہو پس اگر بعد ایام منہیہ کے

نصف النہار شرعی اول زمانہ طلوع صبح صادق سے غروب جرم آفتاب تک کا نصف ہے ۱۲ منہ عفا

مثلاً چودھوین ذیحجہ مین نذر کی تو کچھ قضا نہ اسے آوے اور اسپر صرف باقی سال کے یعنی شہر ذیحجہ کے
بقیہ دنون کے روزے لازم ہونگے اور یہی صواب ہے اور مطلقاً کے یہ معنی کہ ایام منہیہ کا
ذکر صریحا کیا ہو یا نہ کیا ہو اور جو زبان سے تلفظ کیا ہے وہ اسکا مقصود ہو یا نہو یعنی
اگر چوک سے کچھ کا کچھ کہدیگا تب بھی نذر منعقد ہو جاویگی چنانچہ کسی شخص نے کہنا چاہا
کہ اللہ تعالی کے واسطے مجھپر روزہ ایک دن کا ہے اور بجاے ایک دن کے ایک مہینہ کہدیا
تو اسپر ایک مہینے کے روزے لازم ہونگے اور اسی طرح اگر کوئی اور کلام بولنا چاہتا تھا
اور بجاے اسکے زبان سے نذر کا کلمہ کہدیا تو نذر لازم ہوگی کیونکہ نذر مین ہزل یعنی
بیہودہ بات بمنزلہ جد یعنی کوشش کے ہے مثل طلاق کے اور واجب کی جنس کو اپنے
نفس پہ واجب کرنا نذر ہے اور نذر محل زبان کا ہے اور صحت نذر کی یہ شرطین ہین کہ
معصیت نہو جیسے شراب پینی اور شرط ہے کہ نہ اسپر فی الحال واجب ہو جیسے وہ نماز و روزہ
جو واجب ہو چکے ہین نہ آیندہ واجب ہون جیسے وہ نماز روزہ جو آگے واجب ہونگے اور
شرط ہے کہ اسکی جنس کا واجب لعینہ موجود ہو جو مقصود بالذات ہو یعنی کسی عبادت کا
وسیلہ نہو **فصل** اعتکاف کے معنی مرد کا ٹھہرنا کسی مسجد جماعت مین گو عاقل لڑکا ہو
یا عورت کا ٹھہرنا اپنے گھر کی مسجد مین وگر نہو تو گھر مین کسی موضع کو اعتکاف کے لیے
مقرر لینا جائز ہے اور کیا اعتکاف خنثی مشکل کا صحیح ہے اسکے گھر مین ہمین نے اس
مسئلہ کو نہین دیکھا اور ظاہر یہ ہے کہ صحیح نہین کیونکہ اسمین احتمال مذکر ہونے کا ہے اور
نفی خنثی کی باعتبار مؤنث ہونے کے مقتضی ہے کہ اسکا اعتکاف گھر مین کراہت کے ساتھ
جائز ہو اور باعتبار مذکر ہونے کے اس بات کو چاہتا ہے کہ کسی وجہ سے درست نہو
کہا ہے اسکو حلبی نے اور اعتکاف مین ٹھہرنا رکن ہے اور مسجد مین اعتکاف کرنا اور نیت

ف یعنی جو نذر کی طرف سے واجب کیا گیا ہو ۱۲ سنت یعنی نیت کی طرف سے نفل اس اعتکاف سے کرتی جو قبل ان حاجت سے کے یا محض اللہ تعالی کے لیے ہین سے نذر مانی تھی ۱۲

شرط ہو تو مسلم اور عاقل ہونا یہ دونوں شرط نیت میں آچکا ہے اور حیض اور نفاس سے
طاہر ہونا شرط حلت اعتکاف ہے اور فقہا حالت اعتکاف مندیں حیض اور نفاس سے
طاہر ہونا شرط صحت اعتکاف نذر ہے اور اعتکاف کی تین قسمیں ہیں ایک واجب ہے
اور اعتکاف واجب ہوتا ہے زبان سے تلفظ کرکے نذر کرنے سے خواہ نذر بدون
شرط کے ہو یا شرط کے ساتھ ہو اور دوم سنت موکدہ کفایہ ہے شہر رمضان کے آخر
عشرہ میں اور تیسری قسم اعتکاف کی مستحب ہے جو اسکے سوا اور زمانوں میں ہو
اور واسطے صحت اعتکاف واجب کے روزہ شرط ہے بالاتفاق بنا بر مذہب صحیح کے
اور واسطے صحت اعتکاف مسنون کے بھی روزہ شرط ہے پس اگر رات کے اعتکاف کی
نذر کی تو صحیح نہیں کیونکہ رات محل صوم نہیں لیکن اگر نذر میں رات اور دن دونوں کی
نیت کرے تو درست ہے کیونکہ گو رات محل صوم نہیں لیکن بسبب تابع ہونے کے دن میں
داخل ہے اور محدثین فرماتے ہیں کہ بی بی عائشہ رضی اللہ تعالی فرماتی ہیں کہ نہیں
اعتکاف مگر ساتھ روزے کے ابو داؤد اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے پوچھا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ نذر کی تھی میں نے جاہلیت میں کہ اعتکاف
کرونگا میں ایک رات مسجد حرام میں فرمایا پوری کر نذر اپنی بخاری و مسلم ملخصاً
اسمیں دلیل ہے اسپر کہ واسطے صحت اعتکاف کے روزہ شرط نہیں اور قول حضرت
بی بی عائشہ کا حدیث مرفوع نہیں دوسرے معارض اسکی یہ حدیث صحیحین کی کہ اسمیں
روزہ شرط نہیں ... اسکا ہے اور دلالت کرتی ہے اسپر کہ نذر جاہلیت کی اگر موافق ہو
حکم اسلام کے تو واجب ہے پورا کرنا اسکا بعد اسلام کے اور مذہب تمہ ہوا اور امام احمد
اور ابو حنیفہ کا یہ ہے کہ ہر مسجد میں اعتکاف درست ہے ملخصاً بلاغ المبین اور اقل مدت

نفل اعتکاف کی ایک ساعت ہے رات کی یا دن کی اور ساعت اصطلاح فقہا میں ایک ادنی جزو ہے زمانہ کا نہ وہ چوبیسواں حصہ شب و روز کا جو منجموں کی اصطلاح ہے پس اگر شروع کیا نفل اعتکاف میں پھر اسکو توڑ دیا تو اُسکی قضا لازم نہیں بنا بر ظاہر مذہب کے بسبب مدت معین نہ ہونے کے اور نفل اعتکاف میں نکلنا جائز ہے اسلیے کہ نکلنا اعتکاف کو ختم کرنے والا ہے نفل والے کے حق میں نہ باطل کرنے والا جیسا کہ مذکور ہوا کہ نفل اعتکاف کی کم مدت ایک ساعت ہے اور اعتکاف واجب میں مسجد سے نکلنا حرام ہے کیونکہ باطل کرتا ہے عمل کو لیکن واسطے حاجت انسانی کے مضائقہ نہیں اور وہ حاجت خواہ طبعی ہو مثلاً بول و براز و طہارت مسجد کے باہر جا کے کرنا یا اگر کوئی شخص شہ بستی ہو تو گھر جا کے کھانا لانا اور خواہ وہ حاجت شرعیہ ہو مثلاً خارج مسجد میں اذان کہنی گو یہ معتکف موذن نہو یا مثلاً واسطے نماز جمعہ کے وقت زوال کے جانا و گر جامع مسجد دور ہو تو اپنی رائے سے اندازہ کرکے ایسے وقت نکلنا کہ نماز جمعہ کو مع اُسکی سنتوں اور خطبہ کے پائے اور اُس سے زیادہ ٹھہرنا مکروہ تنزیہی ہے و گر راہ میں ذرا بھی دیر کی تو اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے اور گر مریض کی عیادت یا نماز جنازہ یا مجلس علم میں جانے کی نذر کے وقت نیت نہ کی اور گیا تو اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے و گر جانے کی نیت کی اور گیا یا اعتکاف غیر واجب میں گیا تو نہیں ٹوٹتا اور مسجد میں کھانا پینا سونا جائز ہے معتکف ہو خواہ غیر معتکف مسافر ہو خواہ مقیم بشرطیکہ مسجد کو ملوث نکرے نہ روکے نہ قبلہ کی طرف پاؤں کرے کیونکہ سوتے میں یا سولے سونے کی حالت کے بل الٹے یا لڑکے کا ایک پاؤں بھی قبلہ کی طرف پھیلانا بدون عذر اور سہو کے مکروہ تحریمی ہے پس اگر عذر سے یا بھول کر پھیلا

مفسدات اعتکاف کی وجوہات ... مفصل ... در مختار و شامی

تو مکروہ نہو گا اور مکروہ ہی پانون پھیلانا قرآن مجید یا کسی کتاب شرعی کی طرف مگر
یہ کہ کتاب مذکور کسی اونچی چیز پر ہو یا دور ہو تو مکروہ نہین اور مکروہ تحریمی ہی اعتکاف مین
چپ رہنا اگر اسکو عبادت جانتا ہو ورنہ مکروہ نہین اور کلام حرام مثلاً غیبت سے
سکوت کرنا فرض ہی اور کلام مکروہ مثلاً شعر قبیح پڑھنے سے سکوت کرنا واجب ہی اور
مکروہ ہی اعتکاف مین بولنا مگر وہ بات جسمین گناہ نہو اور جس کلام مین گناہ نہین اُسمین
کلام مباح داخل ہی جب اُسکی طرف حاجت ہو اور مسجد مین کلام مکروہ ہی اُسوقت کہ
کلام کے لیے اُسمین بیٹھے اور مکروہ ہی مسجد مین ہر معاوضہ مثل بیع و شرا کے مگر معتکف کو
درست ہی بشرطیکہ اُس چیز کی حاجت اُسکو یا اُسکی عیال کو ہو اور وطی کرنی قُبل اور
دُبر مین اعتکاف کا مفسد ہی منزل ہو یا نہو اور قصداً ہو یا بھول سے اور مساس اور
بوسہ سے بھی ٹوٹ جاتا ہی اگر منزل ہو ورنہ منزل ہو یا نظر یا فکر کرنے سے منزل ہو تو
نہین ٹوٹتا اور اگر دو یا زیادہ دنون یا راتون کے اعتکاف کی نیت کی تو اُتنے روز کا
مع اُتنی راتون کے اور اُتنی راتون کا مع اُتنے دنون کے پیا پی اعتکاف لازم ہوگا
اور اگر صرف ایک دن کے اعتکاف کی نذر کی تو صرف اُس ایک دن کا اعتکاف لازم ہوگا
اور اگر اُسکے ساتھ رات کی بھی نیت کی ہی تو دونون لازم ہونگے اگر صرف ایک رات کے
اعتکاف کی نذر کی ہی تو نہ نذر صحیح نہ دن لازم ہوگا جب تک اُسکے ساتھ دن کی
نیت نہ کرے اور عرفہ کی رات اور قربانی کی راتین روز گذشتہ کی تابع ہین اور انکے
سوا ہر شب اور شہر ذیحجہ کی بارھوین تاریخ کے بعد کی رات روز قبل کی تابع نہین
اسی واسطے تیرھوین شب مین امام کے نزدیک قربانی جائز نہین پس اس تقدیر پر
جب شب بیست و یکم کے اعتکاف کی نذر کرے تب داخل ہو مسجد مین اعتکاف کے لیے

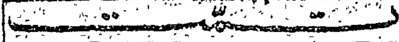
قبل غروب آفتاب کے وگر استثنا کرے رات کا تو داخل ہو سجد مین قبل طلوع
فجر کے اور نکلے غروب آفتاب کے بعد اکثر عوام شہر رمضان کی ستائیسوین
شب کو شب قدر کہتے ہین احادیث اسپر دلالت کرتی ہین لیکن امام صاحب نے
یہ جواب دیا ہی کہ جس سال مین حضرت پیغمبر صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی
اُسمین لیلۃ القدر ستائیسوین کو ہوئی تھی اور مشہور قول امام صاحب کا یہ ہی کہ
تمام سال مین وہ دائر ہی اور اُسی کا تائید کرنے والا ہی وہ قول جو حضرت شیخ محی الدین
ابن عربی نے فتوحات مکیہ مین ذکر کیا ہی کہ لوگون نے لیلۃ القدر کی تاریخ مین
اختلاف کیا ہی سو بعض کہتے ہین کہ تمام سال مین دائر ہی اور مین بھی یہی کہتا ہون
کیونکہ مین نے اُسکو کبھی شہر شعبان مین دیکھا اور کبھی شہر ربیع مین اور اکثر
شہر رمضان کے عشرہ اخیرہ مین اور ایک بار اُسکے عشرہ اوسط مین اور کبھی جفت
اور کبھی طاق راتون مین سو مجھکو یقین ہی کہ وہ سال بھر مین دائر ہی اور واضح ہو کہ
لیلۃ القدر بڑے مرتبہ کی رات ہی اُسکی طلب مستحب ہی اور وہ سال مین افضل شب ہی
قرآن مجید مین اُسکو ہزار مہینے سے افضل فرمایا ہی ہر عمل خیر اُسمین ہزار عمل کے
برابر ہی بنسبت دوسرے اوقات مین کرنے کے مسلمانون مین سے جسکو خدا
تعالی چاہتا ہی یہ دولت نصیب کرتا ہی اور بعض مالکیہ سے جو مروی ہی کہ اُسکو دیکھنا
ممکن نہین وہ غلط ہی نہیں جو شخص شب قدر کو دیکھے چاہیے کہ چھپا وے اور
اخلاص سے دعا کرے اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الْاِخْلَاصَ فِی الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ
وَحُسْنَ الْخِتَامِ عِنْدَ انْتِهَاءِ الْاَجَلِ اور خلاصہ حدیث کا یہ ہی کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے پوچھنے سے
حضرت صلعم نے شب قدر دیکھے کے یہ دعا کرنی سکھائی اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ

داقطنی بیہقی روایت کیا اسکو پانچون نے سوائے ابی داود کے اور صحیح کہا اسکو ترمذی اور حاکم نے اور مظاہر الحق مین مذکور ہی کہ لکھا ہی علما نے کہ جو کوئی ایک سال تمام کی شب بیداری کرے وہ پاویگا اسکو انشاء اللہ تعالی اور بعضے علما نے لکھا ہی کہ اس رات کی علامتین ہین کہ استنباط کیا ہی انکو احادیث اور آثار سے اور پایا ہی بعضی علامتون کو اسکے اہل نے طبری نے ایک قوم سے نقل کیا ہی کہ اس رات مین درخت سجدہ کرتے ہین اور زمین پر گر پڑتے ہین پھر بجائے خود آجاتے ہین اور سجدہ کرتی ہی اسمین ہر چیز اور صواب یہ ہی کہ امارات کے پانے مین ان امورات کا دیکھنا شرط نہین بہت لوگ اس رات کو پاتے ہین اور نہین دیکھتے انمین سے کوئی چیز اور روا ہی کہ دو آدمی ایک جگہ ہون اور دونون اس شب کو پاوین اور ایک کو معلوم ہو ان چیزون مین سے اور دوسرے کو کچھ نہ معلوم ہو اور بڑی علامت یہ ہی کہ توفیق ہو اسمین ذکر اور عبادت اور مناجات اور خضوع اور خشوع اور حضور اور اخلاص کی اور مختار یہ ہی کہ معتبر شب بیدار رہنا اکثر شب کا ہی اور تمام رات بیدار رہنا افضل و کامل تر ہی اگر باعث مرض یا ملال اور خلل کا ادائے فرائض و سنتون مؤکدہ مین نہو اگر ہو تو جسقدر توفیق قیام کی پاوے مقصود حاصل ہی

**کتاب الحج** مستطیع پر فوراً ایک حج فرض ہوتا ہی اور شرائط حج کی تین قسم ہین ایک شرائط وجوب حج کے اور دوسرے شرائط وجوب ادائے حج کے اور تیسرے شرائط صحت حج کے سو شرائط وجوب کے آٹھ ہین بنابر قول صحیح تر کے اسلام اور عقل اور بلوغ اور حریت اور وقت یعنی مہینا حج کا ہونا اور قدرت زاد اور قدرت راحلہ اور فرضیت حج کا علم دار الحرب مین اور شرائط وجوب ادا کی پانچ ہین بنابر قول

صحیح تر ہے کہ صحت جسم اور بصیر ہو قید نہ ہو اور امن راہ شرط ہو تا قافلہ چلنے کے وقت اور امن راہ سے مراد یہ ہو کہ لوگ اکثر باسلامت جاتے آتے ہوں اور عورت اگرچہ بڑھیا ہو اسکے حق میں دو شرطیں زیادہ ہیں ایک عدت سے خالی ہونا اور شوہر یا محرم جوان متقی کا بیچ سفر ساتھ ہونا اور شرائط صحت حج کے چار ہیں احرام حج اور زمانہ خاص اور مکان خاص اور اسلام **فصل فرائض حج** کے احرام شرط ہے باعتبار ابتدا کے اور رکن کا حکم ہے باعتبار انتہا کے دوم وقوف یعنی ٹھہرنا عرفات کے سوم اکثر طواف زیارت کرنا اور وہ چار طواف ہیں اور یہ دونوں رکن ہیں واجبات حج کے مزدلفہ میں ٹھہرنا اور صفا اور مروہ میں سعی کرنی یعنی دوڑنا اور ستاروں پر کنکریاں مارنی اور مسافر کو رخصت کا طواف کرنا اور سر منڈانا یا بال کترانے اور میقات سے احرام باندھنا اور عرفات پر غروب آفتاب تک ٹھہرنا اگر دن میں ٹھہرا ہو یعنی کچھ دن اور کچھ رات کے ٹھہرنے کو جمع کرنا اور شروع کرنا طواف کا حجر اسود سے اور داہنی طرف سے طواف شروع کرنا اور پیادہ طواف کرنا اگر عذر نہ ہو اور اگر حدث ہو تو وضو کر کے اگر جنب ہو تو غسل کر کے طواف کرنا اور ستر کر کے طواف کرنا اور ربع یعنی چوتھائی کم تر عضو کے عورت سے کھل جانے سے طواف واجب ہیں ذبح کرنا واجب ہوتا ہے اور صفا پر سے سعی شروع کرنی اور سعی مذکور پیادہ یا کرنی اگر عذر نہ ہو اور قارن اور متمتع کو بھیڑ بکری ذبح کرنی اور بیت اللہ کے گرد ہر سات بار گھومنے کے بعد دو رکعت نماز پڑھنی اور پہلے کنکریاں مارنی پھر ذبح کرنا پھر سر منڈانا پھر طواف زیارت کرنا اور ایام نحر میں زیارت کا طواف کرنا اور طواف اس طرح کرنا کہ حطیم اسکے اندر آجائے اور چار بار زیادہ طواف کے بعد کرنی

مثلاً مکان معین یعنی حرم میں اور زمان معین یعنی ایام نحر میں سر منڈانا اور مکروہات تحریمیہ سے اجتناب کرنا مثلاً بعد وقوف کے جماع کو اور سر ڈھکنے کو اور چہرہ ڈھکنے کو ترک کرنا اور قاعدہ کلیہ واجبات حج کے دریافت کرنے کا یہ ہے کہ جس فعل کے ترک کرنے سے ذبح کرنا واجب ہو سو وہ فعل واجب اور فرائض اور واجبات کے سوا سب باقی افعال سنت ہیں اور مستحب **فصل میقات** یعنی جگہ احرام باندھنے کی مصر اور شام اور مغرب اور مدینہ والوں کی ذوالحلیفہ اور تبوک کی راہ سے جحفہ اور نجد والوں کی قرن ہے اور اہل یمن اور تہامہ اور ہند والوں کی یلملم ہے اور اہل عراق کی ذات عرق ہے اور جو لوگ میقات کے اندر رہتے ہیں انکے لیے زمین حل کی میقات ہے اور مکی کے لیے مکان احرام باندھنے کا تمام حرم اور مکان عمرہ کا زمین حل کی ہے **فصل** قران افضل ہے تمتع اور افراد اور عمرہ سے اسکے بعد تمتع افضل ہے پھر صرف حج صرف عمرہ سے افضل ہے



## خاتمہ کتاب از مصنف ممدوح الشان سلمہ اللہ المنان

امابعد حمد خداوند جل و علا و صلوٰۃ و سلام بر حضرت شفیع الورا نبی محمد مصطفےٰ علیہ افضل التحیۃ والثنا و آل فلک دستگاہ و اصحاب دین پناہ کے بندہ امیدوار رحمت و غفران علی اشرف خان عفا اللہ عنہ العصیان ابن مولانا المولوی خادم حسین خان ابن مولوی محمد عبد القادر خان رحمۃ اللہ علیہما طالبان علوم دین و سالکان مناہج صدق و یقین پر آشکار کرتا ہے کہ پہلے میں نے درمختار اور طحطاوی اور خصوص ردالمحتار وغیرہ سے بقدر امکان اس کتاب کی تصحیح کی

پھر واسطے مزید اعتبار کے جناب افادت مآب آفتاب اوج تحقیق نور خورشید تدقیق امام وقت وحید زمانہ استاد نا و مولانا افادت معمور مولوی محمد شکور صاحب مچھلی شہری ادام اللہ ارشادہ و ابقاہ اور حضرت مولانا و اولانا و ابینا مولوی خادم حسین خان ابن مولوی عبد القادر خان طاب اللہ ثراہما و جعل الجنۃ مثواہما کی نظر سے بھی گذری اور اصلاح سے مزین ہوئی امید خدا سے ذوالمنن سے یہہ ہے کہ سعی اس بے بضاعت کی مشکور کرے اور حسن صورت و سیرت اس شاہد رعنا کی بیچ نظر قبول نظارگیان حقیقت شناس کے جلوہ گر فرما آمین یا رب العالمین اس کتاب مین جو سہو و خطا ہوئی ہو اسکو بخش دے اور اس کتاب کے پڑھنے پڑھانے والے کو خصوص محمد عبد القادر اور محمد عبد المقتدر میرے پوتے اور محمد مرتضی اشرف میرے نواسہ کو اپنا مقبول کر اور انکے گناہون کو بخش اور واسطے یاد کرنے مسائل فقہ شریف کے انکے ذہن کھول اور عالم با عمل کر اور دنیا و آخرت مین انکا بھلا کر اور انپر اور سب مومنین اور مومنات پر رحمت کر آمین وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَاللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

# خطبۂ جمعہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِہِ الْکِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ
لَّہٗ عِوَجًا وَنَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ
لَہٗ وَنَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ خَیْرُ الْوَرٰی
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا ۝ اَمَّا بَعْدُ
فَاُوْصِیْکُمْ عِبَادَ اللّٰہِ وَنَفْسِیْ بِتَقْوَی اللّٰہِ فَاِنَّ اَکْرَمَکُمْ
عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ وَدَوَامُ ذِکْرِ اللّٰہِ وَالشُّکْرُ عَلٰی
نَعْمَاءِ اللّٰہِ وَالصَّبْرُ عَلٰی بَلَاءِ اللّٰہِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ
الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ
وَلَا تَکْفُرُوْنِ ۝ وَاعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا وَقَلِیْلٌ
مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ ۝ وَاِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۝
سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

| جلسہ | وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ | ک |
|---|---|---|

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَشْهَدُ اَنْ
لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُهٗ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ
یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا اَللّٰهُمَّ صَلِّ
وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اِنِ الْفَضْلُ لَك اَوْلٰی اَعْطٰی مَعَالِیك
وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَوْلَادِهٖ وَاَحْفَادِهٖ اَجْمَعِیْنَ
خُصُوْصًا عَلٰی اَفْضَلِ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِیِّیْنَ اَبِیْ بَکْرِ
الصِّدِّیْقِ وَعُمَرَ الْفَارُوْقِ وَعُثْمَانَ ذِی النُّوْرَیْنِ وَعَلِیِّ نِ الْمُرْتَضٰی
وَالْحَسَنَیْنِ وَعَلٰی سَیِّدَةِ النِّسَآءِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِ وَعَلٰی
عَمَّیْهِ الْکَرِیْمَیْنِ وَعَلٰی کُلِّ مَنِ اخْتَارَہُ اللّٰہُ بِصُحْبَةِ نَبِیِّهِمْ
بِالْاِیْمَانِ وَتَابِعِیْهِمْ بِالْاِحْسَانِ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا
الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

جلوہ گری تاریخ نورافشان تصنیف اشرف المسائل ز ضیای طبع بلند ماہ منیر منازل تحقیق مہر تابان سمای تدقیق فقیہ عدیم المثیل عالم بی عدیل و نبیل مولانا مولوی نجم الدین صاحب رئیس ج ہائیکورٹ ہو ہذا

کتاب فقہ ہدی للمتقین

## خاتمۃ الطبع

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی من بعد اوپر طالبان مسائل دینیہ وخواستگاران شیوۂ تقلید حنفیہ کے مانند آفتاب نصف النہار کے مبرہن در وشن ہو کہ اندنون مین کتاب مستطاب جسمین مسائل ضروریہ فقہ حنفیہ کے کمال توضیح اور بسلاست کے ساتھ اُردو زبان سلیس عام فہم مین مرقوم ہین اور یہ کتاب مبنی ہو اوپر چہ کتاب کے اول کتاب مین ایمان اور جو اُس سے متعلق ہو اُسکا ذکر ہی سدوم کتاب مین طہارت مطلق ارکان وضو اور اُسکی سنتین مستحبات آداب مکروہات منہیات بدعات نواقض وضو اور مسائل غسل مفروض اور سنت وسوجبات غسل اور پانی وطہارت کنوین اور تیمم اور مسح موزہ اور احکام حیض و نفاس و نجاست مطلق اور استنجے کے احکام مشرح و بسط مذکور ہین سوم کتاب مین مسائل نماز اذان شرائط نماز ارکان نماز واجبات نماز سنت نماز مستحبات نماز صفت نماز اور قرارت کے احکام امامت خلیفہ کرنے کے احکام نواقض نماز مکروہات نماز نماز وتر نوافل اور قبل و بعد نماز

پنجگانہ کی سنتین اور مستحبات - جماعت کی نماز - نماز قضا کی ادا اور سجدہ سہو - نماز مریض - مسافر - سجدہ تلاوت - احکام نماز جمعہ - عیدین - نماز کسوف وخسوف - نماز طلب باران - نماز خوف - نماز جنازہ - احکام شہید - کعبہ مین نماز پڑھنے کی صورت کا ذکر ہے چہارم کتاب مین زکوۃ مطلق ہر قسم کا بیان ہے پنجم کتاب مین روزہ اور مفسدات روزہ - اور احکام اعتکاف کا مذکور ہے ششم کتاب مین فرائض و واجبات حج کا بیان ہے ایسی فقہ کی جامع کتاب سود مند عام جسکو بارہ سال کی غور و محنت مین عالم دین پرور فاضل افاضت گستر سرآمد علماء ذیشان برگزیدہ و مقبول جہان مولوی علی اشرف خان صاحب خلف الصدق مولانا مولوی خادم حسین خان مرحوم نے بڑی بڑی کتابون فقہ سے مثل طحطاوی و فتاوی و شرح وقایہ و شامی وغیرہ سے ترجمہ کرکے تالیف فرمایا اور کرۃ بعد اولی نظر فرماکر نام اسکا اشرف المسائل معروف بجواہر اشرفی رکھا اب یہ کتاب ندرت خطاب بہمہ وجوہ مکمل ہوکر حسب فرمائش مصنف ممدوح بمقام لکھنؤ ماہ جون ۱۸۹۶ع مطابق ماہ شعبان المعظم سنہ ۱۳۱۳ ہجری نبوی

مطبع نامی ومشہور نزدیک و دور منشی نول کشور میں
مطبوع ہوئی خدا کرے برتر اسکو حرز بازوی جان اہل ایمان فرماوے
بمنہ وکرمہ

## اطلاع

کتاب کے صفحۂ اول مین یہ عبارت ہی کہ۔ اصل ایمان نہ زیادہ نہ کم ہوتا ہی پھر
طبع کے بعد مولف نے اسقدر عبارت زیادہ کی ہی جس طرح یہ کتاب ہو وان
لکھ لے۔ یعنی اجمالی اس لیے کہ ایمان اجمالی عبارت ہی اُس تصدیق قلبی سے
جو حد یقین کو پہونچا ہوا ور ظاہر ہی کہ یقین نہ زیادہ نہ کم ہوتا ہی کیونکہ اوپر یقین کے
کوئی مرتبہ نہیں جو اُسپر زیادہ ہو اور نیچے اُسکے سہو ہی اور نسیان اور شک
پھر یقین نہ رہا لیکن ایمان تفصیلی زیادہ اور کم ہوتا ہی۔ شرح عقائد نسفی۔

56 57